الامامت والسّیاست





مؤلف

ابو محمد عبداللہ بن مسلم بن قتیبہ دینوری سنی

مترجم

مولانا ملک محمد شریف صاحب شاہ رسولوی

الناشر

حق برادرز 8۔ مسلم سنٹر، چیٹرجی روڈ، اُردو بازار لاہور

یہ کتاب

اپنے بچوں کے لیے scan کی بیرونِ ملک مقیم ہیں

مو منین بھی اس سے استفادہ حاصل کرسکتے ہیں.



منجانب.

سبیلِ سکینہ

یونٹ نمبر ۸ لطیف آباد حیدر آباد پاکستان

۷۸۶

۹۲_۱۱۰

یاصاحب الزماں ادرکنیؑ

Knowledge for All

SABIL-E-SAKINA

یا عباسؑ

DvD Version

لبیک یا حسینؑ

خصوصی تعاون: نذر عباس
رضوان رضوی

اسلامی کُتب (اردو) DVD

ڈیجیٹل اسلامی لائبریری ۔

SABIL-E-SAKINA
Unit#8,
Latifabad Hyderabad
Sindh, Pakistan.
www.sabeelesakina.page.tl
sabeelesakina@gmail.com

الامامت والسّیاست

اُردو ترجمہ (حصہ اوّل)

ابو محمد عبداللہ بن مسلم بن قتیبہ دینوری سنی متوفی ۲۷۶ھ

مولانا ملک محمد شریف صاحب شاہ رسولوی

حق برادرز

8۔ مسلم سنٹر، چیٹرجی روڈ، اُردو بازار لاہور

فہرست

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ خیر خلقہ محمد وآلہ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

انی تارک فی الثقلین کتاب اللہ وعترتی اھلبیتی ان تمسکتم بھما لن تضلوا بعدی ابداً لن یفترقا حتی یردا علی الحوض۔

"میں تم میں دو چیزیں چھوڑے جاتا ہوں۔ کتاب خدا اور اپنے اہل بیت۔ اگر ان کا دامن پکڑو گے تو ہرگز گمراہ نہ ہو گے۔ یہ اس وقت تک جدا نہ ہوں گے حتیٰ کہ میرے پاس حوض کوثر پر وارد ہوں گے"

مثل اھلبیتی کمثل سفینۃ نوح من رکب نجا ومن تخلف عنھا غرق وھویٰ

"میرے اہل بیت کی مثال کشتی نوح کی مانند ہے جو اس میں سوار ہوا نجات پا گیا۔ جس نے اس کو چھوڑا وہ غرق ہوا"

انا مدینۃ العلم وعلی بابھا۔ میں علم کا شہر ہوں، علیؑ اس کا دروازہ ہیں۔

علی مع القرآن والقرآن مع علی۔ علیؑ قرآن کے ساتھ ہیں اور قرآن علیؑ کے ساتھ ہے۔

الحق مع علی وعلی مع الحق۔ علیؑ حق کے ساتھ ہیں اور حق علیؑ کے ساتھ ہے۔

لا یجوز احد الصراط الا من کتب لہ علی الجواز

اس وقت تک کوئی شخص پل صراط عبور نہیں کر سکے گا۔ جب تک علیؑ لکھ نہیں دیں گے

فاطمۃ بضعۃ منی اذاھا فقد اذانی۔ فاطمہ میرے جگر کا ٹکڑا ہیں جس نے اس کو اذیت دی۔ اس نے مجھ کو اذیت دی۔ من ارضاھا فقد ارضانی۔ جس نے اس کو راضی رکھا۔ اس نے مجھ کو راضی رکھا"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ان احادیث وارشادات کے باوجود مسلمانوں نے رسول اللہؐ کے جنازہ کو چھوڑ دیا اور سقیفۂ بنی ساعدہ میں جمع ہو کر خلیفہ سازی شروع کر دی اور علیؑ نے آنحضرتؐ کی تجہیز و تکفین کے فرائض انجام دیئے۔ آنحضرتؐ کی وفات کے بعد کیا ہوا خلیفہ کا انتخاب کیسے ہوا۔ اس موضوع پر اہلسنت کے معتبر عالم ابو محمد عبداللہ بن مسلم بن قتیبہ دینوری (متوفی ۲۷۶ھ) کی کتاب "الامامۃ والسیاسۃ" بہت مشہور ہے۔ مومنین کے اصرار پر اس کا اردو ترجمہ پیش کیا جا رہا ہے۔ کتاب کے مصر سے شائع ہونے والے تین نسخوں کو مد نظر رکھ کر ترجمہ کیا گیا ہے۔ اس کام کو خوشنودیٔ خدا اور خوشنودیٔ محمدؐ و آل محمدؐ کے لئے کیا گیا ہے تاکہ خلافت کے بارے میں انصاف پسند حضرات صحیح تصویر ملاحظہ فرمائیں۔ وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ انیب وصلی اللہ علیٰ محمد وآلہ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

مترجم

یکم رمضان المبارک ۱۳۹۲ھ ، ۹ اکتوبر ۱۹۷۲ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم

حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کی فضیلت

حضرت علی کرم اللہ وجہٗ سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اسی دوران میں حضرت ابوبکر اور حضرت عمر آئے تو آنحضرتؐ نے فرمایا ——

ھذان سیدا کھول اھل الجنۃ من الاولین والاخرین الا النبیین والمرسلین علیھم السلام ولا تخبرھما یا علی۔	یہ دونوں انبیاء اور مرسلین کو چھوڑ کر تمام اولین آخرین جنت میں بوڑھوں کے سردار ہیں۔ اے علی یہ بات ان دونوں کو بتانا نہیں۔

ابوملیکہ سے مروی ہے کہ میں نے ابن عباس کو کہتے ہوئے سنا کہ جب حضرت عمر کو وقت آخر چارپائی پر ڈالا گیا۔ تو لوگ ادھر گرد جمع ہو گئے۔ آپ کا جنازہ اٹھانے سے پہلے وہ آپ کے لئے دعا کرتے تھے۔ اور درود بھی پڑھتے تھے۔ ایک شخص نے پشت کی جانب سے میرے شانے پر ہاتھ رکھا۔ میں نے دیکھا تو وہ حضرت علی علیہ السلام تھے وہ حضرت عمرؓ کے حق میں دعا کرتے تھے۔ اور انہوں نے فرمایا ——

خدا کی قسم اے عمر! تیرے بعد میں کسی ایسے شخص کو نہیں دیکھتا جو اپنے اعمال کی وجہ سے خدا کو زیادہ محبوب ہو۔ خدا کی قسم میری یہ خواہش ہے کہ خدا تجھے تمہارے دونوں دوستوں کے پہلو میں جگہ عطا فرمائے۔ کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے بہت دفعہ سنا ہے کہ میں ابوبکر اور عمر آخرت میں اکٹھے ہوں گے۔ مجھے یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہیں ان دونوں کے ساتھ رکھے گا۔ —— حضرت علی علیہ السلام سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا یا علی!

ھذان سیدا کھول اھل الجنۃ ما کان من الانبیاء علیھم السلام ولا تخبرھما۔	یہ دونوں (ابوبکر اور عمر) جنت میں سوائے انبیاء کے تمام بوڑھوں کے سردار ہیں۔ انہیں اس بشارت سے آگاہ نہ کرنا۔

قاسم ابن ابی عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ میں قوموں کی طرف اپنے نمائندے بھیجنا چاہتا ہوں جو انہیں اسلام کی دعوت دیں اور دین کی تبلیغ کریں۔ آپ نے عیسیٰ بن مریم کی طرح ابی بن کعب ابی حذیفہ کے غلام سالم اور معاذ بن جبل کو بھیجا۔ لوگوں نے رسول اللہ کی خدمت میں عرض کی کہ آپ ابوبکر اور عمر کو کیوں نہیں بھیجتے۔ تو آپؐ نے فرمایا ——

ٓ جنت میں کوئی بڈھا نہ ہوگا۔ سب لوگ نوجوان ہوں گے۔

"ان کا میرے پاس رہنا ضروری ہے۔ یہ میرے لئے آنکھ اور کان کی مانند ہیں"

محمد بن زبیر سے مروی ہے کہ مجھے عمر بن عبد العزیز نے حسن بصری کے پاس بھیجا کہ میں ان سے پوچھوں کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابو بکر کو خلیفہ بنایا تھا۔ جب میں ان کی خدمت میں حاضر ہوا تو وہ سیدھے ہو کر بیٹھ گئے اور فرمایا کہ ——

"مجھے قسم ہے اُس ذات کی جس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ آنحضرت نے انہیں خلیفہ بنایا تھا۔ کیونکہ وہ زیادہ عالم اور متقی تھے۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا
حضرت ابو بکر کو خلیفہ بنانا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جس بیماری میں انتقال ہوا۔ آپ فضل بن عباس اور اپنے غلام ثوبان کا سہارا لیتے ہوئے باہر تشریف لائے اور پھر اندر چلے گئے۔ اور اپنے غلام سے فرمایا: ——

"دروازے پر بیٹھے رہو۔ اور انصار کو اندر آنے سے روکنا:"

انصار دروازے پر جمع ہوتے اور غلام سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہونے کی اجازت طلب کی تو اس نے کہا کہ حضور کے پاس آپ کی بیویاں موجود ہیں۔ یہ سن کر وہ رونے لگے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے رونے کی آواز سنی تو فرمایا کہ یہ کون ہیں؟ —— آپ کو بتایا گیا کہ یہ انصار رو رہے ہیں۔ آپ حضرت علی علیہ السلام اور حضرت عباس کا سہارا لئے ہوئے مسجد میں تشریف لائے۔ لوگ آپ کے گرد جمع ہو گئے آپ نے فرمایا ——

"جو نبی بھی مرتا ہے وہ اپنا ترکہ چھوڑتا ہے۔ میرا ترکہ انصار ہیں۔ میں تمہیں وصیت کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہنا اور انصار سے بھلائی کرنا۔ انہوں نے تنگ دستی اور خوش حالی میں تمہیں اپنے مال کا حصہ دار بنایا۔ تم سے ہمدردی کی اور تنگی و خوشی میں تمہاری مدد کی۔ ان کے حقوق کو پہچانو۔ ان میں سے نیک آدمی کی عزت کرو اور گنہگار سے درگزر کرو۔"

اس کے بعد آپ گھر تشریف لائے۔ سخت درد کی وجہ سے سر پر پٹی باندھی ہوئی تھی نماز کے وقت حضرت بلال حاضر ہوئے اور نماز کے لئے بلایا۔ آپ نے آنکھیں کھولیں اور اپنی بیویوں سے فرمایا ——

"میرے حبیب کو بلاؤ"
بی بی عائشہ نے سمجھا کہ آپ حضرت ابو بکر کو بلانا چاہتے ہیں۔ لیکن آپ نے حضرت عمر کو بلایا۔ کیونکہ آپ جانتی تھیں کہ حضرت ابو بکر نرم دل انسان ہیں۔ جب وہ اس جگہ پر کھڑے ہوں گے تو آپ پر سخت گریہ طاری ہو جائے گا۔ حضرت عمر مضبوط دل کے انسان ہیں۔ حضرت عمر گئے اور آنحضرتؐ پر سلام کیا۔ آپ نے آنکھیں کھولیں۔ سلام کا جواب دیا اور منہ دوسری طرف پھیر لیا۔ حضرت عمر نے سمجھا آپ مجھے نہیں چاہتے اور آپ چلے گئے۔ تو پھر آپ نے اپنی بیویوں سے فرمایا: —

"میرے حبیب کو بلاؤ"
تو بی بی عائشہ نے عرض کیا — یا رسول اللہ ابو بکر نرم دل ہیں اس لئے اگر آپ حضرت عمر کو نماز پڑھانے کا حکم دیں تو بہتر ہوگا۔

آنحضرتؐ نے فرمایا — انکن صواحبات یوسف (تم یوسف کے ساتھی ہو۔ ضرور میرے حبیب کو بلاؤ، میں اسی طرح کروں گا۔ جس طرح مجھے حکم دیا گیا ہے۔

حضرت ابو بکر کو بلایا گیا۔ جب آئے تو آنحضرتؐ نے فرمایا: —
"مؤذن کے ساتھ جا کر لوگوں کو نماز پڑھاؤ"

حضرت ابو بکر آنحضرتؐ کی رحلت تک لوگوں کو نماز پڑھاتے رہے۔ آپ کا انتقال ہو جانے کے بعد آپ کے دفن کے بارے میں مشورہ کیا گیا۔ ایک شخص نے کہا کہ آپ کو اسی جگہ دفن کیا جائے۔ جہاں آپ نماز پڑھا کرتے تھے۔ تو ابو بکر نے کہا پناہ بخدا ہم آپ کو بت بنا کر آپ کی پوجا کریں۔

دوسرے نے کہا کہ ہم آنحضرتؐ کو بقیع میں دفن کریں گے جہاں آپ کے بھائی انصار مہاجرین دفن ہیں۔ تو حضرت ابو بکر نے کہا ہم یہ پسند نہیں کرتے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بقیع میں دفن کریں۔ انہوں نے کہا پھر اس بارے میں آپ کی کیا رائے ہے۔ آپ نے کہا کہ — میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ نبی کی جہاں سے روح پرواز ہوتی ہے اس کو وہیں دفن کیا جائے۔ انہوں نے کہا۔ خدا کی قسم آپ نے سچ فرمایا۔

عباس بن عبد المطلب حضرت علی علیہ السلام سے ملے اور ان سے کہا کہ: —
"آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا انتقال ہونے والا ہے۔ اگر خلافت ہمارا حق ہے۔ تو اس سے ہمیں آگاہ کر دیجیے۔ اگر ایسا نہیں ہے تو پھر ہمیں جہاں ان کی وصیت فرمائیں"

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انتقال کے بعد حضرت عباس نے حضرت علی علیہ السلام
سے کہا کہ ——— آپ ہاتھ بڑھائیں تاکہ میں آپ کی بیعت کر لوں۔ لوگ کہیں گے کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کے چچا نے ان کے چچیرے بھائی کی بیعت کر لی ہے اور آپ کے اہل بیت بھی بیعت
کر لیں گے۔ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا کہ ہمارے بغیر خلافت کا کون مستحق ہے۔
عباس ابو بکر سے ملے اور پوچھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خلافت کے
بارے میں تمہیں کوئی نصیحت کی ہے! ——— انہوں نے کہا نہیں۔
پھر حضرت عباس عمر سے ملے انہوں نے بھی نفی میں جواب دیا۔
پھر عباس نے حضرت علی علیہ السلام سے کہا ———
"آپ ہاتھ بڑھائیں تاکہ میں آپ کی بیعت کر لوں اور آپ کے اہل بیت بھی
آپ کی بیعت کریں گے"

سقیفہ میں کیا ہوا!

——— عبداللہ بن عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کے انتقال کے بعد انصار سعد بن عبادہ کے پاس جمع ہوئے۔ کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کا انتقال ہو گیا ہے۔ سعد نے اپنے بیٹے سے کہا کہ میں علالت کی وجہ سے لوگوں سے بات
چیت نہیں کر سکتا۔ تم میری بات سنو اور انہیں آگاہ کر دو۔ آپ بات کرتے تھے اور آپ کا بیٹا یاد
کر جاتا تھا۔ کبھی کبھی با آواز بلند بھی کہتے تاکہ ان کی قوم بھی سن لے۔ حمد و ثنا کے بعد آپ نے کہا:
"اے گروہ انصار! آپ کو دین میں سبقت اور اسلام میں فضیلت حاصل ہے رسول
اللہ اپنی قوم میں دس سال کے قریب رہے، انہیں اللہ تعالیٰ کی عبادت کی طرف بلایا
اور بتوں کی پوجا سے منع فرمایا۔ آپ کی قوم کے تھوڑے سے لوگ ہی ایمان لائے۔ خدا کی
قسم وہ رسول اللہ کی حفاظت کی طاقت نہیں رکھتے تھے۔ اور اپنے دین کو نہیں پھیلا سکتے
تھے اور نہ ہی کسی دشمن سے اپنی حفاظت کر سکتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے تمہیں فضیلت عطا
کی۔ کرامت کو تمہارے پاس لے آیا۔ نصرت سے تمہیں نوازا۔ اپنی اور اپنے رسولؐ کی ذات
سے تمہیں ایمان کی دولت سے مالا مال کیا۔ تم لوگوں نے عزت دین کی خاطر رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے اصحاب کی حفاظت کی۔ اللہ تعالیٰ کے دشمنوں سے
جہاد کیا۔ رسول اللہ کے مخالفین پر تم سخت اور دشمنوں پر بھاری تھے۔ تم خوشی اور
ناخوشی سے دین کی حمایت کے لئے تیار رہے گئے / بیگانے مطیع ہو گئے۔ تمہاری وجہ
سے اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کے لئے زمین کو مطیع کیا۔ تمہاری تلواروں کے خوف
سے عرب سرنگوں ہوئے۔ آنحضرتؐ اپنی رحلت کے وقت تم سے راضی اور خوش تھے

تم خلافت کے لئے اپنے اتحاد کو مضبوط کرو۔ کیونکہ لوگوں سے تم اس کے زیادہ مستحق ہو۔

تمام نے متفقہ طور پر کہا ——— آپ کی رائے بالکل صحیح ہے۔ آپ نے بجا کہا ہے۔ خلافت کے آپ ہی مستحق ہیں۔ ہم اس سے ہرگز انحراف نہیں کریں گے۔ آپ نیک ہیں مومن آپ پر راضی ہیں۔ جب یہ بات حضرت ابوبکر کو معلوم ہوئی تو وہ سخت گھبرائے۔ عمر کی معیت میں جلدی جلدی سقیفہ بنی ساعدہ کی طرف چلے، اور راستے میں ابو عبیدہ بن جراح کو ساتھ لے کر تینوں سقیفہ بنی ساعدہ پہنچے۔ وہاں اشراف مدینہ موجود تھے۔ جن میں سعد ابن عبادہ بھی تھا۔ انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دین حق اور ہدایت کے ساتھ بھیجا۔ آپ نے لوگوں کو اسلام کی طرف بلایا۔ اللہ تعالیٰ نے ہماری پیشانیوں اور دلوں کو دین اسلام کی طرف موڑ دیا۔ ہم مہاجر سب سے پہلے اسلام لائے۔ اور لوگوں نے ہماری پیروی کی۔ ہم رسول اللہ کے رشتہ دار ہیں۔ ہم نسب کے لحاظ سے عرب کے ایک متوسط خاندان کے افراد ہیں۔ یہ ٹھیک ہے کہ تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پناہ دی اور مدد کی تم دین میں ہمارے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وزیر ہو۔ تم کتاب خدا کی رو سے ہمارے بھائی ہو اور اللہ تعالیٰ کے دین میں ہمارے شریک کار ہو۔ تم نے نرمی اور سختی میں دین خدا کی مدد کی۔ تم نے ہر بھلائی میں ہمارا ساتھ دیا تم ہمارے نزدیک تمام لوگوں سے زیادہ محبوب اور عزت والے ہو۔ اور قضائے خداو تسلیم امر میں سب سے زیادہ خندہ پیشانی سے قبول کرنے والے ہو۔ تمہارے مہاجر بھائی خلافت کے زیادہ مستحق ہیں۔ ان سے حسد نہ کرو۔ تم اپنی ذات کے لئے ایثار سے کام لینے والے ہو۔ تم اپنے مہاجر بھائیوں کے لئے ہمیشہ ایثار سے کام لیتے رہے ہو۔ یہ سب کچھ ٹھیک۔ لیکن خلافت کے معاملہ میں جھگڑا نہ کرو اور اپنے ان بھائیوں سے اس بھلائی میں حسد نہ کرو۔ جو اللہ تعالیٰ ان کے لئے لایا ہے۔ میں تمہیں دو آدمیوں کے بارے میں دعوت دیتا ہوں کہ خلافت کے وہ زیادہ مستحق ہیں۔ ابو عبیدہ یا عمر۔ یہ تمہارے لئے اور خلافت کے لئے موزوں ہیں۔

عمر اور عبیدہ نے کہا ——— آپ کے ہوتے ہوئے کوئی شخص خلافت کا مستحق نہیں آپ صاحب غار ہیں ثانی اثنین ہیں۔ آنحضرتؐ نے آپ کو لوگوں کو نماز پڑھانے کا حکم دیا تھا۔

انصار نے کہا ——— خدا کی قسم ہم حسد سے کام نہیں لے رہے۔ خدا کی

لہ سقیفہ کی کارروائی کے بارے میں سلیم بن قیس ہلالی صاحب امیرالمومنینؑ کی کتاب السقیفہ کا اردو ترجمہ ملاحظہ فرمائیں۔ جو مکتبہ الساجد ۸۵۔ شمس آباد کالونی ملتان سے شائع ہو چکا ہے۔ ۱۲

قسم آپ ہمیں زیادہ محبوب اور پسندیدہ ہیں۔ ہمیں تو صرف اس بات کا ڈر ہے کہ خلافت پر کہیں وہ شخص قابض نہ ہو جائے جو نہ ہم میں سے ہو اور نہ تم میں سے۔ اگر آج خلافت کے لئے ایک آدمی ہم میں سے اور ایک تم میں سے منتخب کر لیا جائے تو ہم سب خوشی سے اس کی بیعت کر لیں گے۔ جب مہاجر فوت ہو جائے تو انصاری خلافت کا مستحق قرار پائے اور جب انصاری فوت ہو جائے تو مہاجر خلافت کا مستحق قرار پائے۔ اور ہمیشہ کے لئے اس امت میں یہی دستور رہے۔ اور یہ بات مناسب ہے تاکہ امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں انصاف قائم رہے۔ تاکہ ہم ایک دوسرے کے پیروکار رہیں۔ قریش کو ڈر رہے گا کہ اگر اس نے غلطی کی تو انصاری اس پر قابض ہو جائے گا۔ اور انصاری کو ڈر رہے گا کہ اگر اس نے غلطی کی تو قریشی قابض ہو جائے گا۔"

حضرت ابوبکر کھڑے ہوئے اور حمد و ثنا کے بعد کہا کہ:

"اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ کو مخلوق کی طرف بھیجا اور امت پر گواہ قرار دیا تاکہ اللہ کی عبادت کریں اور اس کو واحد مانیں، جب کہ وہ مختلف خداؤں کو پوجتے تھے۔ ان کا خیال تھا کہ یہ مختلف معبود ان کی اللہ تعالیٰ کے ہاں سفارش کریں گے حالانکہ وہ تراشے ہوئے بت اور گھڑی ہوئی لکڑیاں تھیں۔ اگر چاہو تو قرآن شریف کی اس آیت کو پڑھو۔

انکم وما تعبدون من دون اللہ ویعبدون من دون اللہ مالا یضرھم ولا ینفعھم ویقولون ھؤلاء شفعاؤنا عند اللہ۔ تم اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو۔ وہ اللہ کے سوا بتوں کی پوجا کرتے تھے جو ان کو نفع اور نقصان نہیں پہنچا سکتے تھے۔ اور کہتے تھے کہ یہ اللہ کے ہاں ہماری سفارش کریں گے وقالوا اور وہ کہتے تھے۔ ما نعبدھم الا لیقربونا الی اللہ زلفیٰ ہم ان کی پوجا خدا کے تقرب کی خاطر کرتے ہیں۔

جب آنحضرت نے اسلام کی دعوت دی تو اہل عرب کو یہ نہایت ناگوار گزرا کہ وہ اپنے آباء و اجداد کے مذہب کو چھوڑ کر دین اسلام کو قبول کریں۔ یہ خصوصیت تو صرف اللہ تعالیٰ نے مہاجرین اول کو عطا فرمائی۔ جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تصدیق کی اور آپ پر ایمان لائے۔ آپ سے ہمدردی کی اور قوم کی سختیوں میں صبر کیا تھا آپ کا ساتھ دیا۔

تمام لوگ اس وجہ سے مہاجرین کے مخالف ہو گئے اور انہیں تکالیف دینے لگے وہ کم تعداد کے باوجود پریشان نہ ہوئے۔ قوم نے ان کا بائیکاٹ کر دیا۔ یہ پہلے

لوگ ہیں۔ جنہوں نے زمین پر اللہ تعالیٰ کی عبادت کی اور اس کے رسولؐ پر ایمان لائے۔ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دوست اور رشتہ دار ہیں۔ یہی خلافت کے مستحق ہیں جو ان سے خلافت لینے میں جھگڑا کرے گا۔ وہ ظالم ہوگا اے گروہ انصار! تم کو ان کی فضیلت سے انکار نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ تم سے اس بات پر راضی ہے کہ تم اس کے دین اور اس کے رسولؐ کے مددگار قرار پائے۔ آنحضرتؐ کی ہجرت تمہارے ہاں قرار پائی۔ ہمارے نزدیک مہاجرین اولین کے بعد تم سے زیادہ عزت والا کوئی نہیں ہے۔ ہم امراء ہیں۔ تم وزیر ہو۔ ہم تمہارے مشورے کے بغیر کوئی قسم کا فیصلہ نہیں کریں گے۔ اور تمہاری مرضی کے خلاف کوئی کام نہیں کریں گے۔

حباب بن منذر بن زید بن حرام نے کہا اے گروہ انصار اپنا اتحاد مضبوط رکھو۔ لوگ تمہارے ساتھ اور پناہ میں ہیں۔ کوئی شخص تمہارے خلاف جرأت نہیں کریگا تم صاحب عزت اور مال ہو۔ تمہاری زیادہ تعداد ہے اور تم بہادر ہو۔ لوگوں کو یہ انتظار ہے کہ آپ کیا کرتے ہیں۔ تم اختلاف نہ کرو۔ ورنہ تمہارا کام بگڑ جائے گا اپنے معاملات ٹھیک کرلو۔ تم وہ ہو۔ جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پناہ دی تھی۔ اور آپ کی مدد کی تھی۔ انہوں نے تمہاری طرف ہجرت کی تھی تمہیں وہ مرتبہ حاصل ہے جو سابقین اولین کو بھی حاصل نہیں۔ تم ان سے پہلے صاحب خانہ اور صاحب ایمان ہیں تمہارے گھروں میں اللہ تعالیٰ کی کھلم کھلا عبادت ہوتی ہے۔ نماز باجماعت تمہاری مسجدوں میں ہوتی ہے۔ اور تمہاری تلواروں کے زور سے اہل عرب نے اسلام قبول کیا ہے۔ اس لئے خلافت کے تم لوگ زیادہ مستحق ہو اگر یہ لوگ اس سے انکار کریں تو پھر ایک امیر ہم میں سے اور ایک ان میں سے ہو۔

عمر نے کہا:۔ ——————

"یہ ہرگز نہیں ہوگا۔ ایک میان میں دو تلواریں نہیں سما سکتیں۔ عرب اس بات پر ہرگز رضامند نہیں ہوں گے کہ تم کو ان کا امیر بنا دیا جائے اور ان کا نبیؐ کسی اور قبیلے سے تعلق رکھتا ہو۔ خلافت کے مستحق وہ لوگ ہوں گے جن میں نبی پیدا ہوا ہو۔ اور اولی الامر بھی انہی میں سے ہو۔ لہٰذا خلافت کے ہم لوگ مستحق ہیں۔ ہمارے مخالف کے لئے روشن دلیل اور واضح حجت ہے کہ ہم آنحضرتؐ کے دوست اور رشتہ دار ہیں۔

حباب بن منذر نے کہا کہ ——————— اے گروہ انصار اپنا اتحاد برقرار رکھو اس شخص کی اور اس کے ساتھیوں کی بات نہ سنو۔ ورنہ خلافت میں اپنا حصہ

تعف کر بیٹھو گے۔ اگر یہ انکار کریں تو انہیں اپنے ملک سے نکال دو۔ جس شخص کو پسند کر لو اپنے اوپر اور ان لوگوں پر خلیفہ مقرر کر دو۔ خدا کی قسم خلافت کے تم ہی مستحق ہو۔ خلافت کا دعویدار وہ ہو گیا ہے جس کا تمہارے بزرگوں کیساتھ کوئی تعلق نہیں۔ خدا کی قسم اگر تم چاہو تو میں خلافت تمہارے اندر مقرر کر دوں۔ جو شخص میری بات نہیں مانے گا۔ میں تلوار سے اس کی ناک قلم کر دوں گا۔

حضرت عمر نے کہا ــــــ حباب میری بات کا جواب دے رہا ہے اور میں نے اس سے بات کر نیکا یا ایکاٹ کیا ہوا ہے۔ کیونکہ رسول اللہ کی زندگی میں میرے اور اس کے درمیان جھگڑا ہو گیا تھا۔ جس سے اس نے منع کیا تھا۔ میں نے قسم کھائی تھی کہ میں اس سے ایسی بات نہیں کروں گا۔ جو اسے تکلیف دے۔

ابو عبیدہ نے کہا ــــــ یہ ٹھیک ہے کہ تم پہلے اشخاص ہو جنہوں نے رسول اللہ کی مدد کی تھی۔ اور آپ کو پناہ دی تھی۔ لیکن اب تم وہ پہلے اشخاص نہ بن جاؤ۔ جن نے دین میں تبدیلی کر دی اور اسے بگاڑ دیا۔

قیس بن سعد کا مخالفت کرنا

قیس بن سعد نے جب دیکھا کہ اس کی تمام قوم سعد بن عبادہ کی امارت پر متفق ہو گئی ہے تو بشیر خزرج کا سردار جو کہ سعد سے بغض رکھتا تھا۔ اس نے کہا۔ اے گروہ انصار! خدا کی قسم یہ ٹھیک ہے کہ مشرکین سے جنگ کرنے میں اللہ تعالیٰ نے ہمیں فضیلت دی ہے اور ہم نے دین قبول کرنے میں سبقت کی ہے۔ ہم نے یہ سب کام اللہ تعالیٰ کی رضامندی اور رسول اللہ کی اطاعت کے لئے کئے ہیں۔ ہم خلافت کے جھگڑے کو زیادہ طول نہیں دینا چاہتے۔ ہم اس کا کوئی دنیاوی معاوضہ طلب نہیں کرتے۔ اللہ تعالیٰ نعمتوں کا عطا کرنے والا ہے۔ محمد مصطفےٰ قریش میں سے تھے۔ آپ کی قوم آپ کے میراث اور آپ کی نیابت کی زیادہ مستحق ہے۔ میں بھی ان سے جھگڑا نہیں کروں گا۔ پس اللہ سے ڈرو۔ ان کی مخالفت نہ کرو اور نہ ان کو دھوکہ دو۔

حضرت ابوبکر صدیق کی بیعت

حمد و ثنا کے بعد حضرت ابوبکر نے لوگوں کو اتحاد کی دعوت دی۔ اختلاف سے منع کیا اور کہا۔ میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں۔ کہ ان میں سے کسی ایک آدمی کی بیعت کر لو یا ابو عبیدہ یا عمر کی۔

حضرت عمر نے کہا ــــــ بخدا آپ کے ہوتے ہوئے یہ کام نہیں ہو سکتا آپ خلافت کے زیادہ مستحق ہیں۔ ہم سب سے پہلے آپ کو رسول اللہ کی صحبت کا شرف حاصل ہے

مہاجرین میں سب سے افضل ہیں۔ آپ ثانی اثنین ہیں۔ آپ لوگوں کو نماز پڑھانے میں آنحضرتؐ کے خلیفہ ہیں۔ نماز دین کا افضل رکن ہے۔ ہاتھ پھیلائیے تاکہ میں آپ کی بیعت کروں

جب ابوعبیدہ بن جراح اور حضرت عمر حضرت ابوبکر کی بیعت کرنے لگے تو قیس انصاری نے ان سے پہلے بیعت کر لی۔ حباب بن منذر نے قیس بن سعد سے کہا ——— تم نے یہ سب کھیل اپنے ابن عم کے حسد کی وجہ سے کیا ہے۔

انہوں نے کہا ——— ایسا نہیں ہے۔ مجھے یہ بات ناپسند ہے کہ میں ان لوگوں سے خلافت کا جھگڑا کروں۔ جو اس کے مستحق ہیں۔

جب اوس نے قیس بن سعد کو بیعت کرتے ہوئے دیکھا۔ سعد بن قیس خزرج قبیلہ کا سردار تھا۔ مہاجرین قریش ابوبکر کی بیعت کی دعوت شروع کر چکے تھے۔ سعد بن عبادہ کی حالت کے بارے میں خزرج میں اختلاف ہو گیا۔ اسید بن حضیر نے کہا کہ:———

"اگر ایک دفعہ تم نے خلافت سعد کے سپرد کر دی تو پھر ہمیشہ کے لئے تم پر انصار کی فضیلت ثابت ہو جائے گی اور وہ خلافت میں ہرگز تمہارا حصہ مقرر نہیں کریں گے اٹھو اور ابوبکر کی بیعت کرو:

انہوں نے ابوبکر کی بیعت کر لی۔ حباب بن منذر نے تلوار اٹھا لی اور انصار پر حملہ کرنا چاہا لیکن انہوں نے اس سے تلوار چھین لی۔ جب تک وہ ابوبکر کی بیعت کرتے رہے وہ کپڑے سے ان کے چہروں کو پیٹتا رہا اور کہا:———

اے گروہ انصار! تم نے بیعت تو کر لی ہے۔ خدا کی قسم میں تمہارے بیٹوں کو مہاجرین کے بیٹوں کے دروازوں پہ دیکھ رہا ہوں۔ جو ان سے بھیک مانگ رہے ہیں مگر وہ انہیں کچھ نہیں دیتے:

ابوبکر نے کہا ——— اے حباب! کیا ہم سے ڈرتے ہو۔

کہا ——— نہیں آپ کی ذات سے مجھے خوف نہیں۔ لیکن جو آپ کے بعد خلیفہ ہوگا۔ مجھے اس سے ڈر ہے:

ابوبکر نے کہا ——— اگر یہ بات ہوگی تو تم اور تمہارے ساتھیوں پر اطاعت واجب نہیں ہوگی

حباب نے کہا ——— اے ابوبکر افسوس کی بات ہے کہ ہم اور آپ چلے جائیں گے تو وہ شخص آپ کے بعد خلافت پر متمکن ہو۔ جو ہم پر ظلم کرے گا۔

سعد بن عبادہ کا بیعت نہ کرنا

سعد بن عبادہ نے کہا خدا کی قسم اگر کچھ لوگ مل جاتے تو میں تمہیں اور تمہارے ساتھیوں کو نکال دیتا اور تمہیں ایک ایسی قوم کے ساتھ ملا دیتا۔ تو ان کی اطاعت کرتا اور تجھے کوئی پوچھنے والا نہ [illegible]

تمام لوگ ابوبکر کی بیعت کی۔ قریب تھا کہ سعد کو کچل دیں۔ سعد نے کہا ـــــ تم لوگوں نے مجھے قتل کر دیا ہے۔ عمر نے کہا اسے قتل کر دو۔ اللہ تعالیٰ اسے قتل کرے۔ سعد نے کہا مجھے یہاں سے اٹھا لو۔ وہ اسے اٹھا کر گھر لے گئے۔ کئی دن تک اس سے بیعت کا مطالبہ نہ کیا گیا۔ پھر ابوبکر نے ایک آدمی اس کے پاس بھیجا کہ آؤ اور بیعت کرو دیکھو کہ لوگوں نے اور تمہاری قوم نے بیعت کر لی ہے۔

سعد نے کہا ـــــ جب تک میرے ترکش میں جو تیر ہے تم پر چلا نہ دوں اپنے نیزے کو تمہارے خون سے خضاب نہ دے لوں اور اپنی تلوار کا تم پر وار نہ کر لوں اور اپنے رشتہ داروں اور اہل و عیال سے تمہارے خلاف جنگ نہ کر لوں۔ اس وقت تک تمہاری بیعت نہ کروں گا۔ خدا کی قسم اگر تمام جن و انس تمہاری مدد کے لئے تیار ہو جائیں تو پھر بھی میں تمہاری بیعت نہیں کروں گا۔ اسی حالت میں اپنے رب سے ملوں گا اور مجھے اپنے حساب کا علم ہے۔

جب ابوبکر کو یہ بات معلوم ہوئی تو عمر نے کہا جب تک تمہاری بیعت نہ کرے اسے مت چھوڑو۔ قیس بن سعد نے کہا ـــــ جب وہ انکار کر چکا ہے اور بیعت نہ کرنے کی قسم کھا چکا تو پھر قتل ہو جائے گا تمہاری بیعت نہیں کرے گا۔ وہ اکیلا قتل نہیں ہوگا۔ جب تک اس کی اولاد اہل بیت اور رشتہ دار قتل نہ ہو جائیں۔ تم ان سب کو ہرگز قتل نہ کر سکو گے۔ جب تک کہ اوس کو قتل نہ کر لو۔ تم کیوں اپنا بنا بنایا کام بگاڑتے ہو۔ اس اکیلے کو چھوڑ دو۔ کیونکہ اس کا چھوڑنا تمہیں کوئی نقصان نہیں دیتا۔ انہوں نے قیس بن سعد کا مشورہ تسلیم کر لیا اور اس کو چھوڑ دیا۔

فکان سعد لا یصلی بصلاتہم ولا یجمع بجمعتہم ولا یفیض بافاضتہم ولو یجد علیہم اعوانا لصال بہم ولو یبایعہ احد علی قتالہم فلم یزل کذلک حتی توفی ابوبکر رحمہ اللہ تعالیٰ وولی عمر بن الخطاب فخرج الی الشام فمات بہا ولم یبایع لاحد رحمہ اللہ۔

(سعد بن عبادہ ان کے ساتھ نماز نہیں پڑھتا تھا اور نہ ہی جمعہ میں ان کے ساتھ شریک ہوتا تھا۔ اور نہ ہی ان کے ساتھ حج کرتا تھا۔ اگر اسے مددگار مل جاتے تو وہ ضرور ان پر حملہ کر دیتا۔ اگر ایک شخص بھی اس سے لڑائی کے لئے بیعت کر لیتا تو وہ ضرور ان سے لڑتا۔ ابوبکر کی وفات تک اس نے کسی کی بیعت نہیں کی۔ جب عمر خلیفہ ہوا تو وہ شام کی طرف چلا گیا۔ اور وہیں وفات پا گیا۔)

انصار کی بیعت کے وقت بنو ہاشم حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام کے گھر میں جمع تھے۔ زبیر بن عوام بھی ان کے ہمراہ تھا۔ زبیر کی والدہ صفیہ بنت عبد المطلب تھیں اس لئے وہ اپنے آپ کو بنو ہاشم میں شمار کرتا تھا۔ حضرت علی علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ جب

تک زبیر کے بیٹے بڑے نہیں ہوسنے تھے اس وقت زبیر ہم ہی سے تھا۔ بعد میں اس کے بیٹوں نے اسے ہم سے منحرف کر دیا۔

بنو امیہ عثمان کے پاس جمع ہوئے اور بنو زہرہ سعد اور عبدالرحمٰن بن عوف کے پاس جمع ہوئے یہ لوگ مسجد میں جمع تھے۔ ابوبکر اور عبیدہ ان کے پاس آئے۔ یہ اس وقت کی بات ہے جب لوگوں نے ابوبکر کی بیعت کر لی تھی۔ عمر نے ان سے کہا کہ تم لوگ چھوٹی چھوٹی ٹولیوں میں کیوں بیٹھے ہو۔ اٹھو اور ابوبکر کی بیعت کرو۔ میں نے اور انصار نے ان کی بیعت کر لی ہے۔ عثمان بن عفان کے ساتھ بنو امیہ کے لوگوں نے بھی بیعت کر لی۔ سعد و عبدالرحمٰن بن عوف اور بنو زہرہ کے وہ لوگ جو ان کے ساتھ تھے۔ انہوں نے بھی بیعت کر لی۔ حضرت علی علیہ السلام اور حضرت عباس اور ان کے ساتھ جو بنو ہاشم تھے۔ اٹھ کر گھر چلے گئے۔ ان کے ساتھ زبیر بن العوام بھی تھا عمر ایک جماعت لیکر ان کے پاس گیا۔ جن میں اسید بن حضیر اور سلمٰی بن اثیم شامل تھا۔ انہوں نے کہا:۔

"چلو اور ابوبکر کی بیعت کرو"

انہوں نے بیعت کرنے سے انکار کر دیا۔ زبیر تلوار لیکر باہر نکل آئے۔ عمر نے کہا اس کو پکڑو تو سلمٰی بن اثیم نے لپک کر اس کے ہاتھ سے تلوار چھین لی اور حاضرین پر چلانا شروع کی۔ بعد میں ان کو پکڑ کر ابوبکر کے پاس لے گئے اور اس نے بیعت کر لی۔

حضرت علی علیہ السلام کا ابوبکر کی بیعت سے انکار

اناباۃ علی کرم اللہ وجھہ بیعۃ ابی بکر رضی اللہ عنہما

ثم ان علیا کرم اللہ وجھہ اتی بہ الی ابی بکر وھو یقول انا عبد اللہ واخو رسول اللہ فقیل لہ بایع ابابکر فقال انا احق بھذا الامر منکم لا ابایعکم وانتم اولیٰ بالبیعۃ لی اخذتم ھذا الامر من الانصار واحتججتم علیھم بالقرابۃ من النبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم وتاخذونہ منا اھل البیت غصبا الستم زعمتم للانصار انکم اولیٰ بھذا الامر منھم لما کان محمد منکم فاعطوکم المقادۃ وسلموا الیکم الامارۃ فاذا احتج علیکم بمثل ما احتججتم علی الانصار نحن اولیٰ برسول اللہ حیا و میتاً فانصفونا ان کنتم تومنون و الا فبوؤا بالظلم وانتم تعلمون فقال لہ عمر انک لست متروکا حتیٰ تبایع فقال لہ علی احلب حلبا لک شطرہ وشد لہ الیوم یردہ علیک غداً ثم قال واللہ یا عمر

لا اقبل قولك ولا ابايعه فقال له ابو بكر فان لم تبايع فلا اكرهك
فقال ابو عبيدة بن الجراح لعلي كرم الله وجهه يا ابن عم انك
حديث السن وهؤلاء مشيخة قومك ليس لك مثل تجربتهم
ومعرفتهم بالامور ولا ارى ابا بكر الا اقوى على هذا الامر منك
واشد احتمالا واستطلاعا فسلم لابي بكر هذا الامر فانك ان
تعش ويطل بك بقاء فانت لهذا الامر خليق وحقيق في
فضلك ودينك وعلمك وفهمك وسابقتك ونسبك و
صهرك فقال علي كرم الله وجهه يا معشر المهاجرين لا تخرجوا
سلطان محمد في العرب من داره وقعر بيته الى دوركم و
قعور بيوتكم وتدفعون اهله عن مقامه في الناس وحقه فوالله
يا معشر المهاجرين لنحن احق الناس به لانا اهل البيت ونحن
احق بهذا الامر منكم ما كان فينا القارئ لكتاب الله
الفقيه في دين الله العالم بسنن رسول الله المتطلع لامر الرعية الدافع
عنهم الامور السيئة القاسم بينهم بالسوية والله انه لفينا فلا
تتبعوا الهوى فتضلوا عن سبيل الله فتزدادوا من الحق بعداً
فقال بشير بن سعد الانصاري لو كان هذا الكلام سمعته الانصار
منك يا علي قبل بيعتها لابي بكر ما اختلفت عليك قال وخرج
علي كرم الله وجهه يحمل فاطمة بنت رسول الله صلى الله
عليه وآله وسلم على دابة ليلاً في مجالس الانصار تسألهم
النصرة فكانوا يقولون يا بنت رسول الله قد مضت بيعتنا
لهذا الرجل ولو ان زوجك وابن عمك سبق الينا قبل ابي
بكر ما عدلنا به فيقول علي كرم الله وجهه افكنت ادع رسول
الله في بيته لم ادفنه واخرج انازع الناس سلطانه فقالت
فاطمة ما صنع ابو الحسن الا ما كان ينبغي له ولقد صنعوا ما
الله حسيبهم وطالبهم.

(حضرت علی علیہ السلام ابوبکر کے پاس لائے گئے آپ فرماتے تھے۔ میں
اللہ کا بندہ ہوں اور رسول اللہ کا بھائی ہوں۔ آپ سے ابوبکر کی بیعت کا
مطالبہ کیا گیا۔ آپ نے فرمایا خلافت کا وارث میں ہوں۔ میں تمہاری بیعت
نہیں کروں گا۔ تم کو میری بیعت کرنا چاہیئے۔ تم نے انصار سے خلافت کو

رسول اللہ کا قرابت دار بتلا کر حاصل کیا ہے۔ حالانکہ تم نے خلافت کو ہم سے غصب کیا ہے۔ کیا تم نے انصار سے یہ نہیں کہا کہ ہم اس لئے خلافت کے حق دار ہیں کیونکہ رسول اللہ ہم میں سے تھے۔ یہی دلیل میں تمہارے اوپر پیش کرتا ہوں جو تم نے انصار پر پیش کی تھی۔ ہم رسول اللہ کی زندگی اور موت میں سب سے قریبی رشتہ دار ہیں۔ انصاف سے کام لو اگر تم مومن ہو۔ ورنہ ظلم کے انجام کے لئے تیار ہو جاؤ۔ عمر نے کہا جب تک آپ ابوبکر کی بیعت نہیں کریں گے۔ اس وقت تک ہم آپ کو نہیں چھوڑیں گے حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا۔ آج تو خلافت کو ابوبکر کے لئے اس لئے پکا کرتا ہے کل وہ تجھے لوٹا دے گا۔ خدا کی قسم اے عمر میں تمہاری بات ہرگز قبول نہیں کروں گا اور نہ ہی ابوبکر کی بیعت کروں گا۔ یہ سن کر ابوبکر نے کہا۔ کہ اگر آپ بیعت نہیں کرتے تو میں آپ کو مجبور نہیں کرتا۔ عبیدہ بن جراح نے حضرت علی علیہ السلام سے کہا کہ اے چچازاد بھائی آپ نوجوان ہیں اور یہ لوگ آپ کے بزرگ ہیں آپ کو نہیں جتنا تجربہ اور واقفیت حاصل ہے۔ میں کو نہیں ابوبکر آپ سے زیادہ خلافت کے بارے میں مضبوط اور مناسب شخص ہے۔ خلافت ابوبکر کے سپرد کر دیجئے۔ اگر آپ کی زندگی نے وفا کی تو ابوبکر کے بعد آپ خلافت کے مستحق ہیں۔ اپنے فضل دین علم۔ فہم سب سے پہلے اسلام لانے اور دامادی کے لحاظ سے حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا اللہ اللہ اے گروہ مہاجرین خلافت کو رسول اللہ کے گھر سے نکال کر اپنے گھروں میں نہ لے جاؤ۔ مستحقین کو ان کے حق اور مقام سے محروم نہ کرو۔ خدا کی قسم اے گروہ مہاجرین تمام لوگوں سے ہم خلافت کے زیادہ مستحق ہیں کتاب خدا کا عالم، اللہ کے دین کا فقیہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت کو جاننے والا۔ لوگوں کے حال سے آگاہ۔ لوگوں کو برے کاموں سے روکنے والا اور ان میں برابر تقسیم کرنے والا۔ خدا کی قسم ایسا شخص صرف ہم میں سے ہو سکتا ہے گمراہی کے پیچھے نہ لگو ورنہ راہ خدا سے بھٹک جاؤ گے۔ اور حق سے بہت دور نکل جاؤ گے۔ بشیر بن سعد انصاری نے کہا کہ اے علی! اگر انصار یہ بات آپ سے ابوبکر کی بیعت کرنے سے پہلے سن لیتے تو آپ کا ساتھ دیتے۔ حضرت علی علیہ السلام تشریف لے گئے۔ رات کے وقت جناب فاطمہ بنت رسول کو لے کر خچر پر سوار کر کے انصار کے گھروں پر لے گئے۔ جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا ان سے مدد طلب کرتی تھیں۔ اور انصار جواب دیتے تھے اے دختر رسول اب تو ہم ابوبکر کی بیعت کر چکے ہیں۔ اگر آپ کا شوہر اور ابن عم ابوبکر کی بیعت سے پہلے ہمارے پاس آتا تو ہم انکار نہ کرتے۔ یہ سن کر حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا کہ

کیا یعنی رسول اللہ کے جنازے کو گھر میں چھوڑ دینا۔ آپ کو دفن نہ کرنا اور خلافت کے بارے میں لوگوں سے جھگڑا کرنا۔ جناب فاطمہ علیہا السلام نے فرمایا کہ ابوالحسن نے وہ کیا جو ان کے لئے مناسب تھا۔ اور ان لوگوں نے وہ کیا جس کا اللہ تعالیٰ ان سے مطالبہ اور مواخذہ کرے گا۔

حضرت علی علیہ السلام نے کس طرح بیعت کی

کیف کانت بیعة علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ

قال وان ابابکر رضی اللہ عنہ تفقد قوماً تخلفوا عن بیعتہ عند علی کرم اللہ وجہہ فبعث الیہم عمر فجاء فناداہم وہم فی دار علی فابوا ان یخرجوا فدعا بالحطب وقال والذی نفس عمر بیدہ لتخرجن او لاحرقنہا علی من فیہا فقیل لہ یا ابا حفص ان فیہا فاطمة فقال وان فخرجوا فبایعوا الا علیاً فانہ زعم انہ قال حلفت ان لا اخرج ولا اضع ثوبی علی عاتقی حتی اجمع القرآن فوقفت فاطمة رضی اللہ عنہا علی بابہا فقالت لا عہد لی بقوم حضروا اسوأ محضر منکم ترکتم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جنازة بین ایدینا وقطعتم امرکم بینکم لم تستامرونا ولم تردوا لنا حقاً فاتی عمر ابابکر فقال لہ الا تاخذ ہذا المتخلف عنک بالبیعة فقال ابوبکر لقنفذ وہو مولی لہ اذہب فادع لی علیاً قال فذہب الی علی فقال لہ ما حاجتک فقال یدعوک خلیفة رسول اللہ فقال علی لسریع ما کذبتم علی رسول اللہ فرجع فابلغ الرسالة قال فبکی ابوبکر طویلاً فقال عمر الثانیة ان لا تمہل ہذا المتخلف عنک بالبیعة فقال ابوبکر لقنفذ عد الیہ فقل لہ امیر المومنین یدعوک لتبایع فجاءہ قنفذ فادی ما امر بہ فرفع علی صوتہ فقال سبحان اللہ لقد ادعی ما لیس لہ فرجع قنفذ فابلغ الرسالة فبکی ابوبکر طویلاً ثم قام عمر فمشی معہ جماعة حتی اتوا فاطمة فدقوا الباب فلما سمعت اصواتہم نادت باعلی صوتہا یا ابت یا رسول اللہ ماذا لقینا بعدک من ابن الخطاب وابن ابی قحافة فلما سمع القوم صوتہا وبکاءہا انصرفوا باکین وکانت

قلوبهم تتصدع واكبادهم تتفطر وبقي عمر ومعه قوم فاخرجوا
علياً فمضوا به الى ابي بكر فقالوا له بايع فقال ان انا لم افعل
فمه قالوا اذاً والله الذي لا اله الا هو نضرب عنقك قال
اذاً تقتلون عبد الله واخا رسوله، قال عمر اما عبد الله فنعم
واما اخا رسوله فلا وابوبكر ساكت لا يتكلم فقال له عمر الا تامر
فيه بامرك فقال لا اكرهه على شيء ما كانت فاطمة الى
جنبه فلحق علي بقبر رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم
يصيح ويبكي وينادي يا ابن ام ان القوم استضعفوني وكادوا
يقتلونني فقال عمر لابي بكر انطلق بنا الى فاطمة فانا قد اغضبناها
فانطلقا جميعا فاستاذنا على فاطمة فلم تاذن لهما
فاتيا علياً فكلماه فادخلهما عليها فلما قعدا عندها
حولت وجهها الى الحائط فسلما عليها فلم ترد السلام
فتكلم ابوبكر فقال يا حبيبة رسول الله والله ان قرابة رسول
الله احب الي من قرابتي وانك لاحب الي من عائشة
ابنتي ولوددت يوم مات ابوك اني مت ولا ابقى بعده افتراني
اعرفك واعرف فضلك وشرفك وامنعك حقك و
ميراثك من رسول الله الا اني سمعت اباك رسول الله صلى
الله عليه وآله وسلم يقول لا نورث ما تركنا فهو صدقة
فقالت ارايتكما ان حدثتكما حديثا عن رسول الله
تعرفانه وتفعلان به قالا نعم فقالت نشدتكما الله
الم تسمعا رسول الله يقول رضا فاطمة من رضاي وسخط فاطمة من سخطي
فمن احب فاطمة ابنتي فقد احبني ومن ارضى فاطمة فقد ارضاني ومن
اسخط فاطمة فقد اسخطني قالا نعم سمعناه من رسول الله صلى
الله عليه وآله وسلم قالت فاني اشهد الله وملائكته
انكما اسخطتماني وما ارضيتماني ولئن لقيت النبي لاشكونكما
اليه فقال ابوبكر انا عائذ بالله تعالى من سخطه
وسخطك يا فاطمة ثم انتحب ابوبكر يبكي حتى كادت
نفسه ان تزهق وهي تقول والله لادعون الله عليك
في كل صلوة اصليها ثم خرج باكيا فاجتمع اليه الناس

فقال لهم يبيت كل رجل منكم معانق حليلته مسرورا
باهله وتركتموني وما انا فيه لا حاجة لي في بيعتكم
اقيلوني بيعتي قالوا يا خليفة رسول الله ان هذا الامر
لا يستقيم وانت اعلمنا بذلك انه ان كان هذا
لم يقم لله دين. فقال والله لولا ذلك وما اخافه
من رخاوة هذه العروة ما بت ليلة ولي في عنق مسلم
بيعة بعدما سمعت ورأيت من فاطمة قال فلم يبايع
علي كرم الله وجهه حتى ماتت فاطمة رضي الله عنها ولم
تمكث بعد ابيها الا خمسا وسبعين ليلة قال فلما
توفيت ارسل علي الى ابي بكر ان اقبل الينا فاقبل ابوبكر
حتى دخل على علي وعنده بنو هاشم فحمد الله و
اثنى عليه ثم قال اما بعد يا ابابكر فانه لم يمنعنا
ان نبايعك انكارا لفضيلتك ولا نفاسة عليك
ولكنا كنا نرى ان لنا في هذا الامر حقا فاستبددت علينا
ثم ذكر علي قرابته من رسول الله صلى الله عليه وآله
وسلم فلم يزل يذكر ذلك حتى بكى ابوبكر فقال ابوبكر رضي الله عنه
لقرابة رسول الله احب الي ان اصل من قرابتي واني والله لا ادع امرا رأيت
رسول الله يصنعه الا صنعته ان شاء الله تعالى فقال علي
موعدك غدا في المسجد الجامع للبيعة ان شاء الله
تعالى ثم خرج فاتى المغيرة بن شعبة فقال الرأي يا
ابابكر ان تلقوا العباس فتجعلوا له في هذا الامر نصيبا
يكون له ولعقبه وتكون لكما الحجة على علي و
بني هاشم اذا كان العباس معكم قال فانطلق ابوبكر وعمر و
ابوعبيدة حتى دخلوا على العباس فحمد الله ابوبكر
واثنى عليه ثم قال ان الله بعث محمدا صلى الله وآله وسلم
نبيا وللمومنين وليا فمن الله تعالى بمقامه بين
اظهرنا حتى اختار له الله ما عنده فخلى على الناس
امرهم ليختاروا لانفسهم في مصلحتهم متفقين لا
مختلفين فاختاروني عليهم واليا ولامورهم راعيا وما

اخاف بحمد الله وهناً ولا حيرة ولا جبنا وما توفيقي الا بالله
العلي عظيم عليه توكلت واليه انيب ما زال يبلغني
عن طاعن يطعن بخلاف ما اجتمعت عليه عامة
المسلمين ويتخذونكم لجأً فاحذروا ان تكونوا حصنه
المنيع فاما دخلتم فيما دخل العامة او صرفتموهم عما مالوا
اليه وقد جئناك ونحن نريد ان نجعل لك في هذا الامر
نصيبا يكون لك ولعقبك من بعدك اذ كنت عم رسول
الله صلى الله عليه وآله وسلم وان كان الناس قد رأوا
مكانك ومكان صاحبك فعدلوا الامر عنكم على رسلكم
بني عبد المطلب فان رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم
منا ومنكم ثم قال عمر اي والله واخرى انا لم نأتكم لحاجة
منا اليكم ولكنا كرهنا ان يكون الطعن منكم فيما اجتمع
عليه العامة فيتفاقم الخطب بكم وبهم فانظروا لانفسكم
ولعامتكم فتكلم العباس فحمد الله واثنى عليه ثم قال ان الله
بعث محمداً كما زعمت نبيا وللمؤمنين وليا فمن الله بمقامه
بين اظهرنا حتى اختار ما عنده فخلى على الناس امرهم
ليختاروا لانفسهم مصيبين للحق لا مائلين عنه بزيغ الهوى
فان كنت برسول الله طلبت فحقنا اخذت وان كنت
بالمؤمنين طلبت فنحن منهم متقدمون فيهم وان كان هذا
الامر انما يجب لك بالمؤمنين فما وجب اذ كنا كارهين فاما
ما بذلت لنا فان يكن حقا لك فلا حاجة لنا فيه
وان يكن حقا للمؤمنين فليس لك ان تحكم عليهم وان
كان حقنا لم نرض عنك فيه ببعض دون بعض واما قولك
ان رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم منا ومنكم فانه قد
كان من شجرة نحن اغصانها وانتم جيرانها قال ثم خرج
ابوبكر الى المسجد الشريف فاقبل على الناس فعذر عليا
بمثل ما اعتذر عنده ثم قام علي فعظم حق ابي بكر وذكر
فضيلته وسابقته ثم مضى فبايعه فاقبل الناس على علي
فقالوا اصبت يا ابا الحسن واحسنت قال فلما تمت البيعة

فمکث ابوبکر اقام ثلاثۃ ایام یقیل الناس یستقیلھم یقول قد اقلتکم فی بیعتی ھل من کارہ ھل من مبغض فیقوم علیؑ فی اول الناس فیقول واللہ لا نقیلک ولا نستقیلک ابدا قد قدمک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لتوحید دیننا من ذا الذی یؤخرک لتوجیہ دنیانا۔

ابوبکر کو جب معلوم ہوا کہ کچھ لوگ حضرت علی علیہ السلام کے گھر میں جمع ہو رہے ہیں۔ جو اس کی بیعت سے انکاری ہیں تو عمر کو ان کی طرف روانہ کیا۔ عمر نے آکر انہیں بلایا وہ علی علیہ السلام کے گھر میں تھے۔ انہوں نے نکلنے سے انکار کر دیا۔ عمر نے لکڑیاں منگوائیں اور کہا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں عمر کی جان ہے۔ تم باہر آؤ ورنہ اس گھر کو اور جو اس میں موجود ہیں سب کو جلا دوں گا۔ اس سے کہا گیا کہ اس میں تو جناب فاطمہ علیہا السلام بھی موجود ہیں۔ اس نے کہا کہ کیا ہوا۔ حضرت علی علیہ السلام کے سوا سب نے بیعت کر لی۔ علی علیہ السلام نے فرمایا کہ میں نے قسم کھا رکھی ہے کہ گھر سے باہر نہ نکلوں گا۔ نہ کپڑے کو اپنے شانے پر رکھوں گا۔ جب تک قرآن کو جمع کر لوں۔ جناب فاطمہ اپنے گھر کے دروازے پر تشریف لائیں اور فرمایا میرا اس قوم سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ تم نے رسول اللہ کے جنازے کو ہمارے سامنے چھوڑ دیا اور خلافت کا مسئلہ خود ہی طے کر لیا اور ہمیں اس پر تسلیم نہ کیا۔ ہمارا حق واپس نہ کیا۔ عمر نے ابوبکر سے جا کر کہا کہ اس بیعت نہ کرنے والے کو کیوں چھوڑ رکھا ہے۔ ابوبکر نے اپنے غلام قنفذ کو بلا کر کہا جاؤ حضرت علیؑ کو بلا لاؤ۔ جب وہ حضرت علیؑ کے پاس گیا تو آپ نے فرمایا کہ کیوں آئے ہو۔ اس نے کہا کہ آپ کو رسول اللہ کے خلیفہ بلاتے ہیں۔ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا تم نے اس قدر جلد رسول اللہ پر جھوٹ باندھ لیا ہے۔ قنفذ نے ابوبکر کو اس بات سے آگاہ کیا۔ یہ سن کر حضرت ابوبکر کافی دیر تک روتے رہے۔ پھر کافی جماعت لے کر جناب فاطمہ کے دروازے پر گئے اور دروازہ کھٹکھٹایا۔ جب سیدہ نے ان کی آواز سنی تو بلند آواز سے فرمایا اے میرے باپ رسول اللہ آپ کے مرنے کے بعد ابوبکر اور عمر سے ہمیں کیا کیا تکلیفیں اٹھانا پڑیں۔

جب لوگوں نے سیدہ کی آواز کو سنا تو روتے ہوئے واپس چلے گئے۔ قریب تھا کہ ان کے دل پھٹ جائیں اور ان کے جگر شگافتہ ہو جائیں۔ عمر ایک قوم کے ساتھ کھڑے رہے اور حضرت علیؑ کو نکال کر ابوبکر کے پاس لے گئے۔ اور کہا کہ ابوبکر کی بیعت کرو۔ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر میں بیعت نہ کروں تو کیا کرو گے کہا خدا کی قسم تمہاری گردن اڑا دیں گے۔ فرمایا تم عبد خدا اور اس کے رسولؐ کے

بھائی کو قتل کرتے ہو۔ عمر نے کہا ہم تمہیں عبد خدا تو تسلیم کرتے ہیں۔ لیکن رسول
اللہ کا بھائی نہیں مانتے۔ ابوبکر بالکل خاموش تھے۔ عمر نے ابوبکر سے کہا تم ان سے
بیعت کیوں نہیں لیتے؟۔ ابوبکر نے کہا جب تک جناب فاطمہؑ زندہ ہیں۔ میں حضرت
علیؑ کو مجبور نہیں کر سکتا۔ حضرت علی علیہ السلام رسول اللہ کی قبر سے لپٹ کر دھاڑیں
مار کر رونے اور بلند آواز سے فرماتے۔ کہ اے میرے ماں جائے قوم نے مجھے کمزور کر دیا
ہے اور چاہتے ہیں کہ مجھے قتل کر دیں۔ عمر نے ابوبکر سے کہا کہ میرے ساتھ جناب فاطمہؑ
کے پاس چلو۔ ہم نے انہیں ناراض کیا ہے۔ دونوں نے سیدہؑ کی خدمت میں حاضر
ہونے کی اجازت طلب کی۔ لیکن سیدہؑ نے اجازت نہ دی۔ انہوں نے اس بارے
میں حضرت علی علیہ السلام سے رجوع کیا۔ حضرت علی علیہ السلام دونوں کو سیدہؑ
کے پاس لائے۔ دونوں بیٹھ گئے۔ سیدہؑ نے اپنا چہرہ اقدس دیوار کی طرف
پھیر لیا۔ دونوں نے سیدہؑ کو سلام کیا۔ آپ نے جواب نہ دیا۔ ابوبکر نے کہا اے
رسول اللہؐ کی پیاری۔ خدا کی قسم مجھے اپنی قرابت سے رسول اللہ کی قرابت زیادہ محبوب
ہے۔ مجھے آپ میری بیٹی عائشہ سے زیادہ عزیز ہیں۔ میں اس بات کو پسند کرتا ہوں کہ
جس روز آپ کے باپ کا انتقال ہوا۔ میرا بھی ہو جاتا اور آپ کے بعد زندہ نہ رہتا
میں بخوبی آپ کو، آپ کی فضیلت کو اور آپ کی شرافت کو جانتا ہوں۔ میں نے آپ کا
حق اور میراث اس لئے نہیں دیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے
ہوئے سنا کہ ہم کسی کو وارث نہیں بناتے۔ جو کچھ چھوڑتے ہیں وہ صدقہ ہوتا ہے۔
سیدہؑ نے فرمایا کہ میں تم دونوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک حدیث
سناؤں جس کو تم جانتے ہو کیا تم اس پر عمل کرو گے۔ دونوں نے عرض کیا کیوں نہیں
فرمایا میں تمہیں خدا کی قسم دیکر پوچھتی ہوں۔ کہ تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کو فرماتے ہوئے سنا تھا کہ فاطمہؑ کی رضامندی میری رضامندی ہے۔ اور اس کا
ناراض ہونا میرا ناراض ہونا ہے۔ جس نے فاطمہؑ کو دوست رکھا اس نے مجھے دوست
رکھا۔ جس نے فاطمہؑ کو راضی کیا۔ اس نے مجھے راضی کیا۔ جس نے فاطمہؑ کو ناراض
کیا۔ اس نے مجھے ناراض کیا۔ انہوں نے کہا ہم نے اس حدیث کو رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے۔ تو سیدہؑ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے
فرشتوں کو گواہ کر کے کہتی ہوں کہ تم نے مجھے ناراض کیا ہے۔ راضی نہیں کیا۔ جب میں
نبی سے ملوں گی تو تمہاری ان سے شکایت کروں گی۔ ابوبکر نے کہا اے فاطمہؑ میں اللہ
کی ناراضگی اور آپ کی ناراضگی سے خدا کی پناہ مانگتا ہوں۔ پھر ابوبکر پھوٹ پھوٹ
کر رونے لگے۔ قریب تھا کہ ان کی جان نکل جائے۔ اور سیدہؑ فرماتی جاتی تھیں کہ

میں تمہیں ہر بلا میں مبتلا کردوں گی۔ ابوبکر روتے ہوئے چلے گئے۔ اور لوگ ان کے پاس جمع ہوگئے۔ وہ ان سے کہتے تھے کہ تم میں سے ہر ایک آدمی اپنی بیوی کے گلے میں بانہیں ڈال کر خوشی سے رات بسر کرتا ہے اور مجھے ایک مصیبت میں ڈال دیا ہے۔ مجھے تمہاری بیعت کی ضرورت نہیں۔ میری بیعت کو توڑ لو۔ انہوں نے کہا اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلیفہ خلافت آپ کے بغیر نہیں چل سکتی۔ آپ سب سے زیادہ عالم ہیں۔ حضرت علی علیہ السلام نے سیدہؑ کی وفات تک ابوبکر کی بیعت نہ کی۔ سیدہ اپنے باپ کی رحلت کے بعد صرف پچھتر (۷۵) زندہ رہیں۔ آپ کی رحلت کے بعد حضرت علی علیہ السلام نے ابوبکر کو بلا بھیجا۔ ابوبکر آپ کے پاس اس وقت آئے جب کہ آپ کے پاس بنو ہاشم کی ایک جماعت موجود تھی۔ آپ نے حمد وثنا کے بعد ابوبکر سے کہا کہ میں نے تمہاری بیعت کسی ذاتی غرض کی وجہ سے نہیں کی۔ بلکہ خلافت ہمارا حق ہے۔ تم نے ہم پر زیادتی کی ہے۔ جب حضرت علی علیہ السلام نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اپنی قرابت کا ذکر کیا تو ابوبکر رو پڑے اور کہا کہ مجھے اپنی قرابت سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قرابت زیادہ محبوب ہے۔ خدا کی قسم میں وہی کام کروں گا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا کرتے تھے۔ انشاء اللہ۔ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا کہ کل جامع مسجد میں بیعت کا فیصلہ ہوگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ ابوبکر واپس چلے گئے۔ مغیرہ بن شعبہ ابوبکر کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان سے کہا کہ عباس سے ملو اور خلافت میں ان کا حصہ مقرر کردو اس کو اور اس کی اولاد کو ملتا رہے گا اگر ایسا کرنے لگے تو تمہارے سے علی علیہ السلام اور بنو ہاشم کے لئے ایک دلیل بن جائے گی جب کہ عباس تمہارے ساتھ ہوں گے۔ ابوبکر عمر اور ابو عبیدہ عباس کے پاس گئے ابوبکر نے حمد وثنا کے بعد کہا کہ اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نبی بنا کر بھیجا مومنین کے لئے ولی بنایا۔ اللہ تعالیٰ کا خاص احسان ہے کہ اس نے نبی کو ہم میں سے مبعوث فرمایا۔ اسے خصوصی کمالات سے نوازا۔ وہ خلافت کو ایسا چھوڑ گئے۔ تاکہ لوگ بغیر اختلاف کے متفقہ طور پر کسی کو خلیفہ مقرر کرلیں۔ لوگوں نے مجھے ولی اور اپنے امور کا نگہبان بنایا۔ اللہ کے فضل سے مجھے اس بارے میں سستی حیرانی اور بزدلی لاحق نہیں ہے مجھے اللہ برتر کی توفیق کیا تھا یہ سب کچھ حاصل ہے۔ میں اس پر توکل کرتا ہوں اور اسی کی طرف رجوع کروں گا۔ آپ حضرات جماعۃ المسلمین کے اجماع سے ہٹ کر میرے خلاف باتیں کرتے رہے۔ ایسی باتوں سے بچو۔ تم اس بات میں کیوں نہ شامل ہوئے۔ جس میں اور مسلمان شامل ہوئے تھے۔ یا ان کو اس بات

سے روک دیتے۔ لہٰذا اس وقت ہمارا تمہارے پاس آنے کا مقصد یہ ہے کہ ہم تمہارے لئے خلافت میں حصہ مقرر کرتے ہیں جو تمہاری زندگی میں تمہیں اور تمہارے بعد تمہاری اولاد کو ملتا رہے گا۔ کیونکہ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا ہیں۔ لوگ آپ کی اور آپ کے اصحاب کی قدر و منزلت جانتے ہیں۔ باوجود اس کے کہ انہوں نے اولاد عبدالمطلب کو خلافت کا اہل قرار نہیں دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم میں یا تم میں سے تھے۔ جیسا کہ تم کو علم ہے ہم تمہارے پاس اپنی حاجت لے کر نہیں آئے۔ ہم اس بات کو ناگوار سمجھتے ہیں کہ جس طرح ہیں تمام مسلمانوں سے الگ کر لیا ہے تم ان کے خلاف باتیں کرتے ہو کیونکہ یہ تمہارے اور لوگوں کے مذہب کے خلاف ہے۔ لیکن اور لوگوں کے حال پر رحم کرو۔ عباس نے حمد و ثنا کے بعد کہا کہ یہ ٹھیک ہے کہ اللہ تعالیٰ نے محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نبی اور مومنین کا ولی بنایا۔ اللہ تعالیٰ نے ہم پر احسان فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہم میں سے مبعوث فرمایا۔ اور اس کو اپنی نعمتوں سے نوازا۔ آپ نے جب دنیا سے انتقال فرمایا تو خلافت کا فیصلہ لوگوں پر چھوڑ دیا۔ تاکہ وہ صحیح فیصلہ کریں اور حق سے روگردانی نہ کریں۔ اے ابوبکر اگر تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وجہ سے خلافت کے مستحق ہوئے ہو تو تم نے ہمارا حق چھینا۔ اگر تم نے مومن ہونے کی وجہ سے خلافت کو حاصل کیا۔ تو ہم تم سے پہلے ایمان لائے۔ اگر مومن تمہیں پسند کرتے ہیں تو ہم تمہیں ناپسند کرتے ہیں۔ اگر تم ہم پر احسان کرتے ہو۔ جس کے ہم مستحق نہیں ہیں تو اس کی ہمیں ضرورت نہیں۔ اگر خلافت مومنین کا حق ہے تو تمہیں ان پر حکومت کرنے کا حق نہیں پہنچتا اگر خلافت ہمارا حق ہے تو یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ ہم کچھ حصہ تو لے لیں اور کچھ چھوڑ دیں۔ تمہارا یہ دعویٰ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم میں سے اور تم میں سے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک درخت کی مانند ہیں۔ ہم اس کی ٹہنیاں اور تم اس کے ہمسائے ہو۔ ابوبکر مسجد میں لوگوں کے پاس آئے پھر حضرت علی علیہ السلام کھڑے ہوئے اور ابوبکر کے حق کو بڑا کہا اور آپ کی فضیلت اور سبقت اسلام کو بیان کیا۔ پھر جا کر آپ کی بیعت کی۔ لوگوں نے حضرت علی علیہ السلام سے کہا کہ اے ابوالحسن! آپ نے ٹھیک اور بہت اچھا کیا۔
جب ابوبکر کی بیعت مکمل ہو گئی تو تین یوم تک لوگوں سے کہتے رہے کہ مجھے چھوڑ دو اور مجھے خلافت سے باز رہنے دو۔ میں اپنی بیعت کو تم پر سے اٹھاتا ہوں۔ کیونکہ کچھ لوگ ایسے ہیں جو میری بیعت کو ناپسند کرتے ہیں اور مجھ سے ناراض ہیں۔
سب سے پہلے حضرت علی علیہ السلام کھڑے ہوئے۔ اور فرمانے لگے کہ ہم آپ کو کبھی نہیں چھوڑیں گے۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دین کی توجیہہ

ہمیں آگے بڑھایا تھا۔ ہماری دُنیا کے معاملہ میں تمہیں کون مؤخر کرسکتا ہے۔

حضرت ابوبکر کا خُطبہ

خطبة ابی بکر

قال ثم ان ابوبکر قام خطیبا فحمد الله واثنی علیه ثم قال ایها
الناس ان الله الجلیل الکریم العلیم الحکیم الرحیم الحلیم بعث
محمداً بالحق وانتم یا معشر العرب کما قد علمتم من الضلالة
والفرقة الف بین قلوبکم ونصرکم به وایدکم ومکن لکم دینکم
واورثکم سیرته الراشدة المهدیة فعلیکم بحسن الهدی وحسن الطاعة
وقد استخلف الله علیکم خلیفة لیجمع به الفتکم ویقیم فاعینونی علی ذالک بخیر
ولم آل ان لا ابسط یداً ولا لساناً علی من لم یستحق ذالک ان شاء الله
وایم الله ما حرصت علیها لیلاً ونهاراً ولا سألتها الله قط
فی سر وعلانیة ولقد قلدت امراً عظیماً مالی به طاقة
ولا ید ولوددت انی وجدت اقوی الناس علیه مکانی فاطیعونی
ما اطعت الله فاذا عصیت الله فلا طاعة لی علیکم ثم بکی و
قال اعلموا ایها الناس انی لم اجعل لهذا المکان ان اکون
خیرکم ولوددت ان بعضکم کفانیه ولئن اخذتمونی بما کان
الله یقیم به رسوله من الوحی ما کان ذالک عندی وما
انا الا کاحدکم فاذا رأیتمونی قد استقمت فاتبعونی
وان زغت فقومونی واعلموا ان شیطاناً یعترینی احیاناً فاذا
رأیتمونی غضبت فاجتنبونی لا اوثر باشعارکم وابشارکم ثم
نزل ثم دعا عمر فی الاجلاء من اصحاب رسول الله صلی الله علیه
وآله وسلم فقال ما ترون لی من هذا المال فقال عمر
انا والله اخبرک ما لک منه اما ما کان لک من غلة
قد بان عنک وملک امره فسهمه کرجل من المسلمین واما ما کان من
عیالک وضیعة اهلک فتقوت منه بالمعروف وقوت اهلک فقال
یا عمر انی لا اخشی ان لا یحل لی ان اطعم عیالی من فیٔ المسلمین
فقال عمر یا خلیفة رسول الله انک قد شغلت لهذا الامر
عن تکسب عیالک فلما تمت البیعة لابی بکر واستقام له الامر

اشراب النفاق بالمدینة وارتدت العرب فنصب لهم ابوبکر الحرب واراد قتالهم فقالوا نصلی ولا نؤدی الزکاة فقال الناس اقبل منهم یا خلیفة رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم فان العهد حدیث والعرب کثیر ونحن شرذمة قلیلون لا طاقة لنا بالعرب مع انا قد سمعنا رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم یقول امرت ان اقاتل الناس حتی یقولوا لا اله الا الله فاذا قالوها عصموا منی دماءهم واموالهم الا بحقها وحسابهم علی الله فقال ابوبکر هذا من حقها لا بد من القتال فقال الناس لعمر ادخل به فکلمه لعله یرجع عن رأیه هذا فیقبل منهم الصلاة ویعفیهم من الزکاة فخلا به عمر نهاره اجمع فقال والله لو منعونی عقالا مما کانوا یؤدونه الی رسول الله لقاتلتهم علیه ولو لم اجد احدا اقاتلهم به لقاتلتهم وحدی حتی یحکم الله بینی وبینهم وهو خیر الحاکمین فقد سمعت رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم یقول امرت ان اقاتل الناس علی ثلاث شهادة ان لا اله الا الله واقام الصلاة وایتاء الزکاة فوالله الذی لا اله الا هو لا اقصر دونهن فضرب منهم من ادبر بمن اقبل حتی دخل الناس فی الاسلام طوعا وکرها وحمدوا رأیه وعرفوا فضله قال ابو رجاء العطاردی رأیت الناس مجتمعین وعمر یقبل رأس ابی بکر ویقول انا فداک لولا انت لهلکنا فحمد له رأیه فی قتال اهل الردة۔

حضرت ابوبکر نے خطبہ بیان کیا۔ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کے بعد کہا کہ اے لوگو! اللہ جلیل کریم حکیم رحیم اور علیم نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو برحق بھیجا۔ اے گروہ عرب جیسا کہ تمہیں علم ہے تم گمراہی اور پراگندگی میں گرفتار تھے۔ تمہارے دلوں کو جوڑا تمہاری مدد اور تائید کی۔ تمہارے لئے ایک دین مقرر کیا اور رسول اللہ کی ہدایت یافتہ خصلت کا تمہیں وارث بنایا۔ تم پر واجب ہے کہ ہدایت پکڑو اور اطاعت کرو اللہ تعالیٰ نے مجھے تم پر خلیفہ مقرر فرمایا ہے۔ تاکہ تم ایک مقام پر متحد اور مستحکم رہو نیکی پر میری مدد کرو۔ میں کوئی ایسا کام اپنے ہاتھ اور زبان سے انجام نہیں دوں گا جو جائز نہ ہو۔ خدا کی قسم میں نے کبھی بھی دن یا رات میں پوشیدگی میں یا ظاہر میں خلاف

کی تمنا نہیں کی۔ مجھ پر عظیم بار ڈالا گیا ہے۔ جس کے اٹھانے کی مجھ میں ہمت اور طاقت نہیں۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ اس بار کے لئے اپنے سے زیادہ قوی آدمی پا لوں میں اگر اللہ کی اطاعت کروں تو میری اطاعت کرنا۔ پھر آپ رو پڑے اور کہا لے لوگو! میں اس لئے خلیفہ نہیں بنایا گیا کہ میں تم سے بہتر ہوں۔ میں چاہتا ہوں کہ تم میں کوئی میری مدد کرے اور مجھے اس بات پر قائم کرے۔ جس پر اللہ تعالیٰ اپنے رسول کو وحی کرتا تھا۔ میں تم میں سے ایک آدمی ہوں۔ اگر میں سیدھے راستے پر چلوں تو میری اتباع کرنا۔ اگر میں بھٹک جاؤں تو مجھے سیدھا کرنا۔ تم کو علم ہونا چاہئے کہ میرے ساتھ شیطان ہے۔ جو کبھی کبھی مجھ پر سوار ہو جاتا ہے۔ جب تم مجھے غصہ کی حالت میں دیکھو تو مجھ سے بچتے رہنا۔

پھر عمر کو اور بڑے بڑے اصحاب رسولؐ کو بلایا اور کہا میں بیت المال سے کتنا لے سکتا ہوں۔ عمر نے کہا آپ اپنے اہل و عیال کے لئے قوت لایموت لے سکتے ہیں حضرت ابوبکر نے عمر سے کہا مجھے خوف ہے کہ شاید میرے لئے مسلمانوں کے مال میں سے اپنے اہل و عیال کا خرچ لینا جائز نہ ہو۔ عمر نے کہا رسولؐ اللہ کے خلیفہ آپ خلافت کے کاموں میں مصروف ہو جائیں گے۔ اہل و عیال کا خرچ کہاں سے لائیں گے؟ لہٰذا آپ کو بیت المال سے خرچ لینا چاہئے۔ آپ خلافت کے زمانے میں مشغول ہو جائیں گے اور اپنے اہل و عیال کے لئے کچھ نہیں کما سکیں گے۔ جب ابوبکر کی بیعت تمام ہوئی اور ان کی خلافت مضبوط ہو گئی تو مدینے میں نفاق پیدا ہو گیا اور بہت سے عرب مرتد ہو گئے۔ آپ نے ان کے لئے جنگ کی تیاری کی اور ان کو قتل کرنے کا ارادہ کیا۔ انہوں نے کہا کہ ہم نماز تو پڑھیں گے لیکن زکوٰۃ نہیں دیں گے۔ لوگوں نے کہا اے رسولؐ اللہ کے خلیفہ اسلام کا ابتدائی زمانہ ہے اور عرب تعداد میں زیادہ ہیں۔ ہم تھوڑے ہیں ہم میں عربوں سے لڑنے کی طاقت نہیں ہے۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ مجھے اس بات کا حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں سے اس وقت تک جہاد کروں جب تک وہ لا الہ الا اللہ نہ کہیں۔ جب وہ ایسا کریں گے تو پھر ان کا خون اور مال محفوظ ہے اور ان کا حساب اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے۔ ابوبکر نے کہا میں ضرور ان سے لڑوں گا۔ لوگوں نے عمر سے کہا کہ انہیں سمجھائیں شاید یہ اپنی رائے سے باز آ جائیں۔ ان کی نماز قبول کریں اور زکوٰۃ سے انہیں معاف رکھیں۔ عمر انہیں تمام دن سمجھاتے رہے لیکن وہ اپنی رائے پر قائم رہے اور کہا خدا کی قسم اگر مجھے اونٹ باندھنے کی رسی بھی نہ دیں جو رسولؐ اللہ کو دیا کرتے تھے تو ان سے میں ضرور جنگ کروں گا۔ اگر مجھے ان سے جنگ کرنے والے نہ ملیں تو میں اکیلا ان سے جنگ

کروں گا۔ اللہ تعالیٰ میرے اور ان کے درمیان فیصلہ کرے گا۔ وہ بہترین فیصلہ کرنے والا ہے۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ لوگوں سے اس وقت تک جہاد کروں گا جب تک کہ وہ تین باتوں کے پابند نہ ہو جائیں۔ اللہ تعالیٰ کو ایک ماننا۔ نماز قائم کرنا اور زکوٰۃ دینا۔ مجھے اس ذات کی قسم ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ میں اس سے کم پر راضی نہیں ہوں گا۔ میں ہر اس شخص کے ذریعے جو ان باتوں کو قبول کرتا ہے۔ اس شخص کو ماروں گا جو ان کو قبول نہیں کرتا۔ یہاں تک کہ لوگ اسلام میں خوشی یا مجبوری سے داخل ہو جائیں۔ انہوں نے ابوبکر کی رائے کی تعریف کی اور ان کی فضیلت کو جانا۔

ابو رجا عطاردی نے کہا کہ لوگ جمع تھے اور حضرت ابوبکر کے سر کو عمر بوسہ دے رہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ میں آپ کے قربان جاؤں۔ اگر آپ نہ ہوتے تو ہم ہلاک ہو جاتے۔ ابوبکر نے مرتدین سے جنگ کی بابت رائے قائم کی تھی۔ آپ نے اس کی تعریف کی۔

حضرت ابوبکر کا بیمار ہونا اور عمر کو خلیفہ بنانا

حضرت ابوبکر نے دو سال اور چند ماہ خلافت کی۔ پھر بیماری میں مبتلا ہوئے جس میں انتقال کر گئے۔ آپ کے پاس نبی علیہ السلام کے صحابی آئے جن میں عبدالرحمٰن بن عوف بھی تھے۔ انہوں نے کہا اے رسول خدا کے خلیفہ میں امید کرتا ہوں کہ آپ بری الذمہ ہوں گے۔ کیا آپ کا بھی یہی خیال ہے۔ ابوبکر نے کہا: ——

خدا کی قسم مجھے سخت درد ہے۔ اے گروہ مہاجرین میرا درد اور بھی زیادہ ہو گیا جب کہ میں نے عمر کو خلیفہ مقرر کیا ہے۔ درحقیقت میں تم سے اچھا نہیں تھا اور تم میں سے ہر ایک ناراض ہے اور اس کا یہی خیال ہے کہ خلافت اس کا حق ہے جب دنیا کی زیبائش کو دیکھا۔ خدا کی قسم تم ریشمی بچھونوں پر سوؤ گے اور ریشمی پردے لٹکاؤ گے۔ خدا کی قسم ایسا کرنے والے کی اگر بغیر کسی وجہ کے گردن اڑا دیں تو اس کے لئے یہ بات بہتر ہو گی کہ وہ دنیا کی آلائش میں مبتلا ہو۔

عبدالرحمٰن بن عوف نے عرض کی کہ —— اللہ تعالیٰ آپ پر رحم کرے۔ آپ صبر سے کام لیں۔ کہیں آپ کی بیماری زیادہ نہ ہو جائے۔ لوگوں کی دو قسمیں ہیں۔ بعض کو آپ کی رائے سے اتفاق ہے اور بعض کو آپ کی رائے اور کام سے شکوہ ہے۔ اور آپ کی رائے پر اعتراض ہے۔ جس کو آپ نے خلیفہ بنایا ہے۔ ہم نے ہمیشہ اس میں بھلائی دیکھی ہے۔ وہ نیک اور صالح پسند ہیں۔ ہم نے دیکھا ہے کہ آپ کو دنیا کی کسی چیز پر افسوس نہیں ہے۔ جس کو آپ نے چھوڑا ہے

قال اجل واللہ ما آسی الا علی ثلاث فعلتھن لیتنی کنت

ترکتهن لیتنی فعلتهن وثلاث ترکتهن لیتنی فعلتهن وثلاث لیتنی
سالت رسول الله عنهم فاما اللاتی فعلتهن ولیتنی لم افعلهن
فلیتنی ترکت بیت علیؑ وان کان اعلن علی الحرب ولیتنی یوم
سقیفة بنی ساعدة کنت ضربت علی ید احد الرجلین ابی عبیدة
او عمر فکان هو الامیر وانا الوزیر ولیتنی حین اتیت بالفجاة السلمی
اسیراً انی قتلته ذبیحاً او اطلقته نجیحاً ولم اکن احرقته بالنار
واما اللاتی ترکتهن ولیتنی کنت فعلتهن حین اتیت بالاشعث
بن قیس اسیراً انی قتلته ولم استحییه فانی سمعت منه واراهٗ
لا یری غیاً ولا شراً الا اعان علیه ولیتنی حین بعثت خالد بن
ولید الی الشام انی کنت بعثت عمر بن الخطاب الی العراق فاکون
قد بسطت یدی جمیعاً فی سبیل الله واما اللاتی کنت اود انی
سالت رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم عنهن فلیتنی سالته
لمن هذا الامر من بعده فلا ینازعه فیه احدٌ ولیتنی کنت
سالته هل للانصار فیها من حق ولیتنی کنت سالته عن میراث
بنت الاخ والعمة فان فی نفسی من ذالک شیء۔

آپ نے کہا ایسا ہی ہے مجھے تین باتوں پر افسوس ہے۔ جن کو میں نے کیا
کاش کہ میں انہیں نہ کرتا۔ اور تین باتیں کو میں نے ترک کیا۔ کاش کہ میں انہیں کرتا
اور تین باتیں ایسی ہیں کاش کہ میں رسولؐ اللہ سے ان کے بارے میں پوچھ لیتا۔ وہ
تین باتیں جو میں نے کی ہیں کاش کہ نہ کرتا وہ یہ ہیں۔ کاش کہ میں حضرت علی علیہ
السلام کے گھر کو چھوڑ دیتا اگرچہ مجھے اس بارے میں جنگ ہی کیوں نہ کرنی پڑتی
کاش کہ میں سقیفہ کے روز ابو عبیدہ بن جراح یا عمر کی بیعت کر لیتا۔ وہ امیر ہوتے
اور میں وزیر ہوتا۔ کاش کہ جب میرے پاس فجاۃ سلمی قید ہو کر آئے میں انہیں
قتل کر دیتا یا چھوڑ دیتا اور ان کو آگ میں نہ جلاتا۔ وہ تین باتیں جن کو میں نے چھوڑ
دیا اور کاش کہ میں انہیں کرتا۔ وہ یہ ہیں جب میرے پاس اشعث بن قیس قیدی
بنا کر لائے گئے۔ تو میں ان کو قتل کر دیتا اور کوئی لحاظ نہ کرتا۔ حالانکہ میں نے ان سے
گمراہی اور برائی کی باتیں دیکھی تھیں جب میں نے خالد بن ولید کو شام کی طرف بھیجا تو
عمر کو عراق کی طرف بھیجتا اور وہ تین باتیں جنہیں میں رسولؐ اللہ سے پوچھتا وہ یہ ہیں
کاش کہ میں آنحضرتؐ سے پوچھ لیتا کہ آپ کے بعد خلافت کا مستحق کون ہے تاکہ
اس بارے میں کوئی جھگڑا نہ کرتا۔ کاش کہ میں آپ سے پوچھ لیتا کہ خلافت میں انصار

کا کیا کتنا حق ہے۔ کاش کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بھائی، بیٹی اور پھوپھی کی میراث کے بارے میں پوچھ لیتا۔ ان باتوں کے بارے میں مجھے یقین نہیں ہے"۔

آپ کے پاس اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آئے اور کہا کہ ہم آپ کے معالجے کی خاطر طبیب کو بلا لائیں۔ تاکہ وہ آپ کا معائنہ کرے۔ آپ نے کہا طبیب نے معائنہ کیا ہے انہوں نے پوچھا اس نے کیا کہا ہے۔ آپ نے کہا کہ میں جو چاہوں گا کروں گا۔ بیت المال کا حساب کر کے دیکھا کہ اس میں سے کتنا مال خرچ کیا ہے۔ انہوں نے آپ کے ذمہ آٹھ ہزار درہم نکالے۔ آپ نے اپنے ورثہ کو وصیت کی کہ یہ رقم میرے بعد ہونے والے خلیفہ کو ادا کر دی جائے۔ بعد میں عثمان بن عفان کو بلا کر وصیت نامہ لکھوایا۔ جس کی عبارت حسب ذیل ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

"یہ ابوبکر بن ابی قحافہ کی دنیا چھوڑنے کی آخری اور آخرت میں داخل ہونے کی پہلی وصیت ہے کہ میں نے تم پر عمر کو خلیفہ مقرر کیا ہے۔ وہ تم میں میرے خیال اور امید کے مطابق انصاف کریں گے۔ اگر وہ دین میں کوئی تبدیلی وغیرہ کریں تو میں بھلائی کی امید رکھتا ہوں۔ اور میں غیب کو نہیں جانتا۔ ولا اعلم الغیب وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون"۔

وصیت نامہ ختم کر کے حضرت عثمان کے حوالے کیا۔ جب انصار اور مہاجرین کو علم ہوا کہ حضرت ابوبکر نے عمر کو خلیفہ بنایا ہے تو وہ آپ کے پاس گئے اور کہا آپ نے عمر کو خلیفہ بنایا ہے حالانکہ آپ کو ان کی تند مزاجی کا علم ہے۔ جب آپ دنیا سے تشریف لے جائیں گے اور اللہ تعالیٰ سے ملاقات کریں گے۔ اللہ تعالیٰ آپ سے پوچھے گا تو آپ کیا جواب دیں گے۔

آپ نے کہا ——— اگر اللہ تعالیٰ مجھ سے پوچھے گا تو میں کہوں گا کہ میں نے ان پر اچھے شخص کو خلیفہ مقرر کیا ہے۔ ——— آپ نے لوگوں کو جمع کرنے کا حکم دیا۔ جب لوگ جمع ہو گئے تو ان سے کہا۔ ———

"مجھے اللہ تعالیٰ کی قضا آنے والی ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ تمہارے لئے ایک ایسا شخص مقرر ہو۔ جو تمہارے امور کی نگرانی کرے۔ تمہیں نماز پڑھائے تمہارے دشمنوں کو قتل کرے اور تم میں برابر تقسیم کرے۔ اگر تم چاہو تو اکٹھے ہو کر مشورہ کے بعد کسی کو اپنا خلیفہ مقرر کر لو۔ اگر تم چاہو تو میں اپنی صواب دید کے مطابق خود مقرر کر دوں۔ قسم ہے اس ذات کی۔ جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ میں تمہارے لئے بذات خود بھلائی چاہتا ہوں"۔

یہ کہہ کر آپ رونے لگے اور آپ کو دیکھ کر لوگ بھی رونے لگے۔ لوگوں نے کہا۔ "اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلیفہ آپ ہم سے افضل اور زیادہ

عالم ہیں۔ جس کو چاہو اپنے لئے خلیفہ مقرر کر دو۔ آپ نے کہا کہ میں اپنی سمجھ کے مطابق تمہارے لئے ایسا خلیفہ مقرر کروں گا۔ جو انشاءاللہ تم سے افضل ہوگا۔ لوگ چلے گئے۔ آپ نے عمر کو بلایا کہ مجھے دوست رکھنے والا دوست رکھے گا اور دشمنی رکھنے والا دشمنی رکھے گا۔ دنیا کا دستور ہے کہ برائی سے محبت اور اچھائی سے نفرت کرتی ہے۔

حضرت عمر نے کہا مجھے خلافت کی ضرورت نہیں۔ آپ نے کہا ——— خلافت کو تمہاری ضرورت ہے۔ خدا کی قسم میں نے خلافت تجھے نہیں بلکہ تجھے خلافت کو بخشا ہے۔ یہ وصیت نامہ لو اور لوگوں کے پاس جاؤ۔ ان کو اس نوشتہ سے آگاہ کر کے اپنی اطاعت طلب کرو۔

عمر وصیت نامہ لیکر لوگوں کے پاس گئے اور انہیں آگاہ کیا۔ انہوں نے کہا ہم خوشی سے آپ کی اطاعت کرتے ہیں۔ ایک شخص نے آپ سے پوچھا کہ اس نوشتہ میں کیا ہے تو آپ نے کہا کہ میں نہیں جانتا۔ لیکن میں وہ پہلا شخص ہوں جس نے سنا اور اس کی اطاعت کی۔

حضرت عمر کی خلافت

حضرت ابوبکر کی وفات کے بعد حضرت عمر مسجد میں اس جگہ تشریف فرما تھے۔ جہاں خلفاء بیٹھا کرتے تھے۔ ایک شخص آپ کے پاس آیا اور کہا اے امیرالمومنین کیا آپ میرے نزدیک تشریف لائیں گے۔ کیونکہ مجھے آپ سے کام ہے۔ آپ نے جواب دیا کہ نہیں۔ اس شخص نے کہا کہ اگر یہ بات ہے تو میں چلا جاتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ مجھے آپ کا محتاج نہیں کرے گا۔ یہ کہکر وہ چلا گیا۔

حضرت عمر پیچھے سے اس کے پیچھے چلے۔ جب وہ ٹھہرا تو آپ نے اُسے کپڑے سے پکڑ کر کہا ——— تمہاری کیا حاجت ہے!

اس نے کہا ——— لوگ آپ سے بغض اور نفرت کرتے ہیں۔

آپ نے کہا ——— تم پر افسوس ہے۔ ایسا کیوں ہے!

اس نے کہا ——— آپ کی زبان اور ڈنڈے کی وجہ سے۔

آپ نے ہاتھ آسمان کی طرف اٹھائے اور بارگاہِ ایزدی میں التجا کی ——— "میرے معبود انہیں مجھ سے محبت کرنے والا اور انہیں مجھ سے محبت کرنے والا بنا۔"

اس شخص نے کہا۔ آپ نے ہاتھ ابھی نیچے نہیں کئے تھے کہ آپ تمام لوگوں سے

لہ اسے کو اسلامی جمہوریت کہتے ہیں؟

مجھے زیادہ محبوب ہو گئے۔

شامیوں کو جب حضرت ابوبکر کی علالت کا پتہ چلا تو انہوں نے اس خبر کو کوئی خاص اہمیت نہ دی۔

فقالوا انا لنخاف ان یکون خلیفة رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قد مات وولی بعدہ عمر فان کان عمر ھو الوالی فلیس لنا بصاحب وانا نری خلعه۔

(انہوں نے کہا ہمیں اس بات کا خوف ہے کہ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلیفہ مر گئے تو ان کے بعد عمر خلیفہ بن جائیں گے اور ہمارے صاحب (معاویہ) کو معزول کر دیں گے)

ایک شخص نے کہا کہ کسی آدمی کو بھیج کر حضرت عمر کی عقل کا جائزہ لو۔ انہوں نے ایک آدمی کو اس مقصد کے لئے منتخب کر کے آپ کی طرف روانہ کیا۔ وہ آپ کے پاس آیا۔ حضرت عمر نے جان بوجھ کر شامیوں کو حضرت ابوبکر کی علالت سے بہت دیر کے بعد آگاہ کیا۔ جب وہ شخص آپ کے پاس آیا تو آپ نے اس سے دریافت کیا ـــ لوگوں کا کیا حال ہے؟

قال سالمون صالحون هم كارهون لولايتك ومن شرك مستفقون فارسلوني انظر احلو انت ام مر۔

اس نے کہا بخیر و عافیت ہیں۔ وہ تمہاری خلافت کو ناپسند کرتے ہیں اور تمہارے شر سے ڈرتے ہیں انہوں نے مجھے تمہارے پاس اس لیے بھیجا ہے کہ میں یہ تحقیق کروں کہ آپ خوش اخلاق یا بداخلاق ہیں۔

حضرت عمر نے ہاتھ آسمان کی طرف بلند کئے اور کہا کہ اے میرے معبود میرے دل میں لوگوں کی محبت ڈال اور لوگوں کے دلوں میں میری محبت ڈال۔

حضرت ابوبکر کے بعد حضرت عمر نے دس سال خلافت کی۔ جب آپ نے اس دنیا کو خیرباد کہا تو لوگ آپ کی خلافت کو پسند کرتے تھے۔ آپ کے عہد میں بہت سی فتوحات ہوئیں۔ اور اسلام کی عزت و وقار میں اضافہ ہوا۔

حضرت عمر بن الخطاب کا قتل ہونا

ـــ عمر بن میمون سے روایت ہے کہ ـــ

جب حضرت عمر کو نیزہ لگا تو میں آپ کے پاس گیا۔ میں صف اول میں اس لیے کھڑا نہ ہوا۔ کیونکہ میں آپ کی ہیبت سے ڈرتا تھا۔ اور پچھلی صف میں تھا۔ آپ اس وقت تک تکبیر نہ کہتے تھے۔ جب تک آپ صفوں کو نہ دیکھ لیتے تھے کہ آیا درست ہیں یا نہیں۔ اگر کوئی شخص آگے پیچھے ہوتا تو آپ اسے کوڑے مارتے۔ اسی وجہ سے میں پہلی صف میں کھڑا نہ ہوا۔

آپ صبح کی نماز اندھیرے میں پڑھتے تھے۔
مغیرہ بن شعبہ کے غلام ابولولو نے اندھیرے میں آپ پر نیزے کے تین وار کئے ہیں نے آپ کو کہتے ہوئے سنا۔
"اس کتے کو پکڑو، اس نے مجھے قتل کر دیا ہے"
تیرہ آدمی چیختے ہوئے دوڑے اور کہتے جاتے تھے کہ کتے کو پکڑو۔ ایک آدمی نے اُسے پیچھے سے دبوچ لیا۔ لوگوں کا اژدحام ہوگیا۔ ایک شخص نے کہا۔ اللہ کے بندو! نماز تو پڑھو سورج نکل رہا ہے۔ عبدالرحمٰن بن عوف نے دو چھوٹی سورتیں پڑھ کر نماز پڑھائی۔

فاتاه الطبيب فقال اى الشراب احب اليك قال النبيذ فسقوه نبيذ فخرج من بعض طعناته۔

آپ کے علاج کے لئے طبیب کو بلایا گیا۔ اس نے آپ سے پوچھا کہ آپ کو کون سی شراب پسند ہے تو آپ نے کہا نبیذ۔ آپ کو نبیذ پلائی گئی لیکن وہ زخموں سے نکل گئی۔
پھر آپ کو دودھ پلایا گیا وہ بھی زخموں سے نکل گیا۔ طبیب نے کہا آپ رات تک بمشکل ہی زندہ بچیں گے۔ آپ کے پاس کعب الاحبار آئے۔ اور کہا اے امیرالمومنین حق رب کی طرف سے ہے شک کرنے والوں میں سے نہ ہو۔ میں آپ کو آگاہ کرتا ہوں کہ آپ شہید ہیں۔ آپ نے کہا کہ
"شہادت کا درجہ مجھے کس طرح حاصل ہو سکتا ہے؟ میں تو جزیرۂ عرب میں موجود ہوں" (میں جہاد کرتے ہوئے تو قتل نہیں ہوا)
لوگ آپ کی تعریف اور فضیلت بیان کرتے تو آپ کہتے تھے کہ
"خدا کی قسم کہ میں تو اس بات کو پسند کرتا ہوں کہ جب میں نے خلافت کو سنبھالا تھا تو جیسا اس وقت تھا۔ ویسا ہی اب ہو جاؤں تو میرے لئے بہتر ہوگا"

والله لو كان اليوم ما طلعت عليه الشمس لافتديت به من هول المطلع۔

(خدا کی قسم اگر میرے پاس دنیا کی تمام چیزیں موجود ہوں تو میں ان کو آنے والے خطرناک مراحل سے بچنے کے لئے بطور فدیہ دے دوں)
انہوں نے کہا اے امیرالمومنین آپ پر کوئی خوف نہیں ہے۔ آپ نے کہا کہ اگر قتل ہونا ہی خوف ہے تو پھر مجھے ابولولو نے قتل تو کر دیا ہی ہے۔ انہوں نے کہا کہ اگر اس نے آپ کو قتل کیا ہے تو پھر اللہ تعالیٰ ہماری طرف سے آپ کو اچھا بدلہ دے۔

آپ نے کہا کہ —— تم شہادت کے بارے میں میرے ساتھ شک نہیں کر رہے ہو۔ مجھے اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں عمر کی جان ہے۔ میں نہیں جانتا کہ میرے ساتھ آئندہ کیا گزرے گی۔ میں اس بات کو پسند کرتا ہوں کہ خلافت کے متعلق مجھ سے کوئی مواخذہ نہ کیا جائے۔ بلکہ میری نیکیاں میری برائیوں کا معاوضہ ہو جائیں ......

آپ کا سر آپ کے بیٹے عبداللہ کی گود میں تھا۔ آپ نے فرمایا کہ میرے رخسار زمین پر رکھ دو۔ تیری ماں نہ ہو۔ اس نے رخسار کو زمین پر رکھ دیا۔ پھر آپ نے کہا ——

الویل لعمر ولام عمران لم یغفر الله لعمر

عمر اور اس کی ماں کے لئے ہلاکت ہو۔ اگر عمر کو اللہ تعالیٰ نہ بخشے

پھر عبداللہ بن عباس کو بلایا۔ کیونکہ وہ آپ سے محبت رکھتے تھے۔ جب وہ آپ کے قریب آئے تو آپ نے کہا ——

"اے عباس کے بیٹے انی لا ظن ان لی ذنبا" میرا خیال ہے کہ میں نے کوئی گناہ نہیں کیا ہے بلکہ دیکھئے لوگوں کا بھی یہی نظریہ ہے۔

ابن عباس چلے گئے۔ اس نے لوگوں کو روتے ہوئے دیکھا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ آج انہوں نے اپنے معماروں کو مفقود پایا ہے۔ ابن عباس نے واپس آکر آپ کو حالات سے آگاہ کیا تو آپ نے کہا کہ مجھے کس نے قتل کیا ہے۔ کہا گیا کہ ابولؤلؤ جو مغیرہ بن شعبہ کے غلام نے۔ ابن عباس نے کہا اس وقت میں نے آپ کے چہرے پر خوشی کے آثار دیکھے اور آپ نے کہا ——

"اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ مجھے اس شخص نے قتل کیا ہے جو قیامت کے روز میرے ساتھ لا الٰہ الا اللہ کا جھگڑا نہیں کرے گا۔ پھر کہا: اے عبداللہ تمہیں معلوم ہونا چاہیئے کہ اگر تمام روئے زمین کی چیزیں آنے والے خوف کے بدلے میں دے کر نجات پا جاتا تو میرے لئے بہت بہتر ہوتا۔ مگر کیسے ہو سکتا ہے! خدا کا شکر ہے کہ میں اپنے لئے بھلائی دیکھ رہا ہوں"

ابن عباس نے کہا کہ —— اگر یہی بات ہے تو اللہ تعالیٰ آپ کو ہماری طرف سے جزائے خیر دے۔ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعا نہیں فرمائی تھی کہ اللہ تعالیٰ آپ کے ذریعے دین اور مسلمانوں کو جب کہ وہ مکہ میں خوف کے عالم میں تھے عزت دے۔ آپ کا اسلام لانا اسلام کے لئے باعث عزت تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے اصحاب نے دین کا اظہار کیا اور پھر مدینے کی طرف ہجرت کی۔ آپ کا ہجرت کرنا فتح کا باعث ہوا۔ آپ اس جنگ سے غائب نہیں ہوئے۔ جس جنگ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شریک تھے مشرکین سے جنگ کرنے کے وقت آپ ہر جنگ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔

وفات کے وقت آنحضرتؐ نے فلاں فلاں بات آپ کے متعلق فرمائی۔ رسول اللہ کے انتقال کے وقت آپ سے راضی تھے۔

ثم ارتد الناس بعد رسول اللہ عن الاسلام

(رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انتقال کے بعد لوگ اسلام سے مرتد ہو گئے)

آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت پر خلیفہ کا ساتھ دیا اور اسلام پر قائم رہنے والوں کیساتھ مل کر اسلام سے روگردانی کرنے والوں سے جہاد کیا۔ لوگ اسلام میں خوشی ناخوشی سے داخل ہوئے۔ خلیفہ کا انتقال ہو گیا وہ بھی آپ سے راضی تھے۔ پھر آپ بھلائی کے ساتھ لوگوں کے خلیفہ بنے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ذریعے شہروں کو فتح کیا۔ آپ کے ذریعے مال وصول ہوا۔ دشمنوں کا خاتمہ ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے لئے دین کو وسعت دی اور ان کا رزق وسیع کیا۔ آپ کا خاتمہ شہادت پر کیا یہ آپ کے لئے مبارک ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی تعریف کی بارش برسادی۔

آپ نے کہا —— اے عبداللہ! کیا قیامت کے روز اللہ تعالیٰ کے نزدیک میرے لئے اس بات کی گواہی دوگے؟

عبداللہ نے کہا —— ہاں۔

پھر آپ نے کہا کہ —— اے میرے معبود تیرا شکر ہے:

حضرت عمر کا چھ آدمیوں میں شوریٰ نامزد کرنا

تولیۃ عمر بن الخطاب الستۃ الشوریٰ وعهده الیهم

ان المهاجرین دخلوا علی عمر رضی اللہ عنه وهو فی البیت من جراحته تلک فقالوا یا امیر المومنین استخلف علینا قال واللہ لا احملکم حیاً ومیتاً ثم قال ان استخلف فقد استخلف من هو خیر منی یعنی ابوبکر وان ادع فقد ودع من هو خیر منی یعنی النبی علیه السلام فقالوا جزاک اللہ خیراً یا امیر المومنین فقال ماشاء اللہ راغبا وددت ان انجو منها لا لی ولا علی فلما احس بالموت قال لابنه اذهب الی عائشۃ واقرئها منی السلام واستاذنها ان اقبر فی بیتها مع رسول اللہ صلی اللہ علیه وآله وسلم ومع ابی بکر فاتاها عبداللہ بن عمر فاعلمها فقالت نعم وکرامۃ ثم قالت یا بنی ابلغ عمر سلامی وقل له لا تدع

امة محمد بلا راع استخلف عليهم ولا تدعهم بعدك همّلا فاني
اخشى عليهم الفتنة فاتق عبد الله فاعلمه فقال ومن
تأمرني ان استخلف لو ادركت ابا عبيدة بن جراح باقيا استخلفته
ووليته فاذا قدمت على ربي فسألني وقال لي من وليت على
امة محمد قلت اي ربي سمعت عبدك ونبيك يقول ـــــــ
لكل امة امين وامين هذه الامة ابو عبيدة بن الجراح
ولو ادركت معاذ بن جبل استخلفته فاذا قدمت على ربي فسألني
من وليت على امة محمد قلت اي ربي سمعت عبدك
ونبيك يقول ان معاذ بن جبل ياتي بين يدي العلماء يوم القيامة
ولو ادركت خالد بن الوليد لوليته فاذا قدمت على ربي فسألني
من وليت على امة محمد قلت اي ربي سمعت عبدك
ونبيك يقول خالد بن وليد سيف من سيوف الله سله على
المشركين. ولكني سأستخلف النفر الذين توفي رسول الله وهو عنهم
راض فارسل اليهم فجمعهم وهم علي بن ابي طالب وعثمان بن
عفان وطلحة بن عبد الله والزبير ابن العوام وسعد بن ابي وقاص
وعبد الرحمن بن عوف رضوان الله عليهم وكان طلحة غائبا فقال
يا معشر المهاجرين الاولين اني نظرت في امر الناس فلم اجد فيهم
شقاق ونفاق فان يكن بعدي شقاق ونفاق فهو فيكم
تشاوروا ثلاثة ايام فان جاءكم طلحة الى ذالك والا
فاعزم عليكم بالله ان لا تتفرقوا من اليوم الثالث حتى تستخلفوا
احدكم فان اشرتم بها الى طلحة فهو لها اهل وليصل بكم
صهيب هذه الثلاثة ايام التي تتشاورون فيها فانه
رجل من الموالي لا ينازعكم امركم واحضروا معكم من
شيوخ الانصار وليس لهم من امركم شيء واحضروا معكم الحسن
بن علي وعبد الله بن عباس فان لهما قرابة وارجو لكم
البركة في حضورهما وليس لهما من امركم شيء ويحضر ابني
عبد الله مستشاراً وليس له من الامر شيء قالوا يا امير المومنين
ان فيه للخلافة موضعاً فاستخلفه فانا راضون به فقال
حسب آل الخطاب تحمل رجل منهم الخلافة ليس له من

لامرشی ، ثم قال یا عبد الله ایاک ثم ایاک لا تتلبس بها ثم قال
ان استقام امر خمسة منکم وخالف واحد فاضربوا عنقه وان
استقام اربعة واختلف اثنان فاضربوا اعناقهما وان استقام ثلاثة
ولتقوین ثلاثة فاحکموا الی ابنی عبد الله فلای الثلاثة قضی
فالخلیفة منهم وفیهم فان ابی الثلاثة الاخر من ذلک فاضربوا
اعناقهم فقالوا قل فینا یا امیر المومنین مقالة لتدل فیها برأیک
ونقتدی به فقال والله ما یمنعنی ان استخلفک یا سعد الا شدتک
وغلظتک مع انک رجل حرب وما یمنعنی منک یا عبد الرحمن
الا انک فرعون هذه الامة وما یمنعنی منک یا زبیر الا انک
مومن الرضا کافر الغضب وما یمنعنی من طلحة الا نخوته وکبره
ولو ولیها وضع خاتمه فی اصبع امرأته وما یمنعنی منک یا عثمان
الا عصبیتک وحبک قومک وما یمنعنی منک یا علی الا حرصک
علیها وانک لاحری القوم ان ولیتها اقیم علی الحق المبین
والصراط المستقیم اوصی الخلیفة منکم بتقوی الله العظیم واحذره
مثل مضجعی هذا واخوفه یوما تبیض فیه وجوه وتسود وجوه
یوم تعرضون علی الله لا تخفی منکم خافیة ثم غشی علیه حتی
ظنوا انه قضی فجعلوا ینادونه ولا یفیق من اغمائه فقال
قائل ان کان شئ ینبهه فالصلاة فقالوا یا امیر المومنین الصلاة
ففتح عینه فقال الصلاة ها انا ذا ولا حظ فی الاسلام لمن ترک
الصلاة فصلی وجرحه یثعب دما ثم التفت الیهم وقال
قد قربت منکم الطریق فلا تعوجوه ثم التفت الی علی بن
ابی طالب فقال لعل هؤلاء القوم یعرفون لک حقک وقرابتک و
شرفک من رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم وما آتاک الله
من العلم والفقه والدین فیستخلفونک فان ولیت هذا الامر
فاتق الله یا علی فیه ولا تحمل احدا من بنی هاشم علی
رقاب الناس ثم التفت الی عثمان فقال یا عثمان لعل هؤلاء
القوم یعرفون لک صهرک من رسول الله صلی الله علیه وآله
وسلم وسنک وشرفک وسابقتک فیستخلفونک ان ولیت
هذا الامر فلا تحمل احدا من بنی امیة علی رقاب الناس

ثم دعا صهيباً فقال يا صهيب صل بالناس ثلاثة ايام و يجتمع هؤلاء النفر و يتشاورون بينهم اخرجوا عني الأثم الفهم و اجمعهم على الحق ولا تردهم على اعقابهم وولي امر امة محمد خيرهم فخرجوا من عنده وتوفي رحمه الله تعالى من يومه ذالك و دفن وصلى عليه صهيب۔

راوی بیان کرتا ہے کہ مہاجرین حضرت عمر کے پاس آئے جب کہ وہ زخم خوردہ اپنے مکان میں پڑے ہوئے تھے۔ انہوں نے کہا اے امیرالمومنین ہم پر خلیفہ مقرر کرو۔ آپ نے کہا خدا کی قسم میں تمہارا بوجھ زندگی اور مرنے کے بعد بھی اٹھاؤں ایسا ہرگز نہیں ہوسکتا۔ پھر کہا اگر میں اپنے بعد خلیفہ مقرر کروں تو بے شک اس نے جو مجھ سے بہتر تھا یعنی ابوبکر نے جانشین مقرر کیا تھا۔ اگر میں خلیفہ نہ مقرر کروں تو بیشک اس نے جو مجھ سے بہتر تھا یعنی محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا جانشین مقرر نہیں کیا تھا۔ لوگوں نے کہا خدا آپ کو جزائے خیر دے۔ آپ نے کہا کہ وہی ہوگا جو خدا چاہے گا۔ میری تو یہ خواہش ہے کہ کاش میں اس خلافت میں نجات پاؤں یعنی مجھ سے کوئی مواخذہ نہ کیا جائے۔ اور نہ ہی مجھے اس کا کوئی اجر دیا جائے تو میں اس کو غنیمت سمجھوں گا۔ پس جس وقت عمر نے موت کو آتے ہوئے محسوس کیا تو اپنے بیٹے سے کہا کہ عائشہ کے پاس جاؤ انہیں میرا سلام کہو اور ان سے اجازت طلب کرو کہ میں ان کے گھر میں جناب رسول خدا اور ابوبکر کے پاس دفن کیا جاؤں۔ عبداللہ عائشہ کے پاس آئے اور حضرت کا پیغام پہنچایا تو جناب عائشہ نے کہا کہ بڑی خوشی سے پھر کہا میرا سلام عمر کو پہنچانا اور کہنا کہ امت محمد کو بغیر محافظ کے مت چھوڑو ان پر اپنا جانشین مقرر کر دیں اپنے بعد انہیں بغیر نگہبان نہ چھوڑنا۔ مجھے اس بات کا خوف ہے کہیں فتنہ پیدا نہ ہو جائے۔

عبداللہ واپس آئے اور حضرت عمر کو پیغام پہنچایا۔ آپ نے کہا کہ عائشہ نے کس کے متعلق کہا ہے۔ اگر عبیدہ[1] بن جراح زندہ ہوتے تو میں انہیں خلیفہ مقرر کرتا اور جب میں خدا کے پاس جاتا تو خدا مجھ سے پوچھتا تو میں جواب دیتا کہ اس شخص کے متعلق میں نے تیرے بندے اور رسول کو کہتے ہوئے سنا تھا۔

"ہر امت کے لئے امین ہوتا ہے اور اس امت کا امین ابو عبیدہ بن جراح ہے"

---

[1] عبیدہ نے خلیفہ سازی میں بڑا کام کیا تھا۔

یا اگر معاذ بن جبل زندہ ہوتے تو میں ان کو خلیفہ مقرر کرتا اور جب میں خدا کے پاس جاتا اور خدا مجھ سے پوچھتا کہ امت محمدؐ پر کس کو خلیفہ بنایا ہے تو میں عرض کرتا کہ میں نے اس کو خلیفہ بنایا ہے۔ جس کے متعلق میں نے تیرے بندے اور نبی کو فرماتے ہوئے سنا تھا کہ ———

"قیامت کے دن معاذ بن جبل علماء کے گروہ سے ہوگا:"

یا اگر خالد بن ولید زندہ ہوتے تو میں ان کو خلیفہ مقرر کرتا اور جب میں خدا کے حضور حاضر ہوتا اور مجھ سے خلیفہ کے متعلق دریافت کیا جاتا تو میں جواب دیتا کہ میں نے اس کو خلیفہ مقرر کیا ہے۔ جس کے متعلق میں نے تیرے بندے اور نبی کو فرماتے ہوئے سنا تھا کہ

"خالد بن ولید خدا کی تلواروں میں سے ایک تلوار ہے۔ جس کو خدا نے مشرکین کے اوپر کھینچا ہوا ہے:"

اچھا اب میں ان اشخاص کو مقرر کرتا ہوں۔ جن سے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رحلت کے وقت خوش تھے۔ ان سب کو حضرت عمر نے بلایا وہ یہ ہیں۔ حضرت علی علیہ السلام، عثمان بن عفان، طلحہ بن عبداللہ، زبیر بن عوام، سعد بن ابی وقاص اور عبدالرحمن بن عوف۔ طلحہ اس دن مدینہ میں موجود نہ تھے۔ حضرت عمر نے ان حضرات سے متوجہ ہو کر کہا ——— "اے گروہ مہاجرین اولین میں نے لوگوں کے امور پر نظر ڈالی تو دیکھا کہ ان میں نفاق اور کینہ نہیں ہے۔ اگر میرے بعد ان میں نفاق اور دشمنی ہوئی تو یہ تمہاری وجہ سے ہوگی۔ تم آپس میں تین یوم تک مشورہ کرنا اگر طلحہ بھی تمہارے پاس آجائے تو بہتر ورنہ تم خود ہی فیصلہ کر لینا۔ تیسرے دن تم اس وقت تک اپنی جگہ سے متفرق نہ ہونا۔ جب تک کہ تم خلیفہ مقرر نہ کر لو اگر تم نے طلحہ کا مشورہ لیا تو وہ اس کا اہل ہے اور ان تین یوم تک صہیب نماز پڑھائے گا کیونکہ وہ موالی میں سے ہے اور وہ تم سے خلافت کے معاملہ میں جھگڑا نہیں کرے گا تم انصار کے بڑے آدمیوں کو بھی بلا لینا۔ لیکن خلافت میں اس کا کوئی حصہ نہیں ہے۔ اور حسن بن علی علیہ السلام اور عبداللہ بن عباس کو بھی بلا لینا کیونکہ ان کو فضیلت قرابت حاصل ہے۔ مجھے امید ہے کہ ان کی موجودگی میں تمہیں برکت ہوگی مگر ان دونوں کے لئے بھی خلافت میں کوئی حصہ نہیں ہے۔ میرے بیٹے عمر کو بھی بلا لینا اس کے لئے بھی خلافت میں کوئی حصہ نہیں ہے۔ ان لوگوں نے کہا کہ عبداللہ کو خلافت کا حق پہنچتا ہے۔ اس کو خلیفہ مقرر کر دو۔ ہم راضی ہیں۔ آپ نے کہا کہ آل خطاب کے لئے یہی کافی ہے کہ ان میں سے ایک شخص

خلافت کے بوجھ گراں کو اٹھائے۔ عبداللہ بن عمر کے لئے کوئی حصّہ نہیں ہے پھر کہا اے عبداللہ خبردار خلافت کی تو اپنے تئیں خوش نہ کرنا۔ پھر ان اصحاب کی طرف متوجہ ہو کر کہا ——— کہ اگر تم میں سے پانچ ایک شخص پر متفق ہو جائیں اور چھٹا انکار کرے تو اسے فوراً قتل کر دینا اور اگر چار ایک شخص پر متفق ہو جائیں اور دو انکار کریں تو ان کی گردن مار دینا اور اگر تین ایک شخص پر متفق ہو جائیں اور تین مخالفت کریں تو پھر فیصلہ کرنے والا میرا بیٹا ہو گا۔ ان تینوں میں سے جس کو چاہے خلیفہ مقرر کرے اور اگر وہ تین مخالف اشخاص مخالفت کریں تو انہیں قتل کر دینا۔ ——— پھر ان اشخاص نے کہا کہ اے امیر المومنین کوئی ایسی گفتگو کریں جو ہماری رہنمائی کرے اور ہم اس سے فائدہ اٹھائیں۔ اس پر حضرت عمر نے کہا اے سعد کسی چیز نے مجھے تم کو خلیفہ بنانے سے نہیں روکا۔ مگر اس بات نے کہ تو سخت ہے اور تیری فطرت غلیظ ہے۔ حالانکہ تو مرد میدان ہے۔ اور اے عبدالرحمٰن مجھے تجھے خلیفہ مقرر کرنے سے اس امر نے منع کیا کہ تو اس امت کا فرعون ہے اور اے زبیر میں نے تجھے اس لئے خلیفہ نہیں مقرر کیا کہ تم جلدی راضی ہو جاتے ہو اور فوراً ناراض۔ طلحہ کو اس لئے خلیفہ نہیں بنایا کہ اس میں نخوت اور غرور ہے اگر وہ حاکم ہو گا تو حکومت کی انگوٹھی اپنی عورت کے ہاتھ میں پہنا دے گا اور اے عثمان تجھے اس لئے خلیفہ نہیں بنایا کہ تم میں قبیلہ کا تعصب اور اپنی قوم کی محبت ہے اور اے علی آپ کو اس لئے خلیفہ مقرر نہیں کیا کہ آپ کو خلافت کی خواہش ہے۔ ورنہ آپ سب سے زیادہ حق پر چلنے والے ہیں اگر آپ کو حکومت مل جائے تو آپ اسے حق مبین اور صراط مستقیم پر چلائیں گے۔ میں اس خلیفہ کو جو تم میں ہے عبداللہ سے ڈرنے کی وصیت کرتا ہوں اور اے موت کی تکلیف سے ڈرتا ہوں۔ جس میں میں مبتلا ہوں اور اس دن کا بھی خوف دلاتا ہوں جس روز مومنین کے چہرے سفید اور کافروں کے سیاہ ہوں گے اور اس دن سے بھی ڈراتا ہوں جس دن تم اللہ کی بارگاہ میں حاضر ہو گے اور تمہارا کوئی عمل اس سے پوشیدہ نہیں ہو گا۔ پھر آپ پر غشی کا ایسا دورہ پڑا کہ انہوں نے خیال کیا کہ آپ انتقال کر گئے۔ آپ کو لوگ ہلاتے تھے۔ آپ پر مسلسل غشی طاری تھی۔ ایک شخص نے کہا اگر کوئی چیز آپ کو غشی سے بیدار کر سکتی ہے تو وہ صرف نماز ہے۔ انہوں نے کہا اے امیر المومنین نماز کا وقت ہے۔ یہ سن کر آپ نے آنکھیں کھول دیں کہا: ———

"ہاں نماز پڑھتا ہوں۔ اس شخص کا اسلام میں کوئی حصّہ نہیں جس نے نماز کو ترک کیا"

آپ نے نماز پڑھی حالانکہ آپ کے زخموں سے خون بہہ رہا تھا۔ پھر لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر کہا —— میں نے تمہیں سیدھے راستے پر ڈال دیا ہے۔ اس سے نہ پھرنا۔ پھر حضرت علی علیہ السلام کی طرف متوجہ ہو کر کہا —— اے علیؑ! یہ لوگ تمہارے حق اور قرابت رسولؐ سے آگاہ ہیں۔ آپ کی عظمت اور بزرگی سے یہ واقف ہیں، اور آپ کو اللہ تعالیٰ نے جو علم و فقہ دین عنایت فرمایا ہے اس کو بھی اچھی طرح جانتے ہیں اگر یہ آپ کو خلیفہ مقرر کر دیں تو آپ خدا سے ڈرتے رہنا اور بنو ہاشم میں سے کسی کو بھی لوگوں کی گردنوں پر سوار نہ کرنا۔ پھر عثمان کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگے کہ —— اے عثمان اگر یہ لوگ تمہاری دامادی رسولؐ[1]، تمہاری عمر اور تمہاری شرافت کا خیال کرکے تم کو خلیفہ مقرر کر دیں تو تم بنو امیہ میں سے کسی کو بھی لوگوں کی گردنوں پر سوار نہ کرنا۔ پھر آپ نے صہیب کو بلا کر کہا —— اے صہیب لوگوں کو تین دن تک نماز پڑھانا اور جب تک یہ لوگ جمع رہیں اور مشورہ کرتے رہیں تم میرے پاس سے چلے جاؤ نے پلٹنے والے ان کو حق پر قائم رکھو ان کو الٹے پاؤں نہ پھیر۔ امت محمدؐ کی خلافت کا کام اس کے سپرد کر جو ان میں سے بہتر ہو۔

وہ لوگ چلے گئے آپ اسی روز انتقال کر گئے آپ پر صہیب نے نماز جنازہ پڑھی اور آپ کو دفن کیا گیا۔)

شوریٰ اور بیعت عثمان بن عفان کا بیان

ذکر الشوریٰ و بیعة عثمان بن عفان

ثم بعد موت عمر اجتمع القوم فخلوا فی بیت احدهم واحضروا عبدالله بن عباس والحسن بن علی وعبدالله بن عمر فتشاوروا ثلاثة ایام فلم یبرموا شیئا فلما کان الیوم الثالث قال لهم عبدالرحمن بن عوف اتدرون ای یوم هذا؟ هذا الیوم عزم علیکم امرأت الوا ومما تعرض قال ان تولونی امرکم واهب لکم نصیبی فیها واختار لکم من انفسکم قالوا اعطیناک الذی سالت فلما سلم القوم قال لهم عبدالرحمن اجعلوا امرکم الی ثلاثة منکم فجعل الزبیر امره الی علی وجعل طلحة امره الی عثمان بن عفان وجعل سعد امره الی عبدالرحمن بن

---

[1] حضرت عثمان داماد رسولؐ نہیں تھے۔ رسول اللہ کی صرف ایک بیٹی تھی جس کا نام فاطمہ سلام اللہ علیہا تھا۔ جو حضرت علیؑ کی بیوی تھیں۔

بن عوف قال المسور بن مخرمة فقال لهم عبد الرحمن كونوا مكانكم
حتى آتيكم وخرج يتلقى الناس فى انقاب المدينة متلثماً لا يعرفه
احد فما ترك احداً من المهاجرين والانصار وغيرهم من ضعفاء
الناس ورعاعهم الا سألهم واستشارهم اما اهل الرأى فأتاهم مستشيراً
ويلقى غيرهم سائلاً يقول من ترى الخليفة بعد عمر؟ فلم يلق احداً
يستشيره ولا يسأله الا ويقول عثمان فلما رأى اتفاق الناس
واجتماعهم على عثمان قال المسور جاءنى رضى الله عنه عشاءً فوجدنى
نائماً فخرجت اليه فقال الا اراك نائماً فوالله ما اكتحلت
عينى بنوم منذ هذه الثلاثة ادع لى فلاناً وفلاناً نفراً
من المهاجرين فدعوتهم فناجاهم فى المسجد طويلاً ثم قاموا من
عنده على طمع ثم قال ادع لى عثمان فدعوته فناجاه طويلاً
حتى فرق بينهما ان اتت صلاة الصبح فلما صلوا جميعهم فاخذ
كل واحد منهم العهد والميثاق لئن بايعتك لتقيمن كتاب الله
وسنة رسوله وسنة صاحبيك من قبلك فاعطاه كل واحد
منهم العهد والميثاق على ذالك وايضاً لئن بايعت غيرك لترضين
ولتسلمن وليكونن سيفك معى على من ابى فاعطوه ذلك من
عهودهم ومواثيقهم فلما تم ذالك اخذ بيد عثمان فقال له
عليك عهد الله وميثاقه لئن بايعتك لتقيمن لنا كتاب الله
وسنة رسوله وسنة صاحبيك وشرط عمر ان لا تجعل احداً من بنى
أمية على رقاب الناس فقال عثمان نعم ثم اخذ بيد على فقال
له ابايعك على شرط عمر ان لا تجعل احداً من بنى هاشم
على رقاب الناس فقال على عند ذلك مالك ولهذا اذا جعلها
فى عنقى فان على الاجتهاد لامة محمد حيث علمت القوة
والامانة استعنت بها كان فى بنى هاشم او غيرهم قال عبد الرحمن
لا والله حتى تعطينى هذا الشرط قال على والله لا اعطيكه
ابداً فتركه فقاموا من عنده فخرج عبد الرحمن الى المسجد فجمع
الناس فتركه فقاموا من عنده فخرج عبد الرحمن الى المسجد
فجمع الناس فحمد الله واثنى عليه ثم قال انى نظرت فى
امر الناس فلم ارهم يعدلون بعثمان فلا تجعل يا على سبيلاً

الیٰ نفسک فانہ الیک لاغیر ثم اخذ بید عثمان فبایعہ و بایع الناس جمیعاً۔

وحضرت عمر کی وفات کے بعد اصحاب شوریٰ اپنے میں سے ایک کے گھر میں جمع ہوئے عبداللہ بن عباس، حضرت حسن بن علی اور عبداللہ بن عمر کو بلا لیا۔ تین یوم تک آپس میں مشورہ کرتے رہے مگر فیصلہ نہ کر سکے۔ جب تیسرا دن ہوا تو عبدالرحمن بن عوف نے کہا ——— تم کو یہ بھی معلوم ہے کہ آج کونسا دن ہے آج وہ دن ہے کہ جس کے متعلق عمر نے حکم دیا ہے۔ کہ اس دن متفرق نہ ہونا جب تک کہ اپنے میں سے خلیفہ مقرر نہ کر لو۔ انہوں نے کہا ٹھیک ہے۔ پھر عبدالرحمن بن عوف نے کہا کہ میں تمہارے سامنے ایک تجویز پیش کرتا ہوں۔ وہ یہ ہے کہ اگر تم مجھے اپنے اس کام کا مختار بنا لو تو میں اپنا وہ حق جو بقول عمر مجھے اس خلافت میں حاصل ہے۔ تمہارے حق میں چھوڑ دوں اور تم میں سے ایک کو خلیفہ مقرر کر دوں۔ لوگوں نے کہا کہ آپ کو اجازت ہے تو عبدالرحمن نے کہا کہ تم کس کو خلیفہ بنانا چاہتے ہو۔ زبیر نے کہا میں حضرت علی علیہ السلام کو۔ طلحہ نے کہا عثمان کو اور سعد نے کہا عبدالرحمن بن عوف کو بنانا چاہتا ہوں۔

مسور بن مخرمہ کہتا ہے کہ ——— پھر عبدالرحمن بن عوف نے ان سے کہا کہ تم یہیں ٹھہرے رہنا جب تک میں تمہارے پاس واپس نہ آجاؤں۔ یہ کہہ کر وہ باہر چلے گئے اور بھیس بدل کر تمام اطراف مدینہ میں لوگوں سے ملتا رہا کسی طرح کہ انہیں کسی نے نہ پہچانا۔ انہوں نے انصار و مہاجرین اور دیگر اشخاص میں سے کسی کو نہ چھوڑا کہ جس سے امر خلافت کے بارے میں سوال نہ کیا ہو۔ جو لوگ اہل الرائے تھے ان سے مشورہ کرتے تھے۔ اور ان کے علاوہ جو اور لوگ تھے ان سے سوال کرتے تھے کہ عمر کے بعد کس کو خلیفہ چاہتے ہو۔ پس ان میں سے ایک بھی ایسا نہیں تھا۔ جس نے یہ کہا ہو کہ میں حضرت عثمان کو پسند نہیں کرتا۔ جب عبدالرحمن بن عوف نے دیکھا کہ تمام لوگوں کا عثمان پر اتفاق ہے (مسور کہتے ہیں کہ) تو وہ میرے پاس رات تمام آئے۔ میں اس وقت سویا ہوا تھا۔ میں باہر آیا عبدالرحمن بن عوف نے کہا تم سوئے ہو۔ لیکن خدا کی قسم ان تین راتوں میں میری آنکھوں نے نیند نہیں دیکھی۔ میرے پاس مہاجرین میں سے فلاں فلاں شخص کو لاؤ۔ میں ان کو بلا لایا تو عبدالرحمن بن عوف نے مسجد میں ان سے بہت دیر تک صلاح مشورہ کیا۔ جب وہ لوگ چلے گئے تو پھر حضرت علی علیہ السلام کو بلا کر ان سے دیر تک بات چیت کی، حضرت علی علیہ السلام کا خیال تھا کہ مجھے خلیفہ بنائیں گے۔ پھر وہاں سے اٹھ کر

تم نے اور مجھ سے کہا کہ عثمان کو بلا لاؤ ۔ میں عثمان کو بلا لایا ۔ ان سے بھی تخلیہ میں دیر تک بات چیت کی ۔ یہاں تک کہ وہ بھی چلے گئے ۔ پھر نماز صبح کا وقت ہوا ۔ سب نے نماز صبح ادا کی پھر ان میں سے ہر ایک سے عہد میثاق لیا کہ ————

اگر میں تمہاری بیعت کر لوں تو تم کتاب خدا ، سنت رسول اللہ اور خلفاء سابقین کی سنت پر عمل کرو گے ۔ اس کے بعد عبدالرحمن بن عوف نے عثمان بن عفان کا ہاتھ پکڑا اور کہا کہ ————

تم خدا کو درمیان میں ضامن ڈال کر اقرار کرو کہ اگر میں تمہاری بیعت کر لوں تو تم کتاب اللہ ، سنت رسول اللہ اور سنت خلفائے سابقین پر عمل کرو گے اور نیز عمر کی اس شرط کو بھی بجا لاؤ گے کہ بنو امیہ میں سے کسی کو بھی لوگوں کی گردنوں پر سوار نہیں کرو گے ؟ ———— عثمان نے فوراً عہد کر لیا کہ میں ایسا ہی کروں گا ۔ پھر حضرت علی علیہ السلام کا ہاتھ پکڑ کر کہا کہ ————

میں آپ سے عمر کی اس شرط پر بیعت کرتا ہوں کہ آپ بنو ہاشم میں سے کسی کو لوگوں کی گردنوں پر سوار نہیں کریں گے ؟

حضرت علی علیہ السلام نے جواب دیا کہ ———— اس سوال سے تمہاری کیا غرض ہے ۔ جب تم نے حکومت کو میری گردن میں ڈال دیا تو پھر امت کے امور کو بھی میرے اجتہاد پر چھوڑ دو ۔ جس کو میں قوت والا پاؤں گا اور دیکھوں گا ۔ کہ اس سے امت محمدؐ کو مدد پہنچتی ہے ۔ تو چاہے وہ بنی ہاشم میں سے ہو یا ان کے غیر میں سے کام لوں گا ۔

عبدالرحمن بن عوف نے کہا کہ خدا کی قسم میں ہرگز آپ پر نہیں چھوڑ سکتا ۔

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا کہ ———— خدا کی قسم میں تمہاری اس شرط کو کبھی بھی قبول نہیں کروں گا ۔

عبدالرحمن نے آپ کو چھوڑ دیا ۔ اور دوسرے لوگ بھی وہاں سے چلے گئے ۔ عبدالرحمن مسجد میں آئے لوگوں کو جمع کیا اور حمد و ثنا کے بعد کہا کہ میں نے لوگوں کے امر پر نظر ڈالی پس سب کو میں نے عثمان کی طرف مائل پایا ۔ اب اے علیؑ آپ اپنے نفس کو ہلاکت میں نہ ڈالنا ورنہ یہ تلوار ہے ۔ پھر عثمان کا ہاتھ پکڑ کر اس کی بیعت کر لی اور تمام لوگوں نے بھی اس کی بیعت کر لی ۔

عثمان خلافت کے پہلے چھ سالوں میں عمر بن خطاب سے زیادہ لوگوں کے محبوب تھے کیونکہ عمر سخت آدمی تھے اور آپ نے قریش کو خوب کس کر رکھا تھا ۔ آپ کی بزرگی اور جلالت کی وجہ سے کوئی شخص بھی آپ سے دنیاوی فائدہ حاصل نہ کر سکا ۔ جب عثمان بنے

تو آپ نرم دل آدمی تھے۔ حسن بصری کا بیان ہے کہ میں عثمان کے پاس اس وقت گیا۔ جب کہ آپ خطبہ دے رہے تھے۔ اس وقت میری جوانی کا آغاز تھا۔ میں نے کسی مرد اور عورت کو آپ سے زیادہ خوبصورت نہ دیکھا۔ میں آپ کو کہتے ہوئے سنا کہ ——

"اے لوگو! کل صبح آنا اور اپنے عطیات لے جانا۔ وہ کافی مقدار میں تمہیں ملیں گے اور صبح کپڑے لینے آنا۔ اور وہ کافی مقدار میں تمہیں ملیں گے"

خدا کی قسم میرے ان دونوں کانوں نے ان کو کہتے ہوئے سنا کہ ——

"اے گروہ مسلمین! صبح گھی اور شہد لینے آنا۔ جب وہ آتے تو ان میں گھی اور شہد تقسیم کرتے تھے۔ —— پھر کہا اے گروہ مسلمین! صبح آنا اور خوشبو لے جانا۔ جب وہ آتے تو ان میں مشک عنبر وغیرہ تقسیم کرتے۔

اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کوئی نہیں کرتا تھا۔ عطیات برابر تقسیم کئے جاتے تھے لوگوں کے ساتھ بھلائی کی جاتی تھی۔ مومن جہاں کہیں بھی تھا۔ وہ اپنے مومن بھائی سے نہیں ڈرتا تھا۔ بلکہ اس کا دوست اور مددگار ہوتا تھا۔ مال کافی مقدار میں تھا۔ حتیٰ کہ لونڈی اپنے وزن کے برابر چاندی کے عوض فروخت ہوتی تھی۔ گھوڑا دس ہزار دینار میں، اونٹ ایک ہزار دینار میں اور ایک کھجور ایک ہزار درہم میں فروخت ہوتی تھی۔ اس کے بعد لوگوں نے دولت کے نشے میں آپ کے امور میں عیب نکالنے شروع کر دیئے۔ ابن عمر کہا کرتے تھے۔ کہ جن امور میں عثمان کی عیب جوئی کی گئی ہے۔ اگر وہی کام عمر کرتے تو لوگ ہرگز عیب نہ نکالتے۔

لوگوں کا حضرت عثمان کی بیعت سے انکار کرنا

جب لوگ عثمان بن عفان کے خلاف ہو گئے تو آپ منبر پر جا کر اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کے بعد کہنے لگے کہ ——

"ہر شے کے لئے آفت ہوتی ہے۔ اور ہر نعمت کے لئے تباہی ہوتی ہے۔ اس دین اور قوم کی تباہی اور بربادی یہ ہے کہ اس میں ایک گروہ پیدا ہو گیا ہے۔ جو عیب جوئی اور طعنہ زنی کرتا ہے۔ وہ لوگ تمہارے سامنے تو وہ باتیں بیان کرتے ہیں جن کو تم پسند کرتے ہو اور جنہیں تم ناپسند کرتے ہو۔ انہیں تم سے چھپاتے ہیں

اما واللہ یا معشر المھاجرین والانصار لقد عبتم علی اشیاءٍ نقمتم امورا قد اقررتم لابن الخطاب مثلھا ولکنہ وقمعکم ولم یجترئ احد یملأ بصرہ منہ ولا یشیر بطرفہ الیہ

"اے گروہ مہاجرین و انصار! تم عمر بن خطاب کی جن باتوں کو تسلیم کرتے تھے۔ انہیں باتوں کے لئے میرے واسطے عیب لگاتے ہو اور مجھے مورد ملامت قرار دیتے ہو۔ اس نے تم لوگوں کو دبا کر رکھا تھا۔ تم میں سے کسی شخص کو جرأت نہ تھی کہ اس کی کسی بات کی کھلم کھلا یا اشارے کنائے سے مخالفت کرے۔ ابن خطاب کے مقابلہ میں میری قوم اور میرے مددگار زیادہ ہیں۔ کیا تم اپنے حقوق کو مفقود پاتے ہو۔ میں اپنی صواب دید کے مطابق تم سے نیکی کروں گا اگرچہ جماعت کے عہدے پہنچوں۔ خدا کی قسم جن باتوں کا تم مجھ پر عیب لگاتے ہو۔ میں ان سے جاہل نہیں ہوں۔ جو کام میں نے کئے ہیں انہیں خوب جانتا ہوں۔"

انہی حالات میں معاویہ بن ابی سفیان شام سے مدینہ آیا اور اصحاب رسولؐ کے پاس گیا۔ جن میں حضرت علی علیہ السلام، طلحہ بن عبداللہ، زبیر بن عوام، سعد بن ابی وقاص، عبدالرحمٰن بن عوف اور عمار بن یاسر موجود تھے۔ اس نے سب حضرات سے کہا کہ ——

"اے گروہ اصحاب میں تمہیں اپنے اس شیخ یعنی عثمان بن عفان کے ساتھ بھلائی کی وصیت کرتا ہوں۔" ——

فواللہ لئن قتل بین اظہرکم لاملأنہا علیکم خیلاً و رجالاً

"خدا کی قسم اگر یہ تمہاری موجودگی میں قتل کر دیئے گئے تو میں مدینے شہر کو گھوڑوں اور مردوں سے بھر دوں گا۔"

پھر معاویہ عمار بن یاسر کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگے کہ ——

یا عمار ان بالشام مائۃ الف فارس کل یاخذ العطاء مع مثلہم من ابنائہم وعبدانہم لا یعرفون علیاً ولا قرابتہ ولا عمارا ولا سابقتہ ولا زبیرا ولا صحابتہ ولا طلحۃ ولا ہجرتہ ولا یہابون ابن عوف ولا مالہ ولا یتقون سعداً ولا دعوتہ فایاک یا عمار ان تقع غداً فی فتنۃ تنجلی فیقال ہذا قاتل عثمان وہذا قاتل علیؑ۔

"اے عمار! شام میں ایک لاکھ ایسی فوج موجود ہے کہ ان میں سے ہر ایک کو مع اس کی اولاد اور غلاموں کے حکومت کی طرف سے وظیفہ ملتا ہے۔ وہ یہ نہیں جانتے کہ علی علیہ السلام کون ہیں اور ان کی رسول اللہ سے کیا رشتہ داری ہے اور نہ وہ عمار اور ان کی سبقت اسلام کو جانتے ہیں اور نہ زبیر اور اس کی صحابیت کو جانتے ہیں اور نہ طلحہ اور اس کی ہجرت کو جانتے ہیں اور نہ ابن عوف اور اس کے مال سے ڈرتے ہیں اور نہ سعد اور اس کی دعوت کی انہیں پرواہ ہے

لئے عمار آپ کو خاص طور پر آنے والے فتنہ سے بچنا چاہیئے کہ حبب کہا جائے کہ یہ قاتل عثمان ہے اور یہ قاتل علی علیہ السلام ہے۔

ثم اقبل علی ابن عباس انا کنا وایاکم فی زمان لا نرجو فیہ ثوابا ولا نخاف عقابا وکنا اکثر منکم فواللہ ما ظلمناکم ولا قہرناکم ولا اخرجناکم عن مقام تقدمناہ حتی بعث اللہ رسولہ منکم فسبق الیہ صاحبکم فواللہ ما زال یکرہ شرکنا ویتغافل بہ عنا حتی ولی الامر علینا وعلیکم ثم صار الامر الینا والیکم فاخذ صاحبنا علی صاحبکم بسنہ ثم غیر فنطق ونطق علی لسانہ فقد اوقد تم نارا لا تطفا بالماء فقال ابن عباس کنا کما ذکرت حتی بعث اللہ رسولہ منا ومنکم ثم ولی الامر علینا والیکم فاخذ صاحبکم علی صاحبنا لسنہ ولما ھو افضل من سنہ فواللہ ما قلنا الا ما قال غیرنا ولا نطقنا الا بما نطق بہ سوانا فترکتم الناس جانبا وصیرتمونا بین ان اقمنا متہمین او نزعنا معتبین وصاحبنا من قد علمتم واللہ لا یھجہج مجہجج الا رکبہ ولا یرد حوضا الا افرطہ وقد اصبحت احب منک ما اجبت واکرہ ما کرھت ولعلی لا القاک الا فی خیر۔

ابن عباس ہم اور تم ایسے زمانے میں موجود ہیں کہ جس میں نہ تو ہم ثواب کی خواہش کرتے ہیں نہ اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈرتے ہیں۔ ہم تم سے تعداد میں زیادہ ہیں مجھے خدا کی قسم ہم نے تم پر کبھی ظلم وجبر نہیں کیا۔ ہم نے تمہیں تمہارے مرتبے نہیں گرایا۔ حتی کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو مبعوث فرمایا۔ تمہارے ساتھی نے اسلام لانے میں سبقت کی۔ خدا کی قسم اسلام میں ہماری شرکت کو وہ ناپسند کرتے تھے۔ پھر اس کے بعد خلافت کا مسئلہ ہمارے اور تمہارے درمیان چھوڑ گئے۔ اپنی فکر کی وجہ سے ہمارے ساتھی نے تمہارے ساتھی سے خلافت لے لی۔ ان کے بارے میں عیب جوئیوں سے کام لیا گیا۔ تم نے آگ کو ایسا بھڑکایا کہ اب یہ پانی سے نہیں بجھے گی۔

ابن عباس نے کہا ———— یہ ٹھیک ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو ہم میں اور تم میں مبعوث فرمایا۔ پھر ہم پر اور تم پر احکامات نافذ کرتے گئے خلافت کو ہمارے اور تمہارے درمیان چھوڑ گئے۔ تمہارے ساتھی نے ہمارے

ساتھی ہیں حضرت علی ہی خلافت کے اہل ہیں جب عمر کے لوگوں سے افضل ٹھہرے
تو ہم نے وہی بات کہی جو بات خیر کی تھی۔ پھر اس کے بارے میں وہی بات
کی جو خیر کی تھی تم نے اس کو چھوڑ دیا اور دین و دنیا قرار دے دیا ہے جو
اور بڑا صاحب ارادہ ہے جس کو تم جانتے ہو کہ خدا کی قسم جس کا ہم ارادہ
کرتے ہیں کرتا ہے میں اس چیز کو اچھا سمجھتا ہوں جس کو تم اچھا سمجھتے ہو
اور اس چیز کو مکروہ سمجھتا ہوں جس کو تم مکروہ سمجھتے ہو۔ اگر تم حضرت علی علیہ السلام
سے الگ ہو گئے تو جاہلوں کے ساتھ ہو گے۔

ابن عباس سے روایت ہے کہ میں مسجد کی طرف گیا۔ مسجد میں حضرت علی علیہ السلام کے ساتھ بیٹھا جاتا تھا۔ جب میں نماز عصر پڑھ چکا۔ تو اس وقت عثمان کا ایلچی حضرت علی علیہ السلام کو بلانے کے لئے آیا۔ آپ نے فرمایا کہ آؤ چلیں۔

جب وہ چلے تو آپ نے مجھے فرمایا یہ مجھے کیوں بلاتے ہیں۔ میں نے کہا بات چیت کرنے کے لئے بلاتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ تم میرے ساتھ چلو۔ جب ہم روانہ ہوئے تو ہماری ملاقات طلحہ، زبیر، سعد اور چند مہاجرین سے ہوئی۔ جب ہم پہنچ گئے تو اسی دوران عثمان اس حالت میں بیٹھے ہوئے تھے کہ انہوں نے دو سفید کپڑے پہنے ہوئے تھے۔ لوگ خاموش ہو کر ایک دوسرے کی طرف دیکھنے لگے۔ عثمان نے سکوت کو توڑتے ہوئے حمد و ثنا کے بعد کہا ——

"میرا یہ جسم ساریہ موجود نہیں تھا۔ اس لئے تم نے مجھے تکلیف دی۔
لیکن میں نے تمہیں کوئی سزا نہیں دی۔ سب سے پہلے معاویہ نے کہا ہے کہ میں تمہارے ساتھ
بات چیت کروں اور جس سے چاہے گفتگو کرے۔"

سعد بن ابی وقاص نے کہا —— یہ وقت نہیں ہے کہ معاویہ سے کچھ
کہا جائے زیادہ کچھ کہے۔ بات تو وہی ہے جو تم نے بیان کی اور تمہارے بارے
میں کہا گیا ہے۔

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا کہ —— اے معاویہ بیان کرو۔ اس نے
حمد و ثنا کے بعد کہا ——

اے گروہ مہاجرین اور اہل شوریٰ! میں بھی اس شخص کے بارے میں بات کرنا
چاہتا ہوں جو تم میں سے ہے۔ میں تم میں سے کسی غیر کا ارادہ نہیں کرتا۔ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ و آلہ کے انتقال کے بعد لوگوں نے مہاجرین میں سے ایک شخص
کی بیعت کر لی تھی۔ نبی علیہ السلام کو دفن کیا اور لوگوں نے اس حالت میں صبح
کی کہ ان کا کام صحیح ڈھب پر رہا۔ جب ابوبکر کو اپنی زندگی سے مایوسی ہوئی تو انہوں
نے اپنے بعد ایک مہاجر کی بیعت کرنے کی وصیت کی۔ جب عمر کی موت کا وقت

قریب آیا تو انہوں نے کسی شخص کو منتخب نہ کیا۔ بلکہ خلافت کی چھ اشخاص کے بارے میں وصیت کی جو سب کے سب مہاجر تھے۔ انہوں نے مسلمانوں کو مدنظر رکھتے ہوئے ایک شخص کو منتخب کر لیا۔ اور اس کی بیعت کی اور وہ اس بات کا انتظار کر رہے تھے کہ آپ کے بعد کیا ہونے والا ہے اور ان لوگوں کو کوئی شک و شبہ نہیں تھا۔

اے گروہ مہاجرین تمہیں عثمان کے بارے میں کشیدگی سے کام نہیں لینا چاہیے تم نے خود ہی تو اس کو خلیفہ بنایا ہے۔

حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام نے فرمایا کہ ——— ان سے تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تو خلافت اپنی ذات کے لیے چاہتا ہے۔ اے لخناء کے بیٹے تو اپنے مقصد میں کامیاب نہیں ہوگا۔

معاویہ نے کہا ——— اپنے ابن عم کی بیٹی کے حال پر رحم کرو کہ وہ بُری عورتوں میں سے نہیں ہے ——— اے گروہ مہاجرین خلافت کے والی تو! اللہ تعالیٰ نے تمہیں خلافت کا اہل اور وارث قرار دیا ہے۔ اور مکہ و مدینہ دونوں حق کے لئے جائے پناہ ہیں۔ بعد میں آنے والے گزشتہ لوگوں کے نقش قدم پر چلتے ہیں اور دوسرے شہر ان دو شہروں کی طرف دیکھتے ہیں۔ اگر سابقین مضبوط رہے تو تابعین بھی مضبوط رہیں گے۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ اگر میں ایک ہاتھ کو دوسرے پر ماروں تو سابقین تابعین کے سامنے نہیں ٹھہر سکتے اور نہ یہ دونوں شہر دوسرے شہروں کا مقابلہ کر سکتے ہیں۔ یقیناً خلافت تم سے چھین لی جائے گی اور ملک تمہارے ہاتھ سے نکل جائے گا۔ لوگوں میں تو تمہاری اس قدر حیثیت ہے۔ جس طرح ایک سفید دھبہ سیاہ بیل کے جسم پر ہوتا ہے

میں نے دیکھا ہے کہ تم بری طرح اپنے خلیفہ کی عیب جوئی کر رہے ہو۔ یہ اس لئے ہے کہ تم خوب پیٹ بھر کر روٹی کھاتے ہو تو تم اپنی عقل سے کام نہیں لے رہے ہو۔ یہ ضروری نہیں کہ نصیحت کے تمام پہلو قبول کر لئے جائیں۔ بعض ناگزیر باتوں پر صبر بھی کرنا پڑتا ہے۔"

اس کے بعد جب لوگ چلے گئے۔ ابن عباس نے عثمان کے بارے میں خاموشی اختیار کر لی۔ عثمان نے اس سے کہا: ———

"اے ابن عم، اے ابن خالہ! مجھے آپ کے بارے میں کوئی ایسی ناگوار بات معلوم نہ ہو۔ جو مجھے ناگوار گزرے اور اس کا مجھے جواب دینا پڑے۔ میں جانتا ہوں کہ آپ نے لوگوں کی ہاں میں ہاں ملائی ہے اگرچہ آپ کی عقل اس بات سے منع کرتی رہی۔ میں اس بات کو پسند کرتا ہوں کہ آپ مجھے اپنی رائے سے آگاہ

کریں۔ تاکہ آپ کے اور میرے درمیان کوئی غلط فہمی نہ رہے۔

ابن عباس کا بیان ہے کہ میں نے کہا —— اے امیر المومنین! آپ نے خیر و عافیت کے بجائے مصیبت میں اور فراخی کے بعد تنگ دستی میں ڈال دیا ہے۔ خدا کی قسم میری یہ رائے ہے کہ تم اپنی علو منزلت اور سبقت فی الاسلام ... کرتے ہو۔ —— خدا کی قسم میں یہ پسند کرتا ہوں کہ آپ وہ کام نہ کرتے جو آپ نے کیا۔ حالانکہ آپ سے پہلے دو خلفاء نے بھی اس کام کو نہیں کیا۔ اس کا مطلب یہی ہے کہ اس کام کو چھوڑنا بہتر تھا۔ میرے خیال میں ان دونوں نے جس کام کو نہیں کیا تھا۔ آپ کو بھی نہیں کرنا چاہیئے تھا۔

جب ابن عباس چلے گئے تو عثمان نے معاویہ سے کہا: ——

"تم نے دیکھا کہ ابن عباس نے میرے بارے میں کس تلخی سے بات کی ... اور ان کے دل میرے بارے میں صاف نہیں ہیں۔"

معاویہ نے کہا —— میری درخواست ہے کہ آپ مجھے اجازت دیں تاکہ میں ان سب کی گردنیں اڑا دوں۔

عثمان —— کن لوگوں کو قتل کرنا چاہتے ہو؟

معاویہ —— حضرت علی علیہ السلام، طلحہ اور زبیر کو۔

عثمان —— سبحان اللہ تم اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بغیر کسی جرم و خطا کے قتل کرنا چاہتے ہو!

معاویہ —— آپ نے اگر انہیں قتل نہ کیا تو پھر عنقریب یہ تمہیں قتل کر دیں گے۔

عثمان —— میں امت رسول کا پہلا شخص نہیں بننا چاہتا جس نے کسی کا بلاوجہ خون بہایا ہو۔

معاویہ —— اگر یہ منظور نہیں تو پھر میری تین باتوں میں سے ایک منظور کر لو۔

عثمان —— بتاؤ۔

معاویہ —— میں چار ہزار شامی فوج کو مدینے مقرر کر دیتا ہوں۔ تاکہ وہ تمہاری حفاظت کریں۔

عثمان —— میں ان کی خوراک کا بندوبست کہاں سے کروں گا؟

معاویہ —— بیت المال سے

عثمان —— چار ہزار فوج صرف میری حفاظت کے لئے موجود ہے ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا۔

معاویہ —— پھر دوسری بات پر عمل کرو

عثمان ـــــ وہ کیا ہے؟

معاویہ ـــــ ان اشخاص کو یہاں نہ رہنے دو۔ انہیں جلاوطن کر دو اور انہیں کسی ایک شہر میں نہ رہنے دو۔ یہ ہمیشہ گھوڑوں پر سوار رہیں اور انہیں ہانکتے رہیں۔ حتیٰ کہ یہ نمازیں بھی گھوڑوں کی پشت پر ادا کریں۔

عثمان ـــــ سبحان اللہ! یہ شیخ ہیں مہاجرین اور صحابہ کبار کو میں ان کے اہل و عیال سے جلاوطن کر دوں یہ تو مجھ سے نہیں ہو سکتا۔

معاویہ ـــــ تیسری بات یہ ہے کہ اگر آپ قتل کر دیئے جائیں تو آپ اپنے خون کا وارث مجھے قرار دیں۔ تاکہ میں آپ کا خون بہا لے سکوں۔

عثمان ـــــ ہاں! یہ شرط منظور ہے۔ میرے خون کو رائیگاں نہ جانے دینا۔

پھر عثمان منبر پر تشریف لے گئے۔ اور حمد و ثنا کے بعد کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ باطل میں پڑنے سے ڈرو۔ باطل اللہ تعالیٰ سے دور کرتا ہے۔ جو شخص باطل کرے اسے توبہ کرنی چاہیئے۔ جو غلطی کرے اسے توبہ کرنی چاہیئے۔ میں سب سے پہلے توبہ کرتا ہوں۔

خدا کی قسم اگر حق کی خاطر مجھے غلام بنا دیا جائے تو میں غلامی پسند کروں گا۔ میں اس غلام کی مانند بننا چاہتا ہوں کہ جب وہ کسی کی ملکیت ہوتا ہے۔ تو صبر کرتا ہے۔ اور جب آزاد ہوتا ہے تو شکر ادا کرتا ہے۔

پھر منبر سے اتر کر اپنی بیوی نائلہ بنت فرافصہ کے پاس مروان بن حکم کی معیت میں چلے گئے۔ مروان نے کہا ـــــ

اے امیر المومنین! میں بولوں یا خاموش رہوں۔

نائلہ نے کہا ـــــ خاموش رہو۔ خدا کی قسم اگر تم نے کوئی مشورہ دیا تو امیر المومنین کو مصیبتوں میں پھنسا دو گے۔

عثمان نے نائلہ سے ناراض ہو کر کہا کہ تم خاموش رہو اور مروان سے کہا تم جو کچھ کہنا چاہتے ہو کہو۔

مروان نے کہا کہ ـــــ اگر آپ میری رائے پر عمل کرتے تو اس وقت عزت اور حفاظت سے ہوتے اور میں تمہارا ساتھ دیتا۔ آپ نے تو وہ باتیں کہی ہیں جو مناسب نہیں تھیں۔ اب تو پانی سر سے گزر گیا ہے۔ توبہ کو ترک کر دو اور غلطی کا اعتراف نہ کرو۔

۱؎ معاویہ اور مروان نے مسلمانوں میں اختلاف کا بیج بویا ہے۔

لوگ عثمان کے خلاف ہو گئے

اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک تحریر لکھی جس میں ان تمام باتوں کا ذکر کیا۔ جن میں عثمان نے سنت رسولؐ اور شیخین کی مخالفت کی تھی اور اس بات کا بھی ذکر کیا کہ عثمان نے افریقہ کا خمس مروان کو بخش دیا ہے۔ جس میں کہ اللہ تعالیٰ اس کے رسولؐ اور قرابتداروں یتیموں اور مسکینوں کا حق ہے۔

عثمان کے اونچے محلات کا ذکر کیا۔ جن میں سے صرف ایک میں ہی رہتے تھے۔ نائلہ بنت فرافصہ کے گھروں کا ذکر بھی کیا۔ اس کے علاوہ جو آپ نے اپنے اہل و عیال اور اپنی لڑکیوں کے لیے جو گھر تعمیر کیے تھے ان کا ذکر بھی کیا۔

مروان نے خمس کے مال سے ذی خشب میں محلات بنائے۔ حالانکہ یہ مال اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ کا تھا۔ عثمان نے اپنے اہل و عیال میں عہدے تقسیم کیے۔ بنی امیہ کے نوجوان لونڈوں کو بڑے بڑے منصب عطا کیے حالانکہ انہیں صحبت رسولؐ کا شرف حاصل نہیں تھا اور نہ انہیں امور سلطنت میں کوئی تجربہ حاصل تھا۔

ولید بن عقبہ کو کوفہ کا گورنر مقرر کیا۔ جس نے وہاں کے لوگوں کو نشہ کی حالت میں صبح کی نماز کی چار رکعتیں پڑھا دیں۔ پھر ان سے کہا کہ اگر تم چاہو۔ تو ایک رکعت اور پڑھا دوں۔

عثمان نے ٹال مٹول سے کام لیا اور اس پر کوئی حد جاری نہ کی۔ مہاجرین و انصار کو کوئی عہدہ نہ دیا۔ نہ ان سے کوئی مشورہ لیا۔ اپنی رائے پر چلتے رہے۔ اور اصحاب رسولؐ کے مشوروں اور رائے کو بالکل نظرانداز کرتے تھے۔ مدینے کے آس پاس چراگاہیں اور جاگیریں ان لوگوں کو عطا کریں۔ جو نہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابی تھے۔ نہ غزوات میں شامل ہوتے اور نہ ہی دفاعی سرگرمیوں میں حصہ لیتے تھے۔

عثمان نے بید سے سزا دینے کا سلسلہ ترک کر کے کوڑوں سے سزا دینے کا سلسلہ شروع کیا۔ آپ پہلے شخص ہیں۔ جنہوں نے لوگوں کی پشت پر کوڑے لگائے۔ پہلے دونوں خلفاء نے بید اور درے کی سزا دی تھی۔

ان تمام شکایات کو تحریر کرنے کے بعد لوگوں نے فیصلہ کیا کہ شکایات کا یہ کاغذ عثمان کے ہاتھ میں پہنچا دیا جائے۔ خط دینے کے لئے دس آدمی تیار ہوئے۔ جن میں عمار یاسر اور مقداد بن اسود بھی موجود تھے۔

خط عمار کے پاس تھا۔ باقی افراد آہستہ آہستہ الگ ہو گئے۔ عمار اکیلے رہ گئے۔ آپ نے عثمان کے دروازے پر جا کر اندر جانے کی اجازت طلب کی۔

اجازت مل گئی ـــــ وہ سردی کا روز تھا۔ عمار عثمان کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ کے پاس مروان بن حکم بھی موجود تھا۔ اس کے علاوہ بنو امیہ کے چند افراد بھی موجود تھے۔ جو کہ آپ کے رشتہ دار تھے۔

عمار نے عثمان کی خدمت میں وہ خط پیش کیا۔ آپ نے پڑھ کر کہا ـــــ خط آپ نے تحریر کیا ہے؟

عمار نے کہا ـــــ ہاں میں نے تحریر کیا ہے۔

عثمان نے پوچھا ـــــ تمہارے ساتھ اور کون لوگ تھے؟

کہا چند لوگ تھے۔ جو آپ کے خوف سے کھسک گئے۔

عثمان نے پوچھا ـــــ وہ کون تھے؟

عمار نے کہا ـــــ میں ان کے نام نہیں بتاؤں گا۔

عثمان نے پوچھا ـــــ آپ کو میرے پاس آنے کی جرأت کیسے ہوئی؟

مروان نے کہا ـــــ اے امیرالمومنین اس سیاہ غلام عمار نے آپ کے خلاف لوگوں کو آمادہ کیا ہے۔ اگر آپ نے ان کو قتل کر دیا تو آپ نے ان تمام سازشیوں سے بدلہ لے لیا۔ جن کا اس سازش میں ہاتھ ہے۔

عثمان نے حکم دیا کہ ـــــ عمار کو پیٹو۔

لوگوں نے اور عثمان نے آپ کو پیٹا اتنا مارا کہ آپ کا پیٹ پھٹ گیا۔ ملد کی تاب نہ لا کر آپ بے ہوش ہو گئے۔ گھسیٹ کر آپ کو خلیفہ کے دروازے پر پھینک دیا گیا۔ رسول کی بیوی ام سلمہ سلام اللہ علیہا کے حکم سے آپ کو ان کے گھر پہنچا دیا گیا۔

عمار چونکہ بنی مغیرہ کے حلیف تھے۔ اس لئے وہ عثمان سے ناراض ہو گئے۔ جب ظہر کی نماز کے لئے باہر آئے تو ہشام بن ولید بن مغیرہ نے کہا ـــــ

"خدا کی قسم اگر عمار اس مار پیٹ کی وجہ سے وفات پا گئے تو میں ضرور بالضرور ان کے بدلے میں ایک بڑے آدمی کو قتل کر دوں گا"

عثمان نے کہا ـــــ میں مارنے والے آدمیوں میں سے نہیں تھا۔

عثمان مسجد میں آئے تو وہاں حضرت علی علیہ السلام موجود تھے۔ اور آپ نے سخت درد کی وجہ سے پٹی باندھ رکھی تھی۔ عثمان نے آپ سے کہا ـــــ

"اے ابوالحسن! یہ تو میں بھی جانتا ہوں کہ میں آپ کی زندگی چاہتا ہوں۔ یا آپ کی موت کا خواہش مند ہوں۔ خدا کی قسم اگر آپ رحلت فرما گئے۔ تو میں یہ نہیں چاہوں گا کہ میں زندہ رہوں اور خلافت کو کسی اور کے لئے چھوڑ جاؤں۔ کیونکہ مجھے آپ جیسا اپنا جانشین نہیں ملے گا۔ اور اگر آپ زندہ رہ گئے تو میں اس

سرکش کو ضرور ختم کروں گا۔ جس نے آپ کو بہلا بنا رکھا ہے اور آپ کو اپنی جائے پناہ بنا رکھا ہے۔ کیونکہ آپ کے اور اس شخص (مروان) کے تعلقات بہت گہرے ہیں اس لئے میں اس پر ہاتھ نہیں ڈال سکتا میری قدر آپ کے نزدیک ایسی ہے جیسی عاق شدہ فرزند کی باپ کے نزدیک اگر وہ مر جاتا ہے تو باپ رنجیدہ ہوتا ہے اور اگر وہ زندہ رہتا ہے تو اسے عاق رکھتا ہے۔ اگر اس نے صلح کی تو ہم صلح کریں گے اور اگر اس نے جنگ کی تو ہم جنگ کریں گے۔

آپ مجھے آسمان اور زمین کے درمیان معلق نہ رکھیں گے۔ اگر آپ نے مجھے قتل کر دیا تو آپ میرے جانشین نہیں ہو سکیں گے۔ اگر میں نے آپ کو قتل کر دیا تو میں کسی کو خلیفہ مقرر نہ کر سکوں گا۔ اس امت کا کام کسی فتنہ میں مبتلا نہیں ہوگا۔

حضرت علی علیہ السلام نے عثمان سے فرمایا کہ ——————

تمہاری بات کا جواب میرے پاس موجود ہے۔ لیکن میرے سر میں درد ہے اس لئے جواب دینے سے درگزر کرتا ہوں اور عبد صالح کے قول پر اکتفا کرتا ہوں :۔ فصبر جمیل واللہ المستعان علی ما تصفون۔

مروان نے کہا —————— خدا کی قسم ہم اپنے نیزوں کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیں گے اور تلواریں توڑ دیں گے۔ تاکہ خلافت جو ہیروں کی سیج ہے۔ اس شخص کے لئے بھی نہ ہو۔ جو ہمارے بعد اس پر قابض ہو۔

عثمان نے مروان سے کہا —————— چپ رہو تم حضرت علی سے جھگڑا کرنے والے کون ہو؟"

عمار یاسر نے عثمان سے کہا —————— آپ نے لوگوں کو مصیبت میں ڈال رکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے توبہ کرو۔

عثمان نے کہا —————— اے میرے مالک! میں سب سے پہلے توبہ کرتا ہوں

ایک انصاری نے عثمان سے کہا کہ —————— مدینہ میں یہ لوگ کس مرض کی دوا ہیں جو عطیات تو وصول کرتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد بالکل نہیں کرتے۔ اس مال میں سے تو صرف وہی شخص حصہ لے سکتا ہے۔ جس نے جہاد کیا ہو اور مال غنیمت لایا ہو۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بزرگ اصحاب کا حق ہے۔

عثمان نے کہا —————— میں اللہ تعالیٰ سے توبہ کرتا ہوں۔ مدینے کے رہنے والو، جس شخص کا کوئی حق ہے وہ لے لے۔ مال والا اپنا مال اور کھیتی والا اپنی کھیتی لے لے۔ خدا کی قسم یہ مال صرف اسی شخص کو ملے گا جس نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کیا ہو۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

سکے جو لگ احتساب کرو ان گا :

انصاری نے کہا ——— آپ نے ولید بن عقبہ شرابی پر حد کیوں نہیں جاری کی!

عثمان نے حضرت علی علیہ السلام سے کہا کہ ——— آپ اپنے ابن عم پر حد جاری کریں۔

حضرت علی علیہ السلام نے امام حسن علیہ السلام سے فرمایا کہ ——— اٹھو اور اس پر حد قائم کرو۔

امام حسن علیہ السلام نے عرض کی کہ ——— آپ اس پر حد کیوں اہتمام کرتے ہیں۔ یہ کام کوئی اور کرے۔

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا کہ ——— ایسا نہیں ہوگا۔ معلوم ہوتا ہے کہ تم عاجز اور بزدل ہو۔ پھر آپ نے عبداللہ بن جعفر سے کہا کہ اس پر حد قائم کرو۔ عبداللہ بن جعفر اسے مارتے تھے اور حضرت علی علیہ السلام گنتے جاتے تھے جب چالیس کوڑے لگ گئے تو آپ نے رک گئے اور فرمایا کہ ———

" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور ابوبکر نے شرابی پر چالیس کوڑے لگائے تھے۔ جب کہ عمر نے دو گنا کر کے اسی کوڑوں کی سزا دی۔ ہر ایک سزا سنت قرار پائی :

عثمان کے گھر کا محاصرہ

——— لوگ عثمان سے بہت زیادہ غضبناک ہو گئے۔ حضرت علی علیہ السلام نے عثمان سے فرمایا کہ تم علیحدگی میں مدینہ سے باہر کسی وادی میں چلے جاؤ۔ عثمان اس بات کو مان گئے۔ حضرت علی علیہ السلام جب مدینہ سے باہر تشریف لے گئے تو لوگ اور بھی زیادہ عثمان کے خلاف ہو گئے۔ طلحہ اور زبیر حضرت علی علیہ السلام کی عدم موجودگی سے فائدہ اٹھانا چاہتے تھے۔ اور لوگوں کو اپنے حلقہ اثر میں لانا چاہتے تھے۔ عثمان نے حضرت علی علیہ السلام کو خط لکھا کہ ———

" پانی سر سے گزر چکا ہے۔ معاملہ انتہا کو پہنچ چکا ہے۔ لوگ میرے بارے میں بہت مشتعل ہو گئے ہیں میرے قتل کے سوا کسی بات پر راضی نہیں ہوتے۔ جو شخص قتل کرنا چاہتا ہے وہ خود اپنا بچاؤ نہیں کر سکتا۔ کیا عجب ہے کہ شیر کو چباتا لومڑی کے پھاڑنے سے زیادہ بہتر ہے۔ میرے پاس جلدی تشریف لائیے :

حویطب بن عبدالعزیٰ کا بیان ہے کہ ——— عثمان کے گھر کا محاصرہ سخت ہو گیا تو

مجھے عثمان نے بھیجا اور کہا کہ حضرت علی علیہ السلام، طلحہ اور زبیر کے پاس جاؤ اور کہو کہ یہ عالم آپ کی وجہ سے بپا ہے۔ جو آپ اسے جلدی ختم نہ کرائے گزند۔

میں حضرت علی علیہ السلام کے پاس گیا۔ آپ کے دروازے پر لوگوں کا ہجوم غفیر تھا۔ آپ کا دروازہ بند تھا۔ مجھے آپ کے پاس کوئی نہیں پہنچ سکتا تھا۔ وہاں سے لوٹ کر میں زبیر کے گھر گیا۔ آپ گھر میں موجود تھے۔ دروازہ پر کوئی بھی نہ تھا۔ جس غرض کے لئے عثمان نے مجھے بھیجا تھا۔ میں نے وہ بات آپ کی خدمت میں کہہ دی۔

کہا اللہ تعالیٰ نے امیر المومنین کے بارے میں فیصلہ کیا ہے۔ کہا کیا تم حضرت علی علیہ السلام کے پاس ہو آئے؟

میں نے کہا۔ — ہاں گیا تھا۔ لیکن آپ تک میری رسائی نہ ہو سکی۔ وہاں سے میں طلحہ بن عبیداللہ کے پاس گئے۔ جو کچھ عثمان نے کہا تھا ہم نے ان سے کہہ دیا۔

کہا — اللہ تعالیٰ نے امیر المومنین کے بارے میں فیصلہ کیا ہے۔ کیا تم لوگ علی علیہ السلام کے پاس گئے تھے۔ ہمیں ان کے بارے میں کچھ اشتباہ ہے۔

علقمہ نے اشتر کو بتایا کہ ان سے وہ بات کہہ دو جو عثمان نے کہی ہے۔ میں نے کہہ دیا۔ علی کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔

اشتر نے کہا — تم لوگوں نے ہمیں بلایا تھا۔ اور تمہارا قاصد ہمارے پاس تمہارا خط لے کر آیا تھا۔ وہ اس وقت میرے پاس موجود ہے۔ اشتر نے خط نکالا۔ جس میں یہ عبارت تحریر تھی۔ —

مہاجرین اولین اور بقیہ شوریٰ کا خط مصر میں موجود صحابہ اور تابعین کے نام!

اما بعد — خلافت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چھن جانے سے قبل اس کا بندوبست کرو۔ کتاب خدا تبدیل کر دی گئی ہے۔ دونوں خلفاء کے احکام بدل دیئے گئے ہیں۔ ہم لوگ اللہ تعالیٰ کی قسم دیکر اصحاب رسول اور بقیہ شوریٰ سے کہتے ہیں کہ جو ہمارا خط پڑھے جلد ہمارے پاس آئے۔ اور حق کو ٹھیک ہمیں دیدے اگر اللہ تعالیٰ اور یوم قیامت پر ایمان ہے تو ہمارے پاس آجاؤ اور حق کو منہاج واضح پر قائم کرو۔ جس حالت پر تم نے نبی اور خلفاء کو چھوڑا ہے۔ ہمارے اوپر حق پر لوگ غالب آگئے۔ مال غنیمت پر قابض ہوگئے۔ ہمارے اور ہمارے لشکر کے بیچ میں حائل ہوگئے۔ ہمارے نبی کے بعد خلافت نبی کی تمام رحمتیں تھیں۔ جو باعث برکت تھی۔ لیکن اس پر ظالم بادشاہ قابض ہوگئے ہیں۔ جو چیز پاتے ہیں۔ ہڑپ کر جاتے ہیں۔

کیا یہ تمہارا خط نہیں؟ — علقمہ رو پڑا۔ اشتر نے کہا۔ —

"جب ہم یہاں آ گئے تو شر سے جاسنتے ہو۔ جب تک ہم عثمان کو قتل نہیں کریں گے۔ اس وقت تک محاصرہ ترک نہیں کریں گے۔ یہ لشکر واپس لوٹ گئے۔

پھر عثمان نے مکہ والوں کو خط لکھا اور ان سے مدد طلب کی۔ خط نافع بن ظریف حج کے موقع پر مکہ لے کر گیا۔ نافع عرفہ کے دن مکہ پہنچا۔ ابن عباس اس وقت لوگوں کو خطبہ دے رہے تھے۔ آپ کو عثمان نے بھیجا تھا۔ نافع نے ان پر خط کو پڑھا۔ جس میں یہ تحریر تھا۔

"اللہ کے بندے عثمان کا خط ان مسلمانوں کے نام جو حج کے موقع پر مکہ میں موجود ہیں میں یہ خط اس وقت لکھ رہا ہوں جب کہ اپنے گھر میں قید کیا جا چکا ہوں۔ گھر کے کنویں سے پانی پیتا ہوں قوت لایموت پر گزارا کرتا ہوں۔ مجھے خوف ہے کہ خوراک ختم نہ ہو جائے اور میں بھوک سے مع متعلقین کے نہ مر جاؤں۔ میری توبہ قبول نہیں ہوتی اور میرا کوئی عذر قبول نہیں ہوتا۔ میں اللہ تعالیٰ کا واسطہ دے کر مسلمانوں سے اپیل کرتا ہوں کہ میرا خط پہنچتے ہی میرے پاس آ جائیں، میرے ساتھ انصاف کریں، مجھے ظلم اور باطل سے بچائیں۔"

اس کے بعد ابن عباس نے خطبہ پورا کیا۔ عثمان کے بارے میں کچھ نہ کہا۔ شام والوں کی طرف عثمان نے عام طور پر، معاویہ اور اہل دمشق کی طرف خاص طور پر خط لکھا۔ ——

"امابعد! —— میں ایک ایسی قبر میں محصور ہوں۔ جس میں عمر مرد از سے رہتا ہوں۔ انہوں نے جلدی میرے بارے میں فیصلہ کر لیا ہے۔ وہ یا تو مجھے بھاگنے میں بیا اونٹ کے پالان پر سوار کر دیں۔ یا وہ چادر اتار کر انہیں دیدوں جو اللہ تعالیٰ نے مجھے پہنائی ہے۔ یا قید کی حالت میں قتل کر دیا جاؤں، جو شخص حکومت کرتا ہے فیصلہ کبھی ٹھیک کرتا ہے، کبھی غلط۔

فریاد ہے۔ فریاد ہے —— میرے سوا تمہارا کوئی خلیفہ نہیں ہے اے معاویہ جلدی میرے پاس آؤ تمہارا کیا تذبذب ہے میں دیکھ رہا ہوں کہ تم میری مدد کے لئے نہیں آؤ گے۔"

محمد بن ابی بکر کا مصر کا گورنر مقرر ہونا

—— مصریوں کی ایک جماعت عثمان کی خدمت میں حاضر ہوئی انہوں نے مصر کے عامل ابن ابی سرح کی زیادتیوں کی شکایت کی۔ آپ نے اس کے نام ایک تہدید آمیز خط لکھا اور اسے بے قاعدگیوں سے باز رہنے کو کہا۔ لیکن عامل مصر نے عثمان کے خط کی کوئی پرواہ نہ کی، جو لوگ اس کی شکایت خلیفہ کے پاس لائے ان میں سے بعض کو مارا اور بعض کو قتل کرا دیا۔

سات سو مصریوں کی ایک جماعت عامل مصر کی شکایت کرنے کے لئے مدینہ روانہ ہوئی۔ مدینہ پہنچ کر مسجد رسولؐ میں قیام کیا۔ نمازوں کے اوقات میں اصحاب رسولؐ سے ابن ابی سرح کی دھاندلیوں کی شکایت کرتے تھے۔

طلحہ نے عثمان پر بڑی سخت نکتہ چینی کی۔

بی بی عائشہ نے کہلا بھیجا کہ —— اصحاب رسولؐ جب تم سے ابن ابی سرح کے معزول کرنے کا مطالبہ کرتے ہیں تو تم اس کو معزول کیوں نہیں کرتے، حالانکہ اس نے ان کا ایک آدمی بھی قتل کر دیا ہے۔ فریقین کے درمیان انصاف کیجئے۔

حضرت علی علیہ السلام عثمان کے پاس آئے اور کہا کہ —— ان لوگوں کا مطالبہ ہے کہ موجودہ عامل کی بجائے دوسرا عامل مقرر کر دو۔ لوگوں سے انصاف سے کام لیجئے۔

عثمان نے کہا —— تم کسی اور آدمی کو منتخب کر لو۔ میں اس کو تمہارا عامل مقرر کر دیتا ہوں۔

انہوں نے کہا —— آپ محمد بن ابی بکر کو مقرر کر دیں۔ عثمان نے محمد بن ابی بکر کے لئے مصر کی گورنری کا پروانہ تحریر کر دیا۔

محمد پروانۂ گورنری لیکر مصر کی طرف روانہ ہو گئے۔ کچھ مہاجرین و انصار محمد بن ابی بکر کے ساتھ اس غرض سے روانہ ہوئے کہ دیکھیں ابن ابی سرح اور مصریوں کے درمیان یہ قضیہ کس طرح طے ہوتا ہے۔

محمد اور ان کے ساتھی جب مدینہ سے تین روز کا فاصلہ طے کر چکے تو انہوں نے اچانک دیکھا کہ ایک حبشی غلام اونٹ دوڑاتا ہوا اس حالت میں جا رہا ہے۔ جس سے معلوم ہوتا تھا کہ یا تو یہ شخص کسی کی تلاش میں ہے یا کوئی اور شخص اس کی تلاش میں لگا ہوا ہے۔

محمد کے ساتھیوں نے اسے پکڑ لیا اور پوچھا کہ تم کیوں گھبرائے ہوئے ہو؟ اور اونٹ کو بھی صحیح راستے پر نہیں رکھا ہوا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے گویا تم کسی کے طالب ہو یا پھر بھاگے جا رہے ہو۔

اس نے کہا —— میں امیر المومنین کا غلام ہوں اور آپ نے مجھے عامل مصر کی طرف بھیجا ہے۔

ان میں سے ایک شخص نے کہا کہ —— مصر کا عامل ہمارے پاس موجود ہے۔ —— اس نے کہا میں ان کو نہیں ملنا چاہتا۔

محمد کو اس شخص کے بارے میں شک ہو گیا۔ آپ نے ایک آدمی اس کی تلاش میں بھیجا جو اس کو ڈھونڈ کر لے آیا۔

محمد نے اس سے پوچھا کہ ——— تم کون ہو؟

کبھی وہ کہتا کہ میں مروان کا غلام ہوں اور کبھی کہتا امیرالمومنین کا غلام ہوں۔ ایک شخص نے پہچان لیا کہ یہ عثمان کا غلام ہے۔

محمد ——— تم کو عثمان نے کس کے پاس بھیجا ہے۔

غلام ——— والی مصر کے پاس۔

محمد ——— کیوں؟

غلام ——— خط پہنچانے کے لئے۔

محمد ——— تمہارے پاس خط موجود ہے؟

غلام ——— نہیں۔

محمد کے ساتھیوں نے اس کی تلاشی لی۔ لیکن خط دستیاب نہ ہو سکا۔ اس کے پاس ایک سوکھی ہوئی مشک تھی۔ جس کے اندر کوئی چیز کھڑکھڑا رہی تھی۔ انہوں نے مشک کو ہلایا تاکہ جو چیز اس کے اندر ہے وہ باہر آجائے۔ لیکن اس کوشش کے باوجود کوئی چیز نہ نکلی۔ آخرکار انہوں نے مشک کو کاٹ دیا۔ جس سے ایک خط برآمد ہوا۔ اور جس کا عنوان یہ تھا ———

من عثمان الی عبداللہ بن ابی سرح

یہ خط عثمان کی جانب سے عبداللہ بن ابی سرح کو لکھا گیا ہے۔

محمد نے مہاجرین و انصار کو جمع کیا۔ اور ان کی موجودگی میں خط کو کھولا اور اس کو پڑھا جس میں تحریر تھا ———

اذا اتاک محمد بن ابی بکر و فلان فاقتلهم وابطل کتابهم وقر علی عملک حتی یاتیک رایی۔

(جب تمہارے پاس محمد بن ابی بکر اور فلاں فلاں آدمی آئے تو ان سب کو قتل کر دینا اور جو خط لائے ہیں انہیں کو منسوخ کر دینا اور جب تک میرا دوسرا حکم نہ آجائے اپنے کام کو جاری رکھو)

جب ان لوگوں نے خط کو پڑھا تو ان کے حواس باختہ ہو گئے اور وہ کانپ اٹھے۔ محمد بن ابی بکر نے خط پر پھر ان لوگوں کی مہریں لگا کر بند کر دیا۔ ان میں سے ایک شخص کے سپرد کیا۔ مدینہ کی طرف واپس روانہ ہو گئے۔

ان حضرات نے طلحہ، زبیر، حضرت علی علیہ السلام، سعد اور دیگر اصحاب رسولؐ کو جمع کیا خط کی مہریں ان کے سامنے توڑیں اور خط کے مضمون سے انہیں آگاہ کیا۔ غلام کا قصہ بھی سنایا۔

اس واقعہ سے مدینہ والے عثمان سے سخت ناراض ہو گئے۔ اصحاب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے اپنے گھروں میں چلے گئے۔ لوگوں نے عثمان کے

گھر کا محاصرہ اور گھراؤ کر لیا۔ آپ پر پانی بند کر دیا۔ اور آپ کے ساتھ جو لوگ تھے ان کا باہر نکلنا بند کر دیا۔

مصریوں اور کوفیوں کا عثمان کے گھر کا محاصرہ کرنا

مصری حضرت علی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا: ——

"دشمن خدا کو نہیں دیکھتے۔ اس نے ہمارے بارے میں کیا لکھا ہے۔ ہمارے ساتھ عثمان کے پاس چلئے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کا خون بہانا حلال کر دیا ہے"

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا —— میں تمہارے ساتھ ہرگز نہیں جاؤں گا۔

انہوں نے کہا پھر آپ نے ہمارے پاس خط کیوں لکھا؟

آپ نے فرمایا —— خدا کی قسم میں نے ہرگز ہرگز تمہارے پاس خط نہیں لکھا۔

یہ سن کر وہ ایک دوسرے کی طرف دیکھنے لگے۔

اشتر نخعی کوفہ سے ایک ہزار اور ابن ابی حذیفہ مصر سے چار سو آدمی لیکر مدینہ پہنچ گئے کوفی اور مصری رات دن عثمان کے دروازے پر ڈیرہ ڈال کر بیٹھ گئے۔

طلحہ ان کو عثمان کے خلاف برانگیختہ کرتا تھا۔ طلحہ نے کہا: ——

تمہارے محاصرہ کا عثمان پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ کیوں کہ آپ کو خورد و نوش باہر سے پہنچ رہا ہے۔ یہ سن کر انہوں نے عثمان کا پانی بند کر دیا۔

عثمان کا مکان کی چھت پر کھڑے ہو کر طلحہ اور اہل کوفہ وغیرہ سے خطاب کرنا

پانی کی بندش کو دیکھ کر عثمان اپنے مکان کی چھت پر تشریف لے گئے۔ طلحہ کو آواز دی طلحہ آگئے۔ آپ نے اس سے کہا: ——

"تمہیں اس بات کا اچھی طرح علم ہے کہ رومہ کا کنواں فلاں یہودی کی ملکیت تھا۔ مسلمان اس سے پانی کا ایک قطرہ تک نہ لے سکتے تھے۔ میں نے اس کو چالیس ہزار روپے میں خرید لیا۔ میں اس میں عام مسلمانوں کے برابر پانی کا شریک تھا اپنے لئے کوئی زیادہ حصہ مقرر نہیں کیا تھا۔"

پوچھنے پر کر طلحہ نے اس کا اعتراف کیا۔

عثمان ——— میرا پانی کیوں بند کر دیا گیا؟ صرف میرے لئے کیوں حکم ہے!

طلحہ ——— لانک بدلت وغیرت کیونکہ تم نے دین محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بدل دیا ہے اور تبدیل کر دیا ہے۔

عثمان ——— اے طلحہ! تمہیں اس بات کا علم ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا کہ جو شخص اس کنویں کو خرید کر مسجد میں شامل کر دے گا۔ اس کے لئے جنت واجب ہے۔ میں نے وہ کنواں بیس ہزار میں خرید کر مسجد میں شامل کر دیا تھا۔!

طلحہ ——— ہاں یہ درست ہے۔

عثمان ——— تو کیا تم جانتے ہو کہ اس میں میرے سوا کسی اور کے لئے ممانعت پیش بندی ہے؟

طلحہ ——— نہیں۔

عثمان ——— یہ کیوں؟

طلحہ ——— لانک غیرت وبدلت آپ نے دین میں تغیر و تبدیلی پیدا کی ہے۔

پھر عثمان نیچے چلے گئے۔ حضرت علی علیہ السلام سے کہلا بھیجا کہ مجھ پر پانی بند کر دیا گیا ہے اور پانی طلب کیا۔

حضرت علی علیہ السلام نے پانی سے بھری ہوئی مشکیں بھیجیں طلحہ نے پانی کو راستہ میں روک دیا اس بارے میں حضرت علی علیہ السلام اور طلحہ میں سخت کلامی ہوئی۔

اسی دوران میں کسی نے کہا ———

"معاویہ نے عثمان کی مدد کے لئے یزید بن اسید کی کمان میں شام کا چار ہزار کا لشکر بھیجا ہے۔ عثمان کے ساتھ جو کچھ کرنا ہے کر لو۔ ورنہ اپنے گھروں میں چلے جاؤ"

عثمان کے گھر میں ایک سو آدمی موجود تھے جو آپ کی مدد کر رہے تھے ان میں عبداللہ بن زبیر، مروان بن حکم، حضرت حسن بن علی علیہ السلام، عبداللہ بن سلام اور ابوہریرہ شامل تھے۔

انہوں نے لشکر شام کی آمد کی خبر سن کر عثمان کے دروازے پر آگ جلا دی۔ جب گھر والوں نے آگ کو جلتے دیکھا تو لڑائی کے لئے آمادہ ہو گئے۔ عثمان نے اس بات کو ناپسند کیا اور کہا ———

"میں یہ نہیں چاہتا کہ لوگ میری وجہ سے آگ میں جل جائیں۔ گھر میں جو لوگ موجود تھے۔ سب کہا کہ میں اپنی بیعت تم پر سے اٹھاتا ہوں۔ میں یہ نہیں چاہتا کہ میری

دھوے کوئی قتل ہو جائے ؟

عثمان کے گھر میں جو لوگ تھے ان میں عبداللہ بن عمر بھی موجود تھا۔ اس نے کہا۔ اے امیرالمومنین! اگر یہ لوگ آپ پر غالب آجائیں تو میں کس کا ساتھ دوں؟

عثمان ——— جماعت کا ساتھ دینا۔

عبداللہ بن عمر ——— اگر جماعت آپ پر قابو پالے تو۔

عثمان ——— تب بھی جماعت کا ساتھ دینا

حضرت امام حسن علیہ السلام آئے اور کہا ——— میرے بارے میں کیا حکم ہے میں آپ کے حکم کی ہر طرح تعمیل کروں گا۔

کہا ——— میرے بھائی کے فرزند اس وقت تک گھر میں تشریف رکھیے۔ جب تک اللہ تعالیٰ میرے بارے میں فیصلہ نہیں کرتا۔

پھر ابوہریرہ تلوار لگائے ہوئے عثمان کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا ——— "اے امیرالمومنین! انہوں نے ہمارے ایک آدمی کو قتل کر دیا ہے اور ہمارے دروازے پر آگ لگا دی ہے۔ لہٰذا ان کیا تھ لڑنا جائز ہے۔

عثمان نے کہا ——— اے ابوہریرہ! میں تجھے قسم دیکر کہتا ہوں کہ تلوار پھینک دو۔

ابوہریرہ کا بیان ہے کہ میں نے تلوار پھینک دی۔ پھر مجھے پتہ نہیں کہ اس کو کون اٹھا کرلے گیا۔

مغیرہ بن شعبہ حاضر ہوئے اور کہا۔ ———

ان لوگوں نے آپ کے خلاف محاذ قائم کر رکھا ہے۔ اگر مناسب خیال کریں تو مکہ چلے جائیں۔ اگر شام جانا چاہتے ہیں تو میں دیوار سے نیا در نکالے دیتا ہوں شام میں آپ کے معاویہ کے علاوہ مددگار موجود ہیں۔ اگر یہ نامنظور ہے تو بسم اللہ آپ خروج کریں۔ ہم آپ کا ساتھ دیں گے۔ دیکھا جائے گا۔ فیصلہ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ ہے۔

عثمان نے کہا ——— میں مکہ کبھی نہیں جاؤں گا۔ کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ مکہ میں ایک قریشی دفن ہوگا۔ جس پر اس قسمت کے انسانوں اور جنات کے نصف کے برابر عذاب ہوگا۔ انشاءاللہ میں وہ آدمی نہیں بننا چاہتا۔ جہاں تک شام جانے کا تعلق ہے میں اس لئے نہیں جاؤنگا کہ مدینہ میری ہجرت کا گھر ہے۔ اور جوارِ قبرِ رسولؐ کا شرف حاصل ہے۔ میں دارِ ہجرت کو چھوڑ کر شام نہیں جاؤں گا۔ اور ان لوگوں سے اس لئے نہیں لڑوں گا کہ میں امتِ رسولؐ میں خون بہانے والا پہلا شخص نہیں بننا چاہتا۔ آج رات میں نے خواب میں

[illegible] اور مہر کر دیکھا ہے۔ انہوں نے کہا [illegible] وقت [illegible] پاس [illegible]
میں [illegible] جو شخص [illegible] پہنچ سکتا ہے اس کا [illegible]
گھر سے [illegible] چاہیے؛
انہوں نے کہا ہمیں ڈر ہے کہ کہیں [illegible] آپ کو [illegible]۔ ہمیں اجازت دیجئے کہ ہم
آپ کے گھر کے کسی [illegible] میں بیٹھ جائیں۔
حضرت علی علیہ السلام کو جب ان حالات کا علم ہوا تو آپ نے طلحہ، زبیر، سعد، عمار اور
اصحاب رسول میں سے کچھ لوگ جو سب کے سب بدری تھے، بلائے۔ آپ ان لوگوں کو ساتھ لے کر عثمان کے
پاس گئے۔ عثمان کا خط، غلام اور اونٹ بھی ان کے ساتھ تھا۔

علی علیہ السلام —— عثمان یہ غلام اور اونٹ آپ کا ہے؟

عثمان —— ہاں میرا ہے۔

علی علیہ السلام —— یہ خط آپ نے لکھا ہے؟

عثمان —— میں نے نہیں لکھا۔ خدا کی قسم میں نے نہیں لکھا۔ نہ میں نے
حکم دیا ہے اور نہ مجھے اس کا علم ہے۔

علی علیہ السلام —— خط پر مہر آپ کی لگی ہوئی ہے؟

عثمان —— ہاں مہر میری لگی ہوئی ہے۔

علی علیہ السلام —— فکیف یخرج غلامک ببعیرک وکتاب علیہ
خاتمک لا تعلم بہ؟

یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ تمہارا غلام تمہارے اونٹ پر [illegible] اس کے پاس جو
خط ہے اس پر مہر بھی تمہاری لگی ہوئی ہو۔ اور تمہیں اس بات کا
علم نہ ہو؟

عثمان —— فحلف باللہ ما کتبت ھذا الکتاب ولا
وجھت ھذا امر۔

(خدا کی قسم میں نے یہ خط نہیں لکھا۔ نہ کسی کو بھیجا اور نہ ہی حکم دیا ہے)
لوگوں کی عثمان کے بیان سے تسلی نہ ہوئی۔ انہوں نے یقین [illegible] آپ [illegible] قسم کھا رہے
ہیں۔ ان میں سے ایک شخص نے کہا ——
عثمان اس وقت تک بری الذمہ نہیں ہو سکتے۔ جب تک کہ مروان کو ہمارے
حوالے نہیں کر دیتے۔ اگر مروان کو ہمارے حوالے کر دیں تو پھر ہم دیکھیں گے کہ اصحاب رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھ کاٹنے کا اور [illegible] ان کو قتل کرنے کا حکم کس [illegible]
ہیں۔ اگر عثمان نے خط لکھا ہے تو اس کو خلافت سے الگ کر دیں گے۔ اگر مروان

نے لکھا ہے تو اس سے پٹ لیں گے۔ اگر عثمان نے خط نہیں لکھا تو اس کو چاہیے کہ مروان کو ہمارے حوالے کر دے۔

عثمان نے مروان کو ان کے حوالے کرنے سے انکار کر دیا۔ ان کو اس بات کا خوف تھا کہ یہ لوگ مروان کو قتل کرنا چاہتے ہیں۔

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا ——— کہ ہمارا مطالبہ صرف یہی ہے کہ عثمان مروان کو ہمارے حوالے کر دیں ہم عثمان کو قتل کرنا نہیں چاہتے۔ آپ نے اپنے فرزند امام حسن علیہ السلام اور امام حسین علیہ السلام سے فرمایا کہ اپنی تلواریں لیکر عثمان کے دروازے پر جاؤ اور اس کی نگرانی کرو، کسی کو ان کے پاس نہ جانے دینا۔ طلحہ اور زبیر نے بھی مجبوری اپنے فرزندوں کو ان کی حفاظت کے لئے بھیجا۔ تاکہ وہ عثمان کے پاس کسی کو نہ جانے دیں۔ انہوں نے عثمان سے التماس کی کہ وہ مروان کو ان کے حوالے کر دیں۔ عثمان مکان کی چھت پر چڑھے اور لوگوں سے کہا ———

"اے گروہ مسلمین! میں تمہیں اللہ تعالیٰ کا واسطہ دیکر کہتا ہوں کہ کیا تم اس بات کو نہیں جانتے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فلاں شخص کے گھر کا مطالبہ کیا تھا تاکہ اس کو مسجد میں شامل کر دیں اور مسجد مسلمانوں کے لئے وسیع ہو جائے۔ میں نے اپنے خاص مال سے اس گھر کو خرید کر مسجد میں شامل کر دیا تھا۔ آج تم اس مسجد میں مجھے نماز نہیں پڑھنے دیتے۔

اے مسلمانو! میں تمہیں اللہ تعالیٰ کا واسطہ دیکر پوچھتا ہوں۔ کیا تم اس بات کو نہیں جانتے کہ رومہ کنویں کے پانی کی ایک مشک ایک درہم میں فروخت ہوتی تھی میں نے اس کو اپنے حلال مال سے خرید کر رفاہِ عامہ کے لئے وقف کر دیا تھا۔ میں بھی اس سے اسی قدر پانی لیتا تھا۔ جس قدر اور مسلمان لیتے تھے۔ آج تم مجھے اس کا پانی نہیں پینے دیتے حالانکہ اس کو خریدنے والا میں ہوں۔

کیا میں اب سمندر کے پانی سے افطار کروں گا۔ تم نے میری غلطیوں کو پکڑا ہے اس بارے میں اللہ تعالیٰ سے توبہ کرتا ہوں۔ تمہارا خیال ہو کہ میں نے دین میں کسی قسم کی تبدیلی کر دی ہے تو اس بارے میں دو مسلمان گواہ پیش کرو۔ ورنہ میں اس ذات کی قسم کھا کے کہتا ہوں۔ جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ میں نے خط نہیں لکھا نہ لکھنے کا حکم دیا۔ مجھے اس بارے میں کسی قسم کا علم نہیں ہے۔ اے قوم!

یاقوم لایجرمنکم شقاقی ان یصیبکم مثل ما اصاب قوم نوح او قوم ھود او قوم صالح۔

اگر تم نے مجھے قتل کیا تو آپس میں گتھ جاؤ گے۔ اے قوم مجھے قتل نہ کرو۔ آپ نے ایک ہاتھ کی انگلیاں دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں پیوست کر دیں۔ اے لوگو!

اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ تم اطاعت اور فرمانبرداری کرو۔ نافرمانی اور تفرقہ بازی سے بچو، اللہ تعالیٰ کے حکم کو تسلیم کرو، اس کے عذاب سے ڈرو، جس کام کو تم کرنا چاہتے ہو اگر اسے کر گزرے تو پھر کبھی بھی اسکے نتائج سے نہ بچ سکو گے۔ دشمن تم پر مسلط ہو جائے گا۔ میں تمہیں آگاہ کرتا ہوں کہ انہوں نے لوگوں سے کہا کہ وہ مجھے کتاب خدا کی طرف دعوت دیتے ہیں، جب میں ان پر حق پیش کرتا ہوں تو اس سے پھر جاتے ہیں، اور اسے چھوڑ دیتے ہیں۔ انہوں نے میرے بارے میں جلدی فیصلہ کیا ہے۔ انہوں نے لوگوں کو خط لکھا کہ میرے ساتھ انہوں نے جو معاہدہ کیا تھا اس پر راضی ہیں۔ میں نہیں جانتا کہ میں نے معاہدے کی کونسی خلاف ورزی کی ہے۔ انہوں نے حدود قائم کرنا، ترک مظالم اور اموال کے مستحقین کے لئے واپسی کا مطالبہ کیا ہے میں نے یہ باتیں منظور کر لی ہیں۔

انہوں نے کہا کہ عمرو عاص، عبداللہ بن قیس دونوں کی مانند صاحب قوت اور امانت لوگ مقرر کر دو، میں نے اس کی تکمیل کی لیکن انہوں نے اس کو ناپسند کیا مجھے مسجد رسول میں نماز پڑھنے کے لئے نہیں جانے دیتے۔ یہ لوگ تین کاموں میں سے ایک کام کرنا چاہتے ہیں۔ جس شخص کو میں نے کوئی گزند جان بوجھ کر یا نادانستہ پہنچائی ہے۔ اس کے عوض مجھے قید کر دیں یا خلافت سے الگ کر دیں۔ اور وہ کسی اور کو خلیفہ مقرر کر دیں۔ یا یہ لوگ لشکر اور دوسرے شہروں کے لوگ بھیجتے رہیں اور میں ان کے مطالبات منظور کر لوں۔ اس وقت تم اس پر جمع ہو گئے ہو کہ مجھے خلافت سے الگ کر دو، اور دوسرے شخص کو خلیفہ مقرر کر دو، حالانکہ اللہ تعالیٰ نے تم پر میری اطاعت فرض کی ہے۔ تم ان لوگوں کی اطاعت کرتے ہو اور میری بات نہیں سنتے۔

میں نے ان سے کہا کہ ——— اگر میں نے اپنے نفس کی پیروی کی ہے تو مجھ سے پہلے خلفاء نے بھی یہ کام کیا ہے۔ جو شخص زمام حکومت ہاتھ میں لیتا ہے وہ فیصلہ کبھی ٹھیک اور کبھی غلط بھی کرتا ہے۔ ان لوگوں کا یہ مطالبہ کہ میں خلافت چھوڑ دوں، یہ ہرگز نہیں ہوگا۔ اگرچہ مجھے سولی پر ہی کیوں نہ لٹکا دیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا کہ ———

"اے عثمان! میرے بعد عنقریب ہی اللہ تعالیٰ تجھے خلافت کی قمیص پہنائے گا۔ اگر منافق تم سے خلافت سے دست بردار ہونے کا مطالبہ کریں تو ہرگز دست بردار نہ ہونا۔ حتیٰ کہ مجھ سے ملاقات کرو۔"

پہلے تو انہوں نے خوشی خوشی میری خلافت قبول کی ہے۔ اس سے ان کا مقصد اللہ تعالیٰ کی رضامندی اور اصلاح امت مقصود تھی۔ تو اس سے دنیاوی مقصد

حاصل کرنا چاہتا ہے۔ اسے تو صرف وہی ملے گا جو اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے مقرر کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے ڈرو، میں تم سے یہ پسند نہیں کرتا کہ تم اللہ تعالیٰ کے عہد کو توڑ دو، میں تمہیں اللہ تعالیٰ اور اسلام کی قسم دے کر کہتا ہوں کہ تم حق کو کیوں نہیں پکڑتے اور میرے ذریعے حق کی پیروی کیوں نہیں کرتے۔

(وما ابرئ نفسی ان النفس لامارۃ بالسوء الا ما رحم ربی
میں اپنے نفس کو بری الذمہ قرار نہیں دے سکتا کیونکہ وہ برائی کا حکم دینے والا ہے سوائے جس پر میرا رب رحم کرے)

اگر میں نے کچھ لوگوں کو سزا دی ہے تو اس سے میرا مقصد ان کی بھلائی تھا۔ میں اپنے ہر کام میں اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگتا ہوں اور توبہ کرتا ہوں۔ تم اس بات کو جانتے ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا۔

تین مقامات پر مسلمانوں کا خون بہانا جائز ہے

۱۔ —— اسلام سے پھر جائے۔

۲۔ —— شادی کے بعد زنا کرے (خدا کی قسم میں نے تو جاہلیت اور نہ کبھی اسلام لانے کے بعد زنا کیا ہے۔

۳۔ —— اگر کوئی قتل کرے تو اس کا قصاص لیا جائے۔

پس ان لوگوں میں سے ایک نے کہا کہ —— یہ صرف باتیں بنا رہے ہیں۔
دوسرے نے کہا —— اگر اس کی بات کو تم نے قبول کر لیا تو یہ تمہیں منہ سے منحرف کر دیں گے۔

انہوں نے آپ کی بات کو نہ مانا اور تیر برسانے شروع کر دیئے۔ آپ سے نا روا سلوک کیا۔ عبداللہ ابن سلام بھی آپ کے گھر میں موجود تھا۔ وہ مکان کی چھت پر چڑھ کر کہنے لگا ——

اے عثمان کے گھر کا محاصرہ کرنے والے انصار و مہاجرین! اللہ تعالیٰ نے تمہیں اسلام کی نعمت سے مالا مال کیا۔ عثمان کو قتل نہ کرو، خدا کی قسم عثمان کا حق مومن پر اس طرح ہے۔ جس طرح بیٹے پر باپ کا حق۔ خدا کی قسم مدینہ کی چاردیواری پر بارہ ہزار فرشتے موجود ہیں، اگر تم نے عثمان کو قتل کر دیا تو اللہ تعالیٰ تم سے مزید ناراض ہو جائیگا اور اللہ تعالیٰ کے فرشتے یہاں سے چلے جائیں گے۔ وہ عثمان کے قتل کا بدلہ ان لوگوں سے لیں گے۔ جو ابھی پیدا نہیں ہوئے اور اصلاب و ارحام میں موجود ہیں۔ میں نے اس بات کو تورات میں دیکھا ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل کیا ہے۔ جس کو اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے عبرانی اور عربی میں تحریر کیا ہے۔ تمہارے خلیفہ (عثمان) مظلوم اور شہید ہیں —— قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے

اللہ نے فتنہ کو قتل کر دیا۔ تو اس کے بعد علامت خوف کی وجہ سے ہو گی۔ ملاؤں کی صرف حلق تک پہنچ سکتے ہوں گی۔ ان کے بدلے یہ وہ لوگ قتل ہوں گے جو ابھی مردوں کی پشتوں میں ہیں۔

انہوں نے کہا ——— اے یہودی! اس نے تمہارے پیٹ کو بھر دیا ہے۔ اور تمہاری پشت پر کپڑے پہنا دیئے ہیں اس لئے تم یہ باتیں کرتے ہو۔ خدا کی قسم اس بارے میں دو بکریاں سینگ نہیں لڑائیں گی۔ اور نہ ہی دو مرغے چونچ لڑائیں گے۔

کہا ——— جہاں تک دو بکروں اور دو مرغوں کا تعلق ہے، یہ ٹھیک ہے لیکن اس معاملہ میں دو مینڈھے لڑیں گے۔

انہوں نے عبداللہ بن سلام کو تیر مار کر زخمی کر دیا۔ وہ عثمان کے گھر کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا ———

"ان کا گمان ہے کہ آپ نے میرے پیٹ کو بھرا ہے اور میری پشت پر کپڑے پہنائے ہیں۔ اے امیر المومنین میرے کام آ۔ اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے میں نے کتاب منزل میں آپ کا ذکر خلیفہ مظلوم شہید کے نام سے دیکھا ہے۔"

اس کے بعد چہار طرف سے عثمان پر تیروں کی بارش شروع ہو گئی۔ امام حسن علیہ السلام وہاں موجود تھے۔ آپ کو ایک تیر لگا۔ آپ کا خون بہنے لگا۔ مروان گھر کے اندر تھا۔ اس کو بھی ایک تیر لگا۔ محمد بن طلحہ بھی خون آلودہ ہوا۔ حضرت علی علیہ السلام کے غلام قنبر بھی زخمی ہو گئے۔ محمد بن ابی بکر ڈرے کہ کہیں امام حسن علیہ السلام کی وجہ سے بنو ہاشم ناراض نہ ہو جائیں۔

حضرت عثمان کیونکر قتل ہوئے

——— جب امام حسن علیہ السلام تشریف لے گئے تو محمد بن ابی بکر نے دو آدمیوں کے ہاتھ کو پکڑ کر کہا کہ ———

"اگر بنو ہاشم آ گئے اور انہوں نے امام حسن علیہ السلام کے چہرے پر خون کو دیکھا تو وہ لوگوں کو عثمان سے ہٹا دیں گے۔ تمہارا بنا بنایا کام خراب ہو جائے گا۔ اٹھو دیوار پر چڑھ جائیں اور بغیر کسی کی شرکت کے عثمان کو قتل کر دیں۔"

وہ خود اور ان کے ساتھی ایک انصاری کے گھر سے دیوار پھاند کر عثمان کے پاس پہنچ گئے۔ پر کسی کو علم نہیں کہ اس وقت عثمان کے پاس کون موجود تھا۔ ۲ لوگ عثمان کے پاس تھے۔ وہ مکان کی چھت پر تھے۔ ان کی بیوی ان کے پاس تھی۔

فدخل علیہ محمد بن ابی بکر فصرعہ علی صدرہ واخذ بلحیتہ وقال یا نعثل ما اغنی عنک معاویۃ وما اغنی

عنك ابن عامر وابن ابي سرح فقال له عثمان لو رآني ابوك رضي الله عنه لبكاني وساءه مكانك مني فتراخت يده عنه وخرج۔

(محمد بن ابی بکر عثمان کے پاس پہنچ گئے۔ ان کو گرا کر ان کے سینہ پر سوار ہو کر ڈاڑھی کو پکڑ لیا۔ کہا —— اے نعثل! تمہیں معاویہ، ابن عامر اور ابن ابی سرح نے نہیں بچایا۔ عثمان نے کہا کہ اگر آپ کے باپ مجھے اس حالت میں دیکھتے تو مزید ہو پہنچتے کہ آپ کا یہ فعل ان کو نہایت ناگوار معلوم ہوتا۔ محمد نے ہاتھ ڈھیلے کر دیئے اور باہر چلے گئے۔

عثمان نے پانی منگا کر وضو کیا۔ قرآن مجید منگوا کر اسے اپنی گود میں رکھا۔ تاکہ لوگ اس کے فیصلہ ان کی موت کھلی۔ ایک شخص داخل ہوا۔ جس کے ہاتھ میں چھری تھی۔ اس نے ہنسلی کے قریب اس کے شانہ کو زخمی کر کے لہولہان کر دیا۔ خون قرآن مجید پر گرا۔ ایک دوسرے شخص نے آکر آپ کو ٹھوکر ماری ایک تیسرے شخص نے آکر تلوار کے دستے سے آپ کو زخمی کیا۔ آپ بے ہوش ہو گئے۔ محمد بن ابی بکر ان لوگوں کے ساتھ داخل نہیں ہوئے تھے۔

عثمان کی عورتیں فریاد کرنے لگیں۔ آپ کے چہرے پر پانی کے چھینٹے دیئے تو آپ ہوش میں آگئے۔ اسی اثنا میں محمد بن ابی بکر دوبارہ داخل ہوئے۔ کہا ——

اے نعثل! آپ نے دین میں تبدیلی اور بگاڑ پیدا کیا ہے۔

ایک مصری گھر کے اندر آیا۔ اس نے آپ کی داڑھی کے بالوں کا ایک حصہ نوچ لیا۔ تلوار کو بلند کیا۔ لوگوں سے کہا۔ الگ ہو جاؤ۔ آپ نے ہاتھ سے روکی۔ اس نے آپ کا ہاتھ کاٹ دیا عثمان نے کہا:——

خدا کی قسم! یہ پہلا ہاتھ کاٹا گیا ہے۔ جس نے قرآن کو لکھا ہے۔

پھر ایک کوتاہ قامت، کبود چشم، چیچک زدہ، جس کے ہاتھ میں لوہے کا گرز تھا آپ کے پاس آیا اور کہا ——

اے نعثل! تم کس دین پر ہو؟

آپ نے کہا —— میں نعثل نہیں ہوں۔ میں عثمان بن عفان ہوں۔ میں ملت ابراہیم علیہ السلام پر ہوں۔ میں مشرک نہیں ہوں۔

اس نے کہا —— جھوٹ بکتے ہو!

اس نے آپ کی بائیں کنپٹی پر لوہے کا گرز مارا۔ آپ خون سے شرابور ہو گئے۔ منہ کے بل گر پڑے۔ آپ کی زوجہ نائلہ بنت فرافصہ دونوں کے درمیان حائل ہو گئی۔ جو موٹے جسم والی تھی۔

ـــہ نعثل بڈھے بے وقوف کو کہتے ہیں۔ ملاحظہ ہو ص ۱۷

شیبک نے اپنے آپ کو عثمان پر گرا دیا۔ ایک مصری اندر داخل ہوا۔ جس کے ہاتھ میں کھنچی ہوئی تلوار تھی اس نے کہا ــــــــ

"خدا کی قسم میں ان کا کام ضرور تمام کر دوں گا"

بھیک پیچھے پر گر پڑیں۔ اس کا دوپٹہ گر گیا۔ وہ عثمان تک نہ پہنچ سکا۔ اس نے نائلہ کے کندھے اور کندھے کے درمیان تلوار لٹکا دی۔ نائلہ نے اپنے آپ کو تلوار پر گرا دیا۔ اس شخص نے آپ کی انگلیاں کاٹ دیں۔ نائلہ نے عثمان کے غلام رباح کو آواز دی جس کے ہاتھ میں تلوار تھی کہ میری مدد کرو۔ حبشی نے تلوار مار کر اس کو قتل کر دیا۔

ایک دوسرا شخص داخل ہوا۔ اس نے تلوار کی دھار عثمان کے پیٹ پر رکھ دی۔ نائلہ نے تلوار کو پکڑا تو اس کی انگلیاں کٹ گئیں۔ تلوار عثمان کے پیٹ میں چلی گئی اور آپ کو قتل کر دیا گیا۔ آپ کی بیوی چیختی ہوئی باہر نکل آئی۔ لوگ جہاں سے داخل ہوئے تھے نکل کر بھاگ گئے۔ افراتفری اور شور و غل کی وجہ سے اس کی آواز گھر والوں میں سے کسی نے نہ سنا۔

چھت پر چڑھ گئیں اور لوگوں سے کہا ــــــــ

"امیر المومنین قتل کر دیئے گئے"

امام حسن و حسین علیہم السلام اور جو لوگ آپ کے ساتھ تھے اندر چلے گئے، عثمان کو قتل پایا۔ نائلہ اور ان کے گھر والے تھے۔ انہوں نے اپنے آپ کو عثمان پر گرا دیا۔ اور روتے ہوئے باہر نکل گئے۔ لوگ اندر گئے تو انہوں نے آپ کو مقتول پایا۔

مدینہ والوں حضرت علی علیہ السلام طلحہ، زبیر اور سعد کو اس بات کا علم ہوا تو وہ اپنے گھروں سے نکل گئے لیکن ان کی عقلیں جواب دے چکی تھیں۔ عثمان کے پاس گئے انا للہ وانا الیہ راجعون کہا۔ انہوں نے اپنے آپ کو عثمان پر گرا دیا۔ داڑھیں مار مار کر فریاد کرتے تھے۔ علی علیہ السلام بے ہوش ہو گئے جب ہوش میں آئے تو اپنے دونوں فرزندوں سے فرمایا ــــــــ

"امیر المومنین کیونکر قتل ہوئے۔ حالانکہ تم دروازے پر موجود تھے"

امام حسن اور حسین علیہم السلام کو مارا۔ محمد بن طلحہ کو برا بھلا کہا۔ عبداللہ بن زبیر کو لعنت ملامت کی۔ جب حضرت علی علیہ السلام عثمان کے گھر سے نکلے تو آپ کی عقل سلب ہو چکی تھی۔ آپ کی کوئی میں رو رہا تھا کہ آپ کو کیا ہو گا۔

طلحہ نے حضرت علی علیہ السلام سے پوچھا کہ ــــــــ آپ نے امام حسن اور امام حسین علیہم السلام کو کیوں مارا ہے!

آپ نے فرمایا کہ ــــــــ امیر المومنین بغیر دلیل اور حجت کے قتل کر دیئے گئے ہیں"

طلحہ نے کہا ــــــــ اگر مروان کو حوالے کر دیتے تو قتل نہ ہوتے۔

علی علیہ السلام گھر میں تشریف لائے، دروازہ بند تھا۔

نائلہ نے عثمان کے قتل کی حقیقت معاویہ کو بتائی۔ کہ عثمان نے بچنے کے لیے قرآن مجید کو اپنی گود میں رکھا تھا۔ محمد بن ابی بکر نے کیا سلوک کیا۔ عثمان کی خون آلود قمیض معاویہ کو بھیجا۔ بالوں کا وہ گچھا بھی بھیجا۔ جسے کہ محمد بن ابی بکر نے داڑھی سے نوچ لیا تھا۔ بالوں کو قمیض کے ساتھ ٹانک دیا تھا۔ نعمان بن بشیر کو بلوا کر معاویہ کے پاس قمیض دے کر بھیجا۔

جب یزید بن اسید معاویہ کا چار ہزار کا بھیجا ہوا لشکر لیکر مدینہ میں آیا تو اس وقت حضرت عثمان قتل ہو چکے تھے۔ وہ مع لشکر شام واپس چلا گیا۔ جب عثمان کو مقتول دیکھا تو مصری نادم اور شرمسار ہوئے۔ ان میں سے اکثر نے اس بات کو ناپسند کیا اور اپنے گھروں کو لوٹ گئے۔ گھر والوں نے جب عثمان کو مقتول پایا تو وہ لوگوں پر ٹوٹ پڑے۔ اور انہیں گھر سے نکال دیا۔ دروازے پہ لڑائی ہوتی رہی۔ مروان کو تلوار لگی۔ وہ گر پڑا۔

حضرت عثمان کا دفن ہونا

عبدالرحمٰن بن ازہر کا بیان ہے کہ ———

"میں عثمان کے بارے میں الگ رہا۔ میں نہ آپ کے مخالف اور نہ ہی آپ کے موافق تھا۔ عثمان کے قتل کے بعد ایک رات میں اپنے گھر میں بیٹھا ہوا تھا کہ منذر بن زبیر میرے پاس آیا کہا کہ میرے بھائی آپ کو یاد کرتے ہیں۔ میں گیا۔ کہا کہ ہم عثمان کو دفن کرنا چاہتے ہیں۔ آپ کا کیا خیال ہے؟

میں نے کہا کہ ——— میں اس معاملے میں آزاد رہا ہوں۔ میں شریک نہیں ہوتا۔ اور واپس چلا آیا۔ منذر کو جب جاتے ہوئے دیکھا۔ تو میں بھی اس کے پیچھے چل پڑا۔ وہ مندرجہ ذیل حضرات کے ساتھ تھا۔

جبیر بن مطعم، ابو الجہم بن حذیفہ، مسور بن مخرمہ، عبدالرحمٰن بن ابی بکر، اور عبداللہ بن زبیر ——— ان حضرات نے عثمان کی لاش کو اٹھایا اور آپ کے دروازہ پر لا کر رکھ دیا۔ آپ کے سر سے ٹھک ٹھک کی آواز آرہی تھی۔ جب لاش جنازہ گاہ میں لائی گئی تو انصار نے کہا ———

"ان کی نماز جنازہ نہ پڑھو"

ابو جہم نے کہا ——— اگر آپ نماز جنازہ نہ پڑھنے دیں گے تو کوئی بات نہیں آپ کی نماز اللہ تعالیٰ اور فرشتوں نے پڑھی ہے۔

انصار نے کہا ——— اگر یہ بات ہے تو اللہ تعالیٰ تم کو وہاں داخل کرے جہاں عثمان کو داخل کرے گا۔

ابوالجہم نے کہا ——— اللہ تعالیٰ میرا حشر عثمان کے ساتھ کرے۔
انصاری نے کہا ——— اللہ تعالیٰ تم کو شیاطین کے ساتھ محشور کرے گا۔
لوگوں نے ابوالجہم سے کہا —— خاموش رہو
وہ خاموش ہو گیا۔ پھر انہوں نے لاش اٹھائی اور جلدی جلدی چل دیئے۔ لاش کے تختہ پر سر کے گھسنے کی آواز میں سن رہا تھا۔ انہوں نے لاش کو بقیع کے آخری کنارے پر رکھ دیا۔

جبلہ بن عمرو الساعدی الانصاری نے کہا ———
"اسے بقیع رسول اللہ میں دفن نہ کرو اور ہم تمہیں نماز جنازہ نہیں پڑھنے دیں گے۔"
ابوالجہم نے کہا ——— اگر ہم نے نماز جنازہ نہیں پڑھی تو اللہ تعالیٰ نے آپ کی نماز جنازہ پڑھی ہے۔ وہاں سے لاش کو اٹھا کر حش کوکب یہودیوں کا قبرستان تھا وہاں لائے۔ عثمان کی لڑکی عائشہ بھی ساتھ تھی۔ جس کے ہاتھ میں چراغ تھا۔ جو ایک ڈبہ میں تھا۔ وہاں انہوں نے گڑھا کھودا۔ پھر آپ کی نماز جنازہ پڑھی۔ امامت کے فرائض جبیر بن مطعم نے انجام دیئے۔ پھر آپ کو گڑھے میں اتارا گیا۔ جب یہ منظر آپ کی لڑکی نے دیکھا تو چیخیں مارنے لگی۔
ابن زبیر نے کہا ——— اگر تم نے رونا بند نہ کیا تو تمہاری آنکھیں پھوڑ دوں گا۔
آپ کو دفن کیا۔ انہوں نے لحد نہ بنائی۔ گڑھے کو مٹی سے بھر دیا۔

حضرت علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ کی بیعت کس طرح ہوئی؟

عثمان کے قتل کے بعد لوگ مسجد میں جمع ہوئے۔ وہ عثمان کے قتل ہونے کی وجہ سے نادم اور شرمسار تھے۔ عام لوگوں کا نظریہ تھا کہ عثمان کو طلحہ اور زبیر نے قتل کرایا ہے۔ لوگوں نے دونوں سے مطالبہ کیا کہ تم عثمان کے قتل میں ملوث ہو۔ لہٰذا اپنی صفائی پیش کرو۔
طلحہ نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کے بعد کہا۔
"ہم جو بات کل کہتے تھے۔ آج بھی کہیں گے۔ عثمان نے گناہ کو توبہ سے خلط ملط کر دیا۔ ہم ان کی خلافت کو ناپسند کرتے تھے۔ لیکن انہیں قتل کرنا نہیں چاہتے تھے۔ معاملہ طول پکڑ گیا۔
زبیر نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کے بعد کہا ———
اے لوگو! ——— اللہ تعالیٰ شوریٰ کو پسند کرتا ہے۔ مہاجرین نے اس میں مشورہ کیا ہے۔ اور حضرت علی علیہ السلام کو خلیفہ منتخب کیا ہے۔ آپ کی بیعت

کرو ــــ جہاں تک عثمان کے قتل کا مسئلہ ہے اس بارے میں ہم کچھ کہنا نہیں چاہتے ۔ اس کا فیصلہ اللہ تعالیٰ کرے گا ۔ چونکہ عثمان نے کچھ ایسے کام کئے ہیں ۔ جن کی جوابدہی اللہ تعالیٰ سے جلد وہ ہوں گے ۔

لوگ حضرت علی علیہ السلام کے گھر گئے ۔ عرض کی ہاتھ بڑھائیے ۔ تاکہ ہم آپ کی بیعت کریں ۔ امیر کا ہونا ضروری ہے آپ ہی امیر ہو سکتے ہیں ۔

آپ نے فرمایا ــــ ایسا نہ کرو ۔ خلافت اہل شوریٰ اور اہل بدر کا حق ہے ۔ جس شخص پر اہل شوریٰ اور اہل بدر راضی ہوں گے وہ خلیفہ ہو گا ۔ اکٹھے ہو کر اس بارے میں غور کرتے ہیں ۔

آپ نے بیعت لینے سے انکار کر دیا ۔ لوگ واپس چلے گئے ۔ لوگ طرح طرح کی باتیں کرتے تھے ۔ بعض نے کہا کہ عثمان کے قتل کی خبر دنیا میں پھیل جائے گی اور جب ان کو معلوم ہو گا کہ اب تک کوئی خلیفہ مقرر نہیں ہوا تو ہر طرف فساد اور بے چینی کی آگ پھیل جائے گی ۔ واپس حضرت علی علیہ السلام کے پاس چلو اور آپ کو اس وقت تک نہ چھوڑو ۔ کہ جب تک آپ بیعت نہ لے لیں ۔

وہ واپس علی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اشتر نخعی کو آپ کی خدمت میں بھیجا ۔ اشتر نے آپ سے خلافت کے متعلق عرض کی ۔ کہ ہاتھ بڑھائیے تاکہ ہم آپ کی بیعت کریں آپ نے اس کو بھی وہی جواب دیا ۔ جو لوگوں کو دیا تھا ۔ ــــ اشتر نے کہا خدا کی قسم آپ ضرور بالضرور ہاتھ آگے بڑھائیں ۔ ورنہ تیسری مرتبہ بھی خلافت ہاتھ سے نکل جائے گی ۔ پھر ہمیشہ آنسو بہاتے رہو گے ۔

اشتر بار بار اصرار کرتے رہے اور آپ کو فتنہ و فساد سے ڈراتے رہے ۔ اور کہتے رہے کہ آپ کی مانند اور کوئی آدمی موجود نہیں ہے ......

آپ نے ہاتھ آگے بڑھایا تو اشتر اور ان کے ساتھیوں نے آپ کی بیعت کر لی ۔ لوگ طلحہ کے پاس آئے اور کہا کہ بیعت کرو ۔

اس نے کہا ــــ کس کی ؟

لوگوں نے کہا ــــ علی علیہ السلام کی ۔

طلحہ نے کہا ــــ اس مسئلہ پر شوریٰ میں غور ہو گا ۔

لوگوں نے کہا ــــ چلو بیعت کرو ۔ اس نے انکار کیا ۔ لوگ اسے زبردستی علی علیہ السلام کے پاس لائے اس نے زبان سے بیعت کی ہاتھ سے نہیں ۔

ابو ثور نے کہا کہ ــــ میں عثمان کے گھر کا محاصرہ کرنے والوں میں سے تھا میں نے [illegible] لگائے ہوئے تھے ۔ حضرت علی علیہ السلام نہ ہی دیکھتے ، نہ ہی عثمان کے قتل کا حکم دیتے اور نہ منع فرماتے تھے ۔ جب آپ کی بیعت کا مسئلہ پیش ہوا تو میں

آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ لوگ آپ کے پاس آتے اور بیعت کرتے۔ پھر آپ بنو مازن کے باغ میں تشریف لائے۔ لوگوں نے آپ کو کھجور کی پناہ لینے پر مجبور کیا۔ لوگ بڑھے اور وہ میرے اور آپ کے درمیان حائل ہو گئے۔ میں نے ان لوگوں کو دیکھا جو اپنے ہاتھ آپ کے ہاتھ پر رکھ رہے تھے۔ پھر آپ مسجد میں تشریف لائے اور منبر پر جلوہ فگن ہوئے۔ طلحہ نے منبر پر چڑھ کر سب سے پہلے آپ کی بیعت کی۔ اس کے ہاتھ کی انگلیاں شل تھیں۔ آپ نے اس سے بدشگونی لی اور فرمایا کہ بیعت توڑ دے گا۔ زبیر، سعد اور اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کی بیعت کی۔

آپ منبر سے نیچے تشریف لائے۔ لوگوں کو بلا کر حکم دیا کہ مروان کو تلاش کرو۔ مروان بھاگ گیا۔ بنو امیہ اور ابن ابی معیط کے لوگوں کو طلب فرمایا۔ وہ بھی بھاگ گئے۔ ——— بی بی عائشہ روتی ہوئی باہر نکل آئیں اور کہتی تھیں کہ عثمان قتل ہو گئے۔ تو عمار نے آپ سے کہا کہ ——— کل تو تم لوگوں کو عثمان کے قتل پر ابھارتی تھیں اور آج روتی ہو۔

حضرت علی علیہ السلام عثمان کی بیوی کے پاس گئے اور پوچھا، عثمان کو کس نے قتل کیا ہے؟ اس نے کہا مجھے علم نہیں۔ میں لوگوں کو چہروں سے شناخت کر سکتی ہوں۔ آپ محمد بن ابی بکر کے ساتھ تھے۔ آپ نے محمد کو بلا کر پوچھا۔ اس نے کہا کہ یہ سچ کہتی ہے۔ میں عثمان کو قتل کرنے گیا تھا۔ لیکن جب اس نے میرے باپ کا ذکر کیا۔ تو میں نے اسے چھوڑ دیا۔ میں اللہ تعالیٰ سے توبہ کرتا ہوں۔ میں نے آپ کو قتل نہیں کیا۔ آپ کو پکڑا بھی نہیں۔

عثمان کی بیوی نے کہا کہ یہ سچ کہتے ہیں۔ لوگوں کو اندر یہی لائے تھے۔

جب طلحہ عائشہ سے ملا تو عائشہ نے پوچھا لوگوں نے کیا کیا؟ ——— کہا عثمان کو قتل کیا۔ پھر پوچھا اور کیا کیا؟

کہا ——— لوگوں نے علی علیہ السلام کی بیعت کر لی ہے۔ وہ میرے پاس آئے۔ مجھے مجبور و لاچار کیا۔ اس حالت میں۔ میں نے بھی بیعت کر لی ہے۔

قالت وما یتولی علی رقابنا لا ادخل المدینة ولعلی فیھا سلطان فرجعت (انہوں نے کہا حضرت علی علیہ السلام کو ہماری گردنوں پر سوار ہونے کا کیا حق پہنچتا ہے جب تک علی علیہ السلام کی حکومت ہے میں مدینہ ہرگز نہیں جاؤں گی اور واپس چلی گئیں۔

زبیر عثمان کے قتل کے وقت مدینہ میں موجود نہیں تھے۔ جس روز عثمان قتل ہوئے عمر بن عاص فلسطین میں تھے۔ اس نے مدینے سے آتے ہوئے ایک سوار کو دیکھا۔ اس سے پوچھا کیا خبر ہے؟ اس نے جواب دیا کہ عثمان محصور ہو گئے ہیں۔ کچھ عرصہ کے بعد ایک اور سوار دکھائی

دیا پوچھا کیا خبر ہے ۔ کہا عثمان قتل کر دیئے گئے ۔ پوچھا لوگوں کا کیا حال ہے ! کہا علی علیہ السلام کی بیعت کر لی ہے ۔ کہا حضرت علی علیہ السلام نے قاتلان عثمان کے بارے میں کیا کہا ہے ؟

کہا ولید بن عقبہ گیا تھا ۔ اس نے عثمان کے قتل کے بارے میں دریافت کیا تو اس نے جواب دیا کہ نہ میں نے عثمان کو قتل کرنے کا حکم دیا ہے اور نہ منع کیا ہے ۔ میں نہ اس سے خوش ہوں اور نہ اس کو برا سمجھتا ہوں ۔

کہا قاتلان عثمان کے ساتھ کیا سلوک کیا گیا ہے ؟

کہا ۔ ان کو پناہ دی گئی ہے ۔

مروان نے کہا ——— کہ اگر آپ نے عثمان کو قتل نہیں کیا تو پھر خلیفہ کیوں بن گئے ہو ۔ اگر عثمان کو قتل کرنے کا حکم نہیں دیا تو قاتلان عثمان کو پناہ کیوں دی ہے ؟

عمرو عاص نے کہا ——— ابوالحسن نے کام غلط ملط کر دیا ہے ۔

عمرو عاص نے سعد بن ابی وقاص کو خط لکھ کر دریافت کیا کہ عثمان کو قتل کرنے والے کون ہیں ۔ سعد نے جواب میں لکھا کہ ———

" عثمان اس تلوار سے قتل ہوئے ۔ جس کو بی بی عائشہ نے نکالا ۔ طلحہ نے تیز کیا اور علی علیہ السلام نے زہر دیا ۔ زبیر خاموش رہے اور اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا ۔ ہم آزاد رہے ۔ اگر ہم چاہتے تو ان کو بچا سکتے تھے ۔ چونکہ عثمان نے دین میں تبدیلی کی تھی ۔ نیکی اور بدی کو مکروہ کیا تھا ۔ اس لئے ہم نے ان کا ساتھ نہیں دیا ۔ اگر ہم نے اچھا کیا تو ٹھیک ہے ۔ ورنہ ہم اللہ تعالیٰ سے توبہ کرتے ہیں ۔ زبیر گھر والوں کی وجہ سے مجبور تھا ۔ اگر طلحہ کا بس چلتا تو خلافت کے لالچ میں آپ کا پیٹ چاک کر دیتا "

ابن عباس مکہ میں تھے ۔ جب مدینہ میں آئے تو لوگ علی علیہ السلام کی بیعت کر چکے تھے ۔ ابن عباس نے کہا : ———

" مغیرہ بن شعبہ حضرت علی علیہ السلام کے پاس بیٹھا تھا ۔ میں بھی بیٹھا رہا جب مغیرہ چلا گیا ۔ پھر حضرت کی خدمت میں آیا ۔ آپس میں بات چیت ہوئی ۔ میں نے دریافت کیا کہ مغیرہ نے ابھی ابھی آپ سے کیا کہا ہے ؟ آپ نے فرمایا کہ اس سے قبل یہ کہہ چکا ہے کہ میں عبداللہ بن عامر کو بصرہ اور معاویہ کو شام کا گورنر بحال رکھوں فساد ختم ہوگا اور لوگ مطمئن ہوں گے ۔ لیکن اب یہ کہتا ہے کہ میری رائے پر عمل نہ کریں کیونکہ وہ درست نہیں ہے ۔ عثمان کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو بچایا ہے ۔ یہ دونوں آسانی سے اپنی موت آپ مر جائیں گے ۔ "

ابن عباس نے کہا ——— پہلی مرتبہ مشورہ دیا ہے اور دوسری مرتبہ دھوکا کیا ہے ۔

حضرت علی علیہ السلام نے ابن عباس سے فرمایا کہ میں نے تمہیں شام کا گورنر مقرر کیا ہے۔ وہاں چلے جاؤ۔ ابن عباس نے کہا میں اس کو پسند نہیں کرتا۔ آپ جانتے ہیں کہ معاویہ میرا ابن عم ہے۔ میرے کام میں مخل ہوگا۔ مجھے اس سے اطمینان نہیں۔ اگر اس کا بس چلا تو مجھے عثمان کے بدلے میں قتل کر دے گا۔ اور اگر قتل نہ کر سکا تو کم از کم قید کرا دے گا۔ اور میرے خلاف ہو جائے گا۔ بہتر یہ ہے کہ آپ معاویہ کے پاس خط لکھیں۔ اس پر احسان کریں اور گورنری کا وعدہ کریں۔ جب آپ کی خلافت مستحکم ہو جائے گی تو پھر مجھے بھیج دینا۔ تمام اسلامی سلطنت میں آپ نے اپنی بیعت کا اعلان کیا۔ اہل شام کے سوا باقی تمام نے آپ کی بیعت کر لی۔

آپ نے مغیرہ بن شعبہ کو کہا کہ میں تمہیں شام کی گورنری دے رہا ہوں۔ تم وہاں چلے جاؤ۔

مغیرہ نے کہا —— آپ مجھے معاویہ کے پاس بھیجتے ہیں۔ جس کا ابن عم قتل ہو چکا ہے۔ معاویہ یہی خیال کرے گا کہ میں اس کے ابن عم کے قاتلوں میں سے ہوں۔ اگر آپ مناسب خیال کریں۔ تو اس کو اس کے عہدے پر بحال رکھیں نہایت مناسب ہے۔ اس کو بحال رکھیں پھر وہ آپ کی اطاعت کرے گا۔

حضرت علی علیہ السلام نے معاویہ کو خط لکھا کہ ——

میں نے تمہیں حسب سابق امیرالبلاد کا والی مقرر کیا ہے۔ اپنی طرف سے بیعت لے کر پھر میرے پاس شام کا ایک ہزار آدمی لیکر آجاؤ۔

معاویہ نے آپ کے خط کے جواب میں لکھا —— معاویہ کا خط حضرت علی علیہ السلام کے نام!

أَمَّا بَعْدُ فَإِنَّهُ لَيْسَ بَيْنِي وَبَيْنَكَ قَيْسُ عِتَابٍ، غَيْرُ طَعْنِ الْكُلَى وَضَرْبِ الرِّقَابِ۔

جب معاویہ کا خط حضرت علی علیہ السلام کے پاس پہنچا تو آپ نے اسے ناپسند کیا گھر تشریف لائے۔ امام حسن علیہ السلام حاضر ہوئے۔

عرض کیا —— آپ نے میرا مشورہ قبول نہیں فرمایا۔

فرمایا —— کون سا مشورہ قبول نہیں کیا۔

عرض کیا —— میں نے عرض کیا تھا کہ گھر میں تشریف رکھے رہیے، خلافت کے جھگڑے میں نہ پڑیئے۔ جب لوگوں نے بیعت کرنا چاہی تو عرض کیا تھا کہ آپ بیعت اس وقت تک نہ لیں جب تک کہ لوگ متفق ہو کر آپ کی بیعت نہ کریں۔ آپ نے میری گزارش پر توجہ نہ دی۔ جب طلحہ اور زبیر نے آپ کی مخالفت کی تھی تو میں نے اس وقت کہا کہ ان کو مجبور نہ کریں۔ بلکہ ان کے حال پر چھوڑ دیں۔ لوگوں کو سال بھر مشورہ کرنے دیجئے۔ ان کو آپ کے سوا کوئی آدمی نہ ملے گا۔ جس کو خلیفہ بنائیں۔ اگر انہوں نے آپ کو

چھوڑ دیا تو میں بھی ان کو چھوڑ دوں گا۔ اگر انہوں نے آپ کو قبول کر لیا تو میں بھی ان کو قبول کروں گا۔ ان کے چہروں سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ بیعت کو توڑ دیں گے:

آپ نے فرمایا ——— بیٹا میری بھی یہی رائے ہے۔ جو میری اطاعت کرے گا۔ اس کے ذریعے اس سے جہاد کروں گا۔ جو میری نافرمانی کرے گا۔ خدا کی قسم اے فرزند! تیرے نانا کے انتقال کے وقت سے لیکر اب تک یہ لوگ مجھ سے ناخوش ہیں۔

امام حسن علیہ السلام نے عرض کی ——— بابا جان یہ آپ پر معاویہ کو مسلط کرنا چاہتے ہیں۔ بموجب اس آیت کے۔

من قتل مظلوما فقد جعلنا لولیہ سُلطٰنا

فرمایا ——— بیٹے ہم نے عثمان پر کوئی ظلم نہیں کیا۔ ہم نے نہ تو ان کے قتل کا حکم دیا اور نہ قتل کرنے والوں کی مدد کی۔۔ میں خون عثمان سے بالکل بری الذمہ ہوں:

امام حسین علیہ السلام نے عرض کی۔ بابا جان ان باتوں کو چھوڑ دیئے۔ مجھے یقین ہے کہ دینہ کا ہر چھوٹا بڑا خون عثمان میں شریک ہے۔

فرمایا ——— بیٹے تمہیں علم ہے کہ میں نے کئی مرتبہ لوگوں کو اور کوفہ والوں کو لوگوں سے ہٹایا۔ تم دونوں بھائیوں کو تلواریں دیکر بھیجا کہ جاؤ اور عثمان کی مدد کرو۔ اگر کوئی خلیفہ کو گزند پہنچائے تو اس کے سامنے جان قربان کر دو۔ تم دونوں کو اور اپنے گھر والوں کو عثمان نے لڑائی سے منع کیا۔ اگر مجھے عثمان لڑائی کا حکم دیتے تو میں آپ کی خاطر ضرور لڑتا۔ خواہ موت ہی کیوں نہ آجاتی۔

امام حسن علیہ السلام نے عرض کی ——— ان باتوں کو رہنے دیجئے۔ خدا تعالیٰ اپنے بندوں کے درمیان جس بات میں اختلاف پیدا کرتا ہے۔ اس کا فیصلہ قیامت کے دن کرے گا۔

مغیرہ بن شعبہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے اس سے فرمایا کہ ———

"کیا تم اللہ کی راہ میں میرا ساتھ دیتے ہو؟"

اس نے عرض کی ——— یا امیر المومنین کس بارے میں؟

آپ نے فرمایا ——— تلوار اٹھاؤ، اس امر میں ہمارا ساتھ دو۔ سبقت کرنے والوں سے مل جاؤ اور ساتھ چلنے والوں سے سبقت کرو۔ میں ایسے معاملات ابھرتے ہوئے دیکھ رہا ہوں جو صرف تلوار کی دھار سے سیدھے کئے جا سکتے ہیں۔ اور لوگوں کے سر اڑانے سے ہی درست ہو سکتے ہیں۔

مغیرہ نے عرض کی ——— اے امیر المومنین! میرے نزدیک عثمان کا قتل

ٹھیک نہیں تھا۔ لیکن اس کو قتل کرنا بھی مناسب نہیں تھا۔ عثمان کا قتل ہونا ایک ایسی تاریکی ہے۔ جس سے تاریکیاں پیدا ہو رہی ہیں۔

اے امیر المومنینؑ! میری خواہش ہے کہ آپ مجھے اجازت دیں کہ تلوار رکھ کر گھر میں اس وقت تک بیٹھا رہوں۔ جب تک تاریکی اجالے میں تبدیل نہ ہو جائے اور چاند طلوع نہ ہو جائے۔ لوگ دانا و بینا ہو کر ہدایت یافتہ لوگوں کے راستے پر نہ چلنے لگ جائیں۔ ظالمین کی راہ سے بچیں۔

آپ نے فرمایا اجازت ہے۔ تم اپنی مرضی کے مالک ہو۔

عمار نے مغیرہ سے کہا ——— تم پہلے ہدایت یافتہ تھے۔ اب گمراہ ہو کر بیٹھنا چاہتے ہو۔ جس پر تم غالب تھے۔ وہ تم پر غالب ہو جائے گا۔ جس سے تم نے بیعت کی وہ تم سے بیعت کر جائے گا۔ ذرا غور کرو۔ کیا فیصلہ کیا ہے۔ میں سب سے اول گروہ میں جانا چاہتا ہوں۔

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا ——— اے عمار! اس کو چھوڑ دو۔ دنیا میں جو بوئے گا۔ آخرت میں وہی کاٹے گا۔

فرمایا ——— اے مغیرہ یہ ثواب کا کام ہے۔ جو اس کو انجام دے گا۔ وہ جنت میں جائے گا۔ اگر ہم نے تم کو صحیح دعوت نہیں دی تو تم گھر میں جا کر سو جاؤ۔

مغیرہ نے عرض کی ——— یا امیر المومنینؑ آپ مجھ سے زیادہ جانتے ہیں۔ اگر آپ سے مل کر جہاد نہیں کروں گا۔ تو آپ کے خلاف بھی نہیں جاؤں گا۔ اگر یہ اقدام درست ہے تو میرا مقصد بھی یہی ہے۔ اگر غلط ہے تو اس سے نجات پا جاؤں گا۔ میں بہت گنہگار ہوں۔ صرف استغفار ہی اس کو مٹا سکتی ہے۔

حضرت علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ کا خطبہ

جب علیؑ کی بیعت مدینہ میں مکمل ہو گئی تو آپ مسجد میں منبر پر تشریف فرما ہوئے اور اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کے بعد لوگوں سے نیکی کا وعدہ کیا۔ ———

۔ اگرچہ کوئی شخص صاحب مال اور صاحب اولاد ہو وہ اپنے رشتہ داروں سے الگ نہیں رہ سکتا۔ وہ اس کی عدم موجودگی میں ہاتھوں اور زبان سے ان کا دفاع کریں گے۔ مصیبت کے وقت اور ناگوار امور کی صورت میں اس کے بہترین مددگار ہوں گے۔ ان کا ایک ہاتھ اگر ان کی مدد کرنے سے رک گیا۔ تو ان کے بہت سے ہاتھ اس کی امداد سے باز رہیں گے۔ جس شخص نے اللہ تعالیٰ کی رضامندی کی خاطر اپنے رشتہ داروں کے ساتھ نیکی کی دنیا میں بھی اللہ تعالیٰ اس

کو اس کا عوض دے گا اور قیامت کے روز دوگنا دے گا۔ تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ جس کا سچا ذکر لوگوں میں برقرار رکھنا چاہتا ہے۔ اس مال سے کہیں زیادہ بہتر ہے۔ جس کا دوسروں کو وارث بنایا جاتا ہے۔ تکبر میں مبتلا نہ ہو جاؤ بذاتِ خود عظمت کا کوئی وجود نہیں۔ قرابت داروں سے نیکی کرنے سے غفلت نہ کرو۔ اگر بخشش نہ کرو گے تو مال زیادہ نہ ہو گا۔ اگر خرچ کرو گے تو مال کم نہیں ہو گا۔

تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ دنیا جانے والی ہے اور آخرت آنے والی ہے۔ آج عمل کا دن ہے۔ کل عمل کرنے والے کا اجر ملے گا۔ عمل کرنے کا اجر جنت ہے، حد سے آگے بڑھنے کا انجام دوزخ ہے۔ امید دل کو الجھاتی ہے اور وعدہ خلافی کی ترغیب دیتی ہے۔ اور بے پرواہی میں گرفتار کرتی ہے۔ عزت کی وجہ سے حیرت اور ندامت میں گرفتار کرتی ہے۔ مغرور تکلیف میں رہتا ہے۔ دل کے توہم کو برطرف کر دو نماز پڑھا کرو، زکوٰۃ دیا کرو اور اپنے امام کی نصیحت سنا کرو، کتابِ خدا کی تعلیم حاصل کیا کرو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث کی تصدیق کیا کرو۔ جو وعدہ کرو۔ اس کو پورا کرو۔ امانتیں ادا کیا کرو۔ اللہ تعالیٰ کے ثواب کی رغبت رکھا کرو اور اس کے عذاب سے ڈرو، تمہیں آگاہ ہونا چاہیے کہ خیر کا انجام خیر، اس دن کے خیر کا اجر ملے گا۔ جس نے خیر کو آگے بھیجا۔

حضرت علی علیہ السلام سے طلحہ اور زبیر کا اختلاف کرنا

طلحہ اور زبیر بیعت کے بعد حضرت علی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں

طلحہ اور زبیر ———— یا امیر المومنین کیا آپ جانتے ہیں کہ ہم نے آپ کی بیعت کیوں کی تھی!

حضرت علیؑ ———— فرمایا، ہاں جانتا ہوں سننے پر اور اطاعت کرنے پر جیسا کہ تم نے ابوبکر، عمر اور عثمان کی کی تھی۔

طلحہ اور زبیر ———— دونوں نے کہا نہیں۔ ہم نے اس پر بیعت نہیں کی کہ ہم اس امر میں شریک ہیں۔

حضرت علیؑ ———— فرمایا نہیں۔ بلکہ تم آپس میں قول و استقامت میں شریک ہو۔

زبیر کو عراق اور طلحہ کو یمن کی گورنری کا یقین تھا۔ جب ان پر یہ بات ظاہر ہوئی کہ حضرت علی علیہ السلام ان دونوں کے علاوہ کسی اور کو عامل مقرر کر رہے ہیں تو دونوں نے آپ کی

شکایت کرنی شروع کر دی۔ زبیر نے قریش کے مجمع میں کہا کہ ——

۔ حضرت علی علیہ السلام نے ہم کو اچھا صلہ دیا۔ ہم نے عثمان کے معاملہ میں ان کا ساتھ دیا۔ اور عثمان کو مجرم ثابت کر کے قتل کرا دیا ہے۔ خود گھر بیٹھے ہیں، جب چاہے ذریعے سے اپنا مطلب نکال لیتے اب اوروں کو عامل مقرر کرنا چاہتے ہیں۔ اس میں امتیاز کی کیا بات تھی ہم تینوں اہل شوریٰ میں تھے۔ ہم لوگ ایک آدمی کو بیعت کے لئے مجبور کیا۔ ہم نے آپ کی بیعت کر لی، جو کچھ ہمارے اختیار میں تھا ان کے حوالے کر دیا۔ اب ہمارے لئے پیالہ پھر گیا ہے۔"

جب حضرت علی علیہ السلام کو ان کی بات چیت کا علم ہوا تو آپ نے عبداللہ ابن عباس کو طلب فرمایا۔ ان سے کہا ——

۔ آپ کو ان دونوں کی گفتگو کا علم ہے!

عرض کیا —— ہاں معلوم ہے۔

آپ نے فرمایا —— پھر تمہارا کیا خیال ہے؟

عرض کی —— دونوں عامل بننا چاہتے ہیں، زبیر کو بصرہ کا اور طلحہ کو کوفہ کا عامل مقرر کیجئے۔ ولید اور ابن عامر جس قدر عثمان کے نزدیک ہیں یہ دونوں آپ کے اتنے نزدیک نہیں ہیں۔

یہ سن کر حضرت علیؑ نے فرمایا —— اے ابن عباس تم پر افسوس ہے ان کے عراق میں مددگار اور مال و املاک موجود ہیں اگر یہ وہاں کے عامل بن گئے تو بے وقوف آدمی کو مال و دولت کا لالچ دیکر اپنی طرف موڑ لیں گے۔ کمزور کو مصائب میں ڈال دیں گے۔ طاقتور آدمی کو حکومت کے زور پر تابع میں لائیں گے۔ اگر کسی شخص کے ذاتی نفع یا نقصان کی خاطر عامل مقرر کرتا تو معاویہ کو شام کا عامل مقرر کر دیتا۔ اگر یہ دونوں خود عامل بننے کی خواہش نہ کرتے تو میں ان کے بارے میں غور کرتا!

طلحہ اور زبیر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عمرہ ادا کرنے کی اجازت طلب کی۔ اور کہا کہ اگر آپ یہاں مقیم ہیں تو پھر ہم عمرہ ادا کرنے کے بعد یہاں آپ کے پاس واپس آجائیں گے۔ ورنہ جہاں آپ جائیں گے۔ وہاں پہنچ جائیں گے۔

آپ نے دونوں کی طرف دیکھ کر فرمایا —— خدا کی قسم! تم عمرہ ادا کرنے نہیں بلکہ کسی اور مشن پر جا رہے ہو۔ دونوں چلے گئے

حضرت علی علیہ السلام سے بی بی عائشہ کا اختلاف کرنا

قال وذکروا ان عائشة لما اتاها انه بویع لعلیؑ وکانت خارجة عن

المدینة فقیل لها قتل عثمان و بایع الناس علیاً۔ فقالت ما کنت ابالی
ان تقع السماء علی الارض قتل والله مظلوماً وانا طالبة بدمه فقال
عبید ان اول من طعن علیه واطمع الناس فیه لانت ولقد قلت اقتلوا
نعثلاً فقد فجر فقالت عائشة قد والله قلت وقال الناس وآخر
قولی خیر من اوله فقال عبید عذر والله ضعیف یا ام المؤمنین
ثم قال منک البداء ومنک الغیر ومنک الریاح ومنک المطر وانت
امرت بقتل الامام وقلت لنا انه قد فجر فضنا اطعناک فی قتله
وقاتله عندنا من امر قال فلما اتی عائشة خبر اهل الشام انهم
ردوا بیعة علیؑ وابوا ان یبایعوه امرت فعمل لها هودج من حدید
وجعل موضع عینها ثم خرجت ومعها الزبیر وطلحه وعبدالله
بن زبیر و محمد بن طلحة۔

ترجمہ:۔ عائشہ مدینے سے باہر گئی ہوئی تھیں جب ان کو معلوم ہوا کہ لوگوں نے علی علیہ السلام کی بیعت کر لی ہے اور عثمان قتل کر دیئے گئے ہیں۔ کہنے لگیں ـــــــــ

"آسمان زمین پر کیوں نہیں گر پڑا، خدا کی قسم عثمان مظلوم قتل کئے گئے ہیں۔ میں ان کے خون کا بدلہ لوں گی"

عبید نے کہا ـــــــ سب سے پہلے آپ ہی تو عثمان کے عیوب نکالتی تھیں اور لوگوں کو آپ کے خلاف بھڑکاتی تھیں۔ اور کہتی تھیں کہ نعثل کو قتل کر دو یہ کافر ہو گیا ہے:

کہنے لگیں ـــــــ میں بھی کہتی تھی اور لوگ بھی کہتے تھے۔ میری پہلی بات سے آخری بات ٹھیک ہے:

عبید نے کہا ـــــــ جناب کی ذات سے یہ سازش تیار ہوئی اور انقلاب برپا ہوا۔ آپ ہی نے خود یہ ہوا چلائی اور بارش برسائی ہے۔ آپ نے ہی امام (عثمان) کے قتل کا حکم دیا اور ہمیں کہا کہ وہ کافر ہو گیا ہے۔ ہم نے عثمان کے قتل کرنے میں آپ کے فتویٰ کی تعمیل کی ہے۔ ہمارے نزدیک قاتل وہ ہے۔ جس نے فتویٰ دیا ہے

عائشہ کو جب معلوم ہوا کہ اہل شام نے حضرت علی علیہ السلام کی بیعت کرنے سے انکار کر دیا ہے تو اس نے لوہے کا کجاوا بنانے کا حکم دیا۔ جس میں دیکھنے کے لئے سوراخ ہوں۔ پھر حضرت علی علیہ السلام کے خلاف خروج کیا۔ طلحہ زبیر عبداللہ بن زبیر اور محمد بن طلحہ نے آپ کا ساتھ دیا۔)

عبداللہ بن عمر، سعد بن ابی وقاص اور محمد بن مسلم کا جنگ میں علی علیہ السلام کا ساتھ نہ دینا

عمار بن یاسر حضرت علی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوئے کہ "یا امیر المومنینؑ! مجھے اجازت مرحمت فرمایئے۔ تاکہ میں عبداللہ بن عمر سے ملاقات کر کے اسے اپنی طرف مائل کر سکوں"۔

آپ نے اجازت دیدی۔ عمار عبداللہ بن عمر کے پاس گئے اور کہا ——

"مہاجرین اور انصار نے حضرت علی علیہ السلام کی بیعت کر لی ہے۔ جس شخص کو ہم نے تم پر فضیلت دی ہے۔ تم اُس سے ناراض نہیں ہو۔ اگر ہم تم کو ان پر فضیلت دیں تو وہ تم سے ناخوش نہیں ہوگا۔ آپ نماز پڑھنے والوں پر تلوار سے کام لینا ناپسند کرتے ہیں۔ آپ کو بخوبی علم ہے کہ حضرت علی علیہ السلام قاتل کو قتل کرتے ہیں۔ محصن پر رجم کا حکم دیتے ہیں۔ قاتل تلوار سے اور شادی شدہ زانی پتھروں سے قتل ہوتا ہے۔ حضرت علی علیہ السلام نے کسی ایسے نماز پڑھنے والے کو قتل نہیں کیا۔ جس سے آپ پر قاتل کا حکم لگایا جائے۔"

ابن عمر نے کہا ——— میرے باپ نے شوریٰ میں ان لوگوں کو شریک کیا تھا۔ جن سے رحلت کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خوش تھے۔ ان میں سب سے زیادہ خلافت کے مستحق حضرت علی علیہ السلام تھے۔ اور اب اس بارے میں تلوار چلانے کا امکان ہے۔ لہٰذا میں اس بات کو ناپسند کرتا ہوں۔ کیا میں نے کبھی ظاہر یا پوشیدہ حضرت علی علیہ السلام سے دشمنی ظاہر کی ہے؟"

عمار نے واپس آکر آپ کو آگاہ کیا۔ فرمایا محمد بن مسلم انصاری کے پاس جانا چاہیئے۔ جب عمار اس کے پاس گئے تو محمد بن مسلم نے آپ کو خوش آمدید کہا اور کہا ———

"ملاقات اس وقت ہو رہی ہے جب کہ نظریات میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ اگر میرے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث نہ ہوتی تو میں ضرور حضرت علی علیہ السلام کا ساتھ دیتا۔ لیکن اے عمار! کیا کروں میرے پیش نظر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایک فرمان ہے۔ جس نے مجھے مجبور کر دیا ہے۔"

عمار نے پوچھا ——— وہ کیا ہے؟

کہا ——— رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اگر مسلمان آپس میں لڑتے ہوں۔ یا نماز پڑھنے والے آپس ہی لڑتے ہوں تو کسی کا ساتھ نہ دینا۔

عمار نے کہا ـــــ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اگر مسلمانوں کو آپس میں لڑتا دیکھو تو کسی کا ساتھ نہ دو۔ تو یاد رکھو کہ تم مسلمانوں کو کبھی تلوار سے لڑتا نہ دیکھو گے۔ اور آنحضرتؐ نے تم سے نماز پڑھنے والوں کے متعلق فرمایا تھا۔ تو اس حدیث کو آپ کے ساتھ کوئی اور سننے والا ہے۔ اس بات کی تو صرف تم ہی گواہی دیتے ہو۔ حجۃ الوداع کے فرمان کے بعد اس کی کیا وقعت ہے۔ اور وہ فرمان یہ تھا کہ تم پر ایک دوسرے کا خون بہانا اور مال کھانا حرام ہے۔ مگر بدبختی اس حکم میں شامل نہیں ہیں۔ اے محمد! لیل کہو کہ تم بدبختوں سے لڑنا نہیں چاہتے؟

محمد نے کہا ـــــ اے ابو یقظان بات ختم کرو۔

پھر عمار سعد بن ابی وقاص کے پاس آئے اور اس سے اس مسئلہ پر بات چیت کی تو وہ بیہودہ باتیں کرنے لگا۔ عمار حضرت علی علیہ السلام کے پاس آئے اور آپ کو ان تمام باتوں سے آگاہ کیا۔ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا ـــــ

"ان لوگوں کو چھوڑ دیجئے۔ ابن عمر کمزور ہے۔ سعد حاسد ہے اور محمد بن مسلم میرا ساتھ اس لئے نہیں دے گا۔ کیونکہ میں نے اس کے بھائی مرحب یہودی کو خیبر کی جنگ میں قتل کیا تھا۔

مروان کا مدینے سے بھاگنا

جب لوگوں نے حضرت علی علیہ السلام کی بیعت کر لی تو مروان مدینے سے بھاگ کر مکہ میں بی بی عائشہ سے جا کر مل گیا۔ عائشہ نے پوچھا مدینہ کی کیا حالت ہے!

کہا مغلوب ہو گئے ہیں۔ اس سے مکہ کے ایک شخص نے کہا۔ تمہیں حضرت علی علیہ السلام سے بچنا چاہیئے۔ وہ تمہاری تلاش میں ہیں۔ تم ان سے بھاگ آئے ہو۔

مروان نے کہا ـــــ یہ نہیں ہو گا کہ آپ مجھے شک کی بنا پر پکڑیں۔ جب آپ کو کسی بات کا یقین ہو جائے گا۔ تب آپ میرے خلاف ہوں گے۔ جب آپ کی تلوار سے بچ جاؤں گا۔ تو زبان سے بدنہاد کی تلوار سے محفوظ رہوں گا۔

اس شخص نے کہا ـــــ جب اللہ تعالیٰ آپ کی زبان کو تمہارے بارے میں تنگ کرے گا۔ تو تلوار کو بھی ضرور بلند کرے گا۔

مروان نے کہا ـــــ ایسا ہرگز نہ ہو گا۔ کیونکہ زبان میں ادب اور تلوار

ـــــ رسول اللہ نے فرمایا تھا۔ جس کا میں حاکم ہوں۔ اس کے علیؑ حاکم ہیں۔"

یوں حکم ہوتا ہے:

حضرت علی علیہ السلام کا مدینہ سے نکلنا

حضرت علی علیہ السلام چار ماہ تک مدینہ میں رہے اور معاویہ کے جواب کا انتظار کرتے رہے۔ پہلے آپ نے اس کو امید افزا اور دوسری دفعہ تہدید آمیز خط لکھا۔ معاویہ نے تین ماہ تک جواب نہ دیا بعد میں غیر مناسب جواب دیا۔

حضرت علی علیہ السلام نے مدینہ میں قثم بن عباس کو اپنا نائب مقرر کیا جو سمجھدار آدمی تھا۔ ان کو کہا کہ وہ جس قدر جلد ممکن ہو سکے آجائیں اور کسی ناپسندیدہ شخصیت کو ساتھ نہ لائیں۔ جب آپ مدینہ سے چلے گئے تو لوگ آپ کے بارے میں فکرمند رہتے۔ آپ کے بیٹے امام حسن، امام حسین اور حضرت محمد علیہم السلام آپ کے ساتھ چلے۔

راستہ میں عقیل بن ابی طالب کا خط ملا جس میں یہ عبارت تحریر تھی۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اما بعد! ——— میرے بھائی اللہ تعالیٰ آپ کو اپنی حفاظت میں رکھے اور مصیبت سے محفوظ فرمائے۔ میں عمرہ کی غرض سے مکہ گیا۔ عائشہ سے ملا۔ ان کے ساتھ طلحہ اور زبیر تھے۔ یہ سب بصرہ جا رہے ہیں انہوں نے بیعت کو توڑ ڈالا ہے۔ اور آپ کے خلاف ہو گئے ہیں۔ عثمان کے قتل کی ذمہ داری آپ پر تھوپتے ہیں۔ باغیوں اور اوباشوں کی بہت بڑی تعداد ان کی ہمنوا ہو گئی ہے۔ عبداللہ بن ابی سرح تقریباً چالیس ہزار کا لشکر لے کر نکلا۔ ابن طلقا بنو امیہ کی اولاد ہیں۔ میں نے ان سے بات چیت کی ہے۔ ان کے چہروں سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ منکر ہو گئے ہیں۔ کیا یہ معاویہ سے نہ مل جائیں گے؟ خدا کی قسم انہوں نے کھلم کھلا آپ سے دشمنی شروع کر دی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے نور کو بجھانا اور حکم خدا کو تبدیل کرنا چاہتے ہیں۔ پھر میں مکہ چلا آیا ہوں لوگوں کو چہ میگوئیاں کرتے دیکھتا ہوں۔

ضحاک بن قیس نے ڈاکہ ڈال کر حیرہ اور یمامہ کو لوٹ لیا ہے۔ ضحاک نے آپ کے خلاف جرأت سے کام لیا ہے۔ کون ضحاک وہی ذلیل اور کمینہ ضحاک۔

مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ کے مددگاروں نے آپ کا ساتھ چھوڑ دیا ہے۔ ہاں جائے اس بات میں آپ کا کیا حکم ہے۔ اگر موت چاہتے ہو تو اپنے باپ اور بھائی کی اولاد کو بلا لو۔ ہم زندگی اور موت میں آپ کے ساتھ رہنا چاہتے ہیں۔ خدا کی قسم میں آپ کے بعد زندہ رہنا نہیں چاہتا۔ آپ کے بعد دنیا میں زندہ رہنا بے مزہ

اور یہ لعنت ہے۔ والسلام!

حضرت علی علیہ السلام نے جواب تحریر فرمایا۔ ———

"میرے بھائی اللہ تعالیٰ آپ کا نگہبان ہو۔ وعیدہ وعیدہ ہے۔ عبدالرحمٰن ازدی تمہارا خط لے کر آیا۔ جس میں ابن ابی سرح کی ملاقات کا ذکر تھا۔ وہ بنوامیہ کے طلقا کے چالیس ہزار فرزندوں کی جماعت لیکر مغرب کی طرف جا رہا تھا۔ اے بھائی ابن ابی سرح کس باغ کی مولی ہے۔ مدت تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کتاب خدا اور سنت کی تبلیغ سے روکے رکھا۔

ابن ابی سرح اور قریش کو گمراہی میں رہنے دو۔ قریش نے تیرے بھائی کے ساتھ جنگ کرنے کے لئے گٹھ جوڑ کر رکھا ہے۔ اس سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلاف کمر باندھ لی تھی۔ یہ میرے حق کے منکر اور میری فضیلت کے انکاری ہیں میرے ساتھ لڑنے پر آمادہ ہیں۔ اس کوشش میں ہیں کہ نور خدا کو بجھا دیں۔ انہوں نے میری قطع رحمی کی ہے۔ مجھ پر ظلم کیا ہے۔ میرے ابن عم کی سلطنت مجھ سے چھین لی اور اس کے سپرد کی جو میرا قرابت دار نہیں تھا۔

اسلام میں میرا حق۔ اسلام میں میری سبقت ایسی ہے کہ اس کا کوئی مدعی نہیں ہو سکتا۔ اگر کوئی مدعی ہے تو میں اس کو نہیں جانتا اور نہ ہی اللہ تعالیٰ اس کو جانتا ہے اس پر اللہ تعالیٰ کا بہت شکر ہے۔

ضحاک کی لوٹ مار جو اس نے حیرہ اور دیار میں کی ہے۔ وہ تو نہایت ذلیل اور کمینہ ہے اس سے زیادہ کی توقع کی جا سکتی ہے۔ میں مسلمانوں کا لشکر لیکر اس کی سرکوبی کے لئے گیا تھا۔ جب اس کو میری آمد کا علم ہوا تو بھاگ گیا۔ میں نے اس کا پیچھا کیا اور راستہ میں جا لیا۔ شام کے وقت اس کے لشکر سے لڑائی ہوئی۔ اس کے دس کے قریب ساتھی مارے گئے۔ وہ پھندے سے نکل گیا۔ اگر رات نہ ہوتی تو کبھی نہ بھاگتا۔

میں ان لوگوں سے جہاد کرنا چاہتا ہوں۔ حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کروں۔ اگر زیادہ لوگ میرے پاس جمع ہو گئے تو اس سے میری عزت زیادہ نہ ہو گی۔ اور نہ ہی ان کا مجھ سے جدا ہونا پریشانی کا باعث ہو گا۔ میں حق پر ہوں۔ اللہ تعالیٰ حق والوں کا ساتھی ہے۔ میں حق پر ہوتے ہوئے موت سے نہیں ڈرتا۔ بھلائی تو موت کے بعد حاصل ہو گی جس کے پاس عقل ہے۔ اس نے حق کی دعوت دی ہے۔

آپ نے اپنی اور اپنے ماں باپ کی اولاد کے بیٹے کا جو ذکر کیا ہے۔ اس کی مجھے ضرورت نہیں ہے۔ انہیں ہدایت یافتہ رہنے دو۔ خدا کی قسم میں نہیں چاہتا کہ اگر میں ہلاک ہوں تو وہ میرے ساتھ ہلاک ہوں۔ میں تو اس طرح کہتا ہوں جیسی

طرح بنو سلیم کے حبانی نے کہا ہے :۔

"اگر تم مجھ سے پوچھتی ہو کہ میرا صبر کیسا ہے۔ تو میں تمہیں آگاہ کرتا ہوں کہ میں زمانے کی مصیبت پر بڑا صبر کرنے والا ہوں۔

حضرت ام سلمہ سلام علیہا کا خط بی بی عائشہ کی طرف!

جب بی بی عائشہ طلحہ اور زبیر کیساتھ چلی گئیں اور حضرت علی علیہ السلام کیساتھ لڑنے کے لئے تیار ہو گئیں تو ام المومنین حضرت ام سلمہ نے عائشہ کو خط لکھا جس کا خلاصہ یہ تھا :۔

"کہ اللہ تعالےٰ نے تم پر پردہ واجب قرار دیا ہے۔ اس کو ضائع نہ کر دو تمہیں علم ہے کہ دین کے ستون عورتوں سے قائم نہیں رہتے۔ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمہیں اونٹ پر سوار دیکھ لیں تو کیا کہیں گے؟

اللہ تعالیٰ نے تم پر پردہ فرض قرار دیا ہے۔ اور تم نے اس کی بے حرمتی کی ہے۔ جو کام تم نے کیا ہے۔ اگر میں کروں۔ پھر مجھ سے قیامت کے روز کہا جائے کہ جنت میں داخل ہو جاؤں۔ تو مجھے جنت میں داخل ہونے سے شرم آئے گی۔ اللہ تعالیٰ کے پردہ کی بے حرمتی کی وجہ سے جس کو اس نے مجھ پر فرض قرار دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے پردہ کو اپنے لئے قلعہ تصور کرو۔"

عدی بن حاتم کا اپنی قوم کو

حضرت علی علیہ السلام کی مدد کیلئے آمادہ کرنا

عدی بن حاتم حضرت علی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی :۔

"یا امیر المومنینؑ! اگر میں اپنی قوم کی طرف چلا جاؤں تو انہیں آپ کی آمد سے مطلع کر دوں گا اور آپ کی مدد کے لئے آمادہ کرنے کی کوشش کروں گا۔

آپ نے فرمایا — ہاں ٹھیک ہے۔

عدی اپنی قوم میں آئے۔ سرداران طے آپ کے پاس آئے۔ آپ نے ان سے کہا :۔

"اے گروہ طے! شرک کی حالت میں تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدد نہیں کی۔ اور اسلام لانے کے بعد تم نے اللہ اور اس کے رسولؐ کی مدد کی۔ مرتدین کے مقابلے کے لئے حضرت علی علیہ السلام آپ کے پاس تشریف لائے

والے ہیں۔ تم جاہلیت میں دنیا کی خاطر لڑا کرتے تھے۔ اور اسلام لانے کے بعد آخرت کے لئے لڑو۔ اگر تم دنیا چاہتے ہو تو اللہ تعالیٰ کے پاس مالِ غنیمت کثرت سے ہے میں تمہیں دنیا اور آخرت کی طرف بلاتا ہوں۔ میں نے تمہاری طرف سے وفاداری کی ضمانت دی ہے۔ اور تمہارے ذریعے دوسروں سے فخر کرتا ہوں۔ میری بات قبول کرو تم عرب میں گھر کے لحاظ سے زیادہ عزت والے ہو۔ تمہاری معاشی حالت بہتر ہے اور لڑنے کے لئے تمہارے پاس گھوڑے بھی موجود ہیں۔ اپنے اہل و عیال کے لئے بہترین معاش تلاش کرو، اور اپنے فضول گھوڑوں کو جہاد کے لئے تیار کرو۔ حضرت علی علیہ السلام تمہارے علاقے میں تشریف لا چکے ہیں۔ آپ کے ساتھ مہاجرین، اصحاب بدر اور انصار ہیں۔ تم تعداد میں ان سے زیادہ ہو۔ حضرت علی علیہ السلام کے ساتھ شامل ہو جاؤ۔ یہ وہ راستہ ہے۔ جس پر چل کر انسان جنت کے لئے زندہ رہتا ہے۔ اور اس دولت حاصل کرتا ہے۔ خوش رہتا ہے۔ شہیدوں کو اس راہ میں زندگی اور رزق ملتا ہے۔

طے کی قوم متفق علیہ ہو کر پکار اٹھی ------ ہمیں منظور ہے ------ ان کی آواز اس قدر بلند تھی کہ قریب تھا کہ آدمی بہرے ہو جائیں۔

جب حضرت علی علیہ السلام قبیلہ طے میں تشریف لائے تو ان میں سے ایک بہت بوڑھے بزرگ نے ابرو اٹھا کر دیکھا اور عرض کی ------

"آپ علی بن ابی طالب ہیں؟"

آپ نے فرمایا ------ میں ہوں۔

اس نے عرض کی ------ خوش آمدید خوش آمدید!

ہم نے آپ کو اپنے اور اللہ کے درمیان واسطہ بنایا ہے۔ اور عدی ہمارے اور آپ کے سامنے موجود ہیں۔ ہم ان کے اور لوگوں کے درمیان ہیں۔ اگر آپ ہمارے پاس اس حالت میں بھی آتے کہ ہم نے آپ کی بیعت نہ کی ہوتی تو پھر بھی ہم آپ کی مدد کرتے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قرابت کی وجہ سے اور آپ کے نیک دلوں کی وجہ سے۔ آپ کے بارے میں بھلائی کی جو بات کہی جاتی ہے۔ اگر وہ درست ہے تو پھر آپ کے اور قریش کے درمیان تنازعہ باعثِ تعجب ہے۔ جب کہ انہوں نے آپ کو مؤخر کر دیا اور غیر آدمی کو آگے بڑھایا....

تشریف لے چلیے۔ خدا کی قسم طے میں سے ایک آدمی بھی آپ کی مخالفت نہیں کرے گا۔ مگر غلام اور ایسا ویسا آدمی وہ بھی آپ کی اجازت کے ساتھ۔ طے کے تیرہ ہزار سوار آپ کے ساتھ چل پڑے۔

زفر بن زید کا اپنی قوم کو حضرت علی علیہ السلام کی مدد کے لئے آمادہ کرنا

زفر بن زید بن حذیفہ اسدی بنی اسد کے سرداروں میں سے تھا۔ آپ کی خدمت حاضر ہوا۔ اور عرض کی۔ ـــــــ

"یا امیر المومنینؑ: طی ہمارے بھائی اور ہمارے ہمسائے ہیں۔ عدی نے آپ کی نصرت کا وعدہ کیا ہے۔ اور میری قوم بھی میری بات مانتی ہے۔ آپ اجازت دیں تاکہ میں جا کر انہیں آپ کی نصرت کے لئے آمادہ کر دوں"۔

آپ نے اس کو اجازت مرحمت فرمائی۔ اس نے اپنی قوم کو جمع کیا اور کہا۔ ـــــــ

"اے بنی سعد! عدی بن حاتم نے اپنی تمام قوم کو نصرت کی ضمانت دی ہے۔ انہوں نے عدی کی بات کو مان لیا ہے۔ انہوں نے اپنی باگ ڈور اس کے ہاتھ میں دیدی ہے۔ غنی نے غنی سے اور فقیر نے فقیر سے کوئی حیل و حجت نہیں کی۔ اور ایک دوسرے سے ایسی ہمدردی کی ہے جس طرح کہ مہاجرین نے ہجرت کے وقت اور انصار نے مال کی قربانی کرنے کے وقت کی ہے۔ وہ تمہارے ہمسائے ہیں اور ہر حال میں شریک ہیں۔

میں اللہ تعالیٰ کی قسم دیکر تمہیں کہتا ہوں کہ کل لوگ یہ نہ کہیں کہ طے نے حضرت علی علیہ السلام کی مدد کی اور بنو اسد نے ان کو چھوڑ دیا۔ ہمسائے کا ہمسائے سے قیاس کیا جاتا ہے۔ جیسے ایک جوتا دوسرے جوتے کی مانند ہوتا ہے۔

اگر تمہیں ان کے بارے میں خوف ہے تو ان کے علاقے میں پھیل جاؤ اور ان کے پہاڑوں میں اکٹھے ہو جاؤ۔ یہ وہ دعوت ہے جس کا ثواب دنیا اور آخرت میں اللہ تعالیٰ کی جانب سے ملتا ہے"۔

ان میں سے ایک آدمی کھڑا ہوا۔ اور کہنے لگا۔ ـــــــ

"اے زفر تو عدی کی مانند نہیں ہے اور نہ اسد طے کی مانند ہے۔ جب عرب مرتد ہو گئے تھے تو طے اسلام پر ثابت قدم رہے۔ عدی نے صدقے کیا تو سخاوت کی۔ اپنی قوم کے ذریعے تمہاری قوم سے جنگ کی۔ خدا کی قسم اگر طے کا تمام کا تمام قبیلہ چلا جائے۔ تو ان کے پہاڑ ان کے گھروں کی حفاظت کر سکتے ہیں۔ اگر ہم دو گنا تعداد میں بھی ہوں۔ تو پھر بھی ہمیں اپنے گھروں کی حفاظت کا خوف رہتا ہے۔ اگر آپ

ہم سے اس بات کی توقع کرتے ہیں جو عدی کر چکے تھے۔ تو یہ ناممکن ہے۔ اگر آپ ساتھ نہ دینے والوں کی بات اور گنہگاروں کی نافرمانی ماننے کو تیار رہیں تو یہ ہو سکتا ہے۔"

زفر کے ساتھ بنی اسد کی ایک جماعت ہو گئی۔ طے کی جماعت کی مانند نہیں۔ زفر ان کو لیکر حضرت علی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔

عائشہ، طلحہ، اور زبیر کا بصرہ کی طرف روانہ ہونا۔

جب طلحہ، زبیر اور بی بی عائشہ تینوں جمع ہو گئے۔ تو وہ مکہ سے روانہ ہوئے۔ عبداللہ بن عامر ان کے پاس آیا اور انہیں بصرہ آنے کی دعوت دی۔ اور وعدہ کیا کہ وہاں کے لوگ آپ کا ساتھ دیں گے۔ اور مال و دولت ملے گی۔

سعید بن عاص نے طلحہ اور زبیر سے کہا۔ ـــــــــ

"عبداللہ بن عامر تمہیں تو بصرہ کی طرف بلاتا ہے۔ لیکن وہ خود بھگوڑے غلام کی طرح بصرہ سے بھاگ گیا ہے۔ اور وہ عثمان کے بھتیجے ہیں۔ عامر بصرہ والوں کے ذریعے حضرت علی علیہ السلام سے لڑنا چاہتا ہے۔ حالانکہ انہیں آپ کی اطاعت کرنی چاہیئے جب ان سے ملنے گیا تھا تو حال تھا۔ جب واپس ان کے پاس آئے گا تو جھگڑا ہو گا۔ تم سے جو اس نے مال اور آدمیوں کا وعدہ کیا ہے یہ بھی درست نہیں مال تو اس کے پاس موجود ہے۔ لیکن آدمی ایک بھی نہیں:

مروان بن الحکم نے طلحہ اور زبیر سے کہا کہ ـــــــــ

"جس طرح حضرت علی علیہ السلام نے لوگوں کو اپنی بیعت کی دعوت دی تھی۔ اسی طرح تم بھی لوگوں کو اپنی بیعت کی دعوت دو۔ اگر لوگوں نے تمہاری بیعت کر لی۔ تو تم علی علیہ السلام سے مقابلہ کر سکو گے۔ اور اگر لوگوں نے تمہاری بیعت نہ کی جیسا کہ تم کو یقین ہے۔ تو پھر تمہیں دخل دینے کا کیا حق حاصل ہے۔"

طلحہ نے کہا ـــــــــ ہم لوگوں کو اپنی بیعت کی دعوت اس لئے نہیں دیتے کہ حضرت علی علیہ السلام کی بیعت عام لوگوں نے کر لی ہے۔

زبیر نے کہا ـــــــــ نیز ہمارے لئے مشکل ہے کہ ہم نے عثمان کی مدد میں ڈھیل کی ہے۔ اور حضرت علی علیہ السلام کی بیعت کرنے میں جلدی کی ہے۔

ولید بن عتبہ نے کہا۔ ـــــــــ

"اگر تم دونوں نے یہ کام برا کیا ہے تو اچھا ہے۔ اگر غلطی کی ہے تو ٹھیک ہے آج کا دن گزشتہ دن سے اچھا ہے۔

مروان نے کہا ——— میری وابستگیاں شام کیساتھ ہیں۔ اگرچہ ہلاکت میں کیوں نہ پڑ جاؤں۔

سعید بن عاص نے کہا ——— میں تو گھر جاتا ہوں۔

طلحہ نے زبیر سے کہا ——— کہ لوگوں کی رائے کو اپنے حق میں ہموار کرنے سے بہتر ہے کہ ہم عبداللہ بن عمر کے پاس جائیں انہیں اپنے حق میں کریں۔ وہ دونوں عبداللہ بن عمر کے پاس گئے اور کہا کہ ———

"ہماری ماں عائشہ اس امر میں تیار ہو گئی ہیں کہ لوگوں کے درمیان اصلاح کی خاطر چلیے۔ آپ کو ان کیساتھ خصوصیت حاصل ہے۔ اگر لوگوں نے ہماری بیعت کی تو آپ اس کے زیادہ مستحق ہوں گے"

عبداللہ بن عمر نے کہا ——— تم مجھے گھر سے نکال کر حضرت علی علیہ السلام کے پنجے میں پھنسانا چاہتے ہو۔ لوگ تو درہم و دینار لیکر دھوکہ دیتے ہیں اور ساتھ چھوڑ دیتے ہیں۔ میں نے ارادتاً اس کام میں ہاتھ نہیں ڈالا۔ میں اسی میں بھلائی سمجھتا ہوں"

یہ جواب سن کر وہ دونوں واپس چلے گئے۔ ان کے پاس یعلیٰ بن منیہ جو عامل عثمان تھا وہیں سے چار سو اونٹ سواری کے لیے لیکر آگیا۔

زبیر نے کہا ——— اونٹوں کو چھوڑئیے۔ ہم اس مال سے قرض لے لیں گے۔

زبیر نے ستر ہزار اور طلحہ نے چالیس ہزار درہم قرض لیا۔ پھر انہوں نے چلنے کی تیاری شروع کر دی۔ زبیر نے کہا ———

"چلنا چاہیئے کیونکہ وہ آدمی مال میں رہے گا۔ اور شام پر وہ شخص قابض ہے جو مقتول کا چچازاد بھائی ہے سمجھنے کے اجتماع کے بعد ہمارا ساتھ دے گا۔

عبداللہ بن عامر نے کہا ——— بصرہ جانا چاہیئے۔ اگر تم حضرت علی علیہ السلام پر غالب آگئے تو شام کہیں نہیں جا سکتا۔ اور اگر علی علیہ السلام ہم پر غالب آگئے تو شام تمہارے لئے ڈھال کا کام دے گا۔ (اس نے کہا) میرے پاس اہل بصرہ کے خطوط موجود ہیں جو انہوں نے اس بارے میں تحریر کئے ہیں۔

یعلیٰ بن منیہ نے جو بہت دھوکہ باز آدمی تھا۔ کہا ———

"شام میں معاویہ کے پاس جانے سے پہلے ذرا سوچ لو۔ معاویہ پہلے ہی شام میں ایک جماعت کے ساتھ موجود ہے۔ تم ایک چھوٹے گروہ کی صورت میں کل شام جا رہے ہو۔ معاویہ عثمان کا ابن عم ہے نہ کہ تم لوگ! اگر وہ تمہیں شام سے نکال دے یا کہے کہ میں اس بارے میں شوریٰ قائم کرتا ہوں تو اس وقت تم کیا

کروگے؟ شوریٰ قائم کروگے یا تم دونوں اس بارے میں شوریٰ سے نکل جاؤگے؟ کس قدر خراب بات ہے کہ تم اس شخص کے پاس جا رہے ہو۔ جس کے پاس تم سے پہلے حکومت موجود ہے۔ اور تم اس کو حکومت سے الگ کرنا چاہتے ہو؟

لوگوں نے کہا ——— پھر کہاں چلیں؟

کہا ——— بصرہ جانا چاہیئے۔

زبیر نے عبداللہ بن عامر سے پوچھا کہ ——— بصرہ میں چیدہ چیدہ آدمی کون کون ہیں؟

کہا ——— کل تین آدمی ہیں جن کا لوگ حکم مانتے ہیں۔ ان میں کعب بن سور زبیدہ میں منذر بن ربیعہ اور بصرہ میں احنف بن قیس۔

طلحہ اور زبیر نے کعب بن سور کے پاس خط لکھا۔ جس میں یہ عبارت درج تھی۔

اما بعد! ——— آپ عمر بن خطاب کی طرف سے قاضی تھے۔ تمام اہل بصرہ کے شیخ اور اہل یمن کے سردار ہو۔ عثمان کو سخت تکلیف دے کر قتل کیا گیا ہے آپ کو اس کے قتل ہونے پر ناراض ہونا چاہیئے۔ والسلام!

احنف بن قیس کی طرف لکھا ———

اما بعد! ——— تمہارے باپ جاہلیت میں رئیس اور اسلام میں سردار تھے۔ تمہیں باپ سے دوسرا درجہ حاصل ہے۔ عثمان قتل کر دیئے گئے ہیں۔ تم اس سے کہیں اچھے ہو۔ والسلام!

طلحہ اور زبیر کے خطوط جب لوگوں کے پاس پہنچے تو زیاد بن مضر، نعمان بن شوال اور عزوان نے کہا کہ ——— ہمارا قریش کے لوگوں سے کیا واسطہ؟ یہ تو ہمیں اسلام سے نکال کر شرک میں داخل کرنا چاہتے ہیں۔ عثمان قتل ہوئے، علی علیہ السلام کی بیعت ہوئی۔ ہمیں ان کے نفع نقصان میں شامل ہونے کا کیا فائدہ؟

کعب بن سور نے طلحہ اور زبیر کو لکھا۔ ———

اما بعد ——— عثمان کی تکلیف سے ناراض ضرور ہیں۔ مگر جب فیصلہ تلوار سے ہوتا ہے تو اس میں دخل نہیں دیتے۔ اگر عثمان ظالم تھا اور مارا گیا تو تمہیں اس میں کیا سروکار! اگر مظلوم مارا گیا تو اس کے وارث اس کے خون کے حق دار ہیں نہ کہ تم۔ جو لوگ وہاں موجود تھے۔ اگر وہ حق و باطل کا فیصلہ نہیں کر سکتے تو ان لوگوں کے لئے جو وہاں موجود نہیں تھے یہ فیصلہ کرنا اور بھی زیادہ مشکل ہو جائے گا۔

والسلام!

احنف نے دونوں کو لکھا :- امابعد ــــــــ

"جو بات بھی تمہارے ہاں سے ہمارے ہاں پہنچی ہے ۔ ہم نے اس میں کبھی شک نہیں کیا ۔ سوائے قتل عثمان کے اور تم ہمارے پاس آئے ہو ۔ اگر بزرگوں کا اس میں کوئی دخل نہیں ہے تو ہمارے پاس اور تمہارے پاس اس کا کوئی قطعی ثبوت نہیں ہے ۔ والسلام"

منذر نے لکھا : ــــــــ

" امابعد ــــــــ میں حلالی پر قائم رہتے ہوئے اہل شر لوگوں میں سے نہیں بننا چاہتا ۔ جیسی تنگ دو دو کی دکھا رہے ہو ۔ ویسی پہلے دکھاتے جب عثمان تمہارے سامنے موجود تھا ۔ اس کو چھوڑ دیا اور اس کی کوئی مدد نہ کی ۔ اب جو اس کی مدد کے لئے کمر بستہ ہو تو یہ بات کہاں سے نکالی ہے ۔ اور اب تمہاری یہ رائے کیوں کر پیدا ہوئی ہے ۔ والسلام"

جب طلحہ اور زبیر نے ان لوگوں کے خطوط کو پڑھا تو دونوں کو بُرا لگا اور ناراض ہوگئے دوسرے روز مروان طلحہ اور زبیر سے ملا اور کہا :- ــــــــ

" دوبارہ ابن عمر سے ملاقات کرو شاید وہ تمہارے ساتھ متفق ہو جائے"

دونوں دوبارہ ابن عمر کے پاس گئے ۔ طلحہ نے کہا :- ــــــــ

" اے ابو عبدالرحمن خدا کی قسم ہم نے حق کو ضائع کر دیا اور چھوڑ دیا ہے جب معاملہ کھل کر سامنے آیا تو ہم نے حق فیصلہ کیا ۔ حضرت علی علیہ السلام نے بیعت لینے کا فیصلہ کیا اور معاویہ نے بیعت نہ دینے کا فیصلہ کیا ۔ ہماری رائے یہ ہے کہ اس معاملہ کو ہم شوریٰ میں لے جائیں ۔ اگر آپ ہمارے اور ام المومنین کے ساتھ چلیں تو تمام امور درست ہو جائیں گے ۔ ورنہ یہ بات قوم کے لئے ہلاکت کا باعث ہے"

ابن عمر نے کہا :- ــــــــ

" اگر تمہاری بات درست ہے تو میں نے نیکی کو کھو دیا ۔ اگر تمہاری بات غلط ہے تو میں نے شر سے نجات پائی ۔ تمہیں معلوم ہونا چاہیئے کہ عائشہ کے لئے گھر میں بیٹھنا کجاوے میں سوار ہونے سے بہتر تھا ۔ تمہارے لئے مدینہ میں رہنا بصرہ کے رہنے سے بہتر تھا ۔ ذلت کو اٹھانے سے بہتر تھی ۔ علی علیہ السلام سے تو وہی لڑ سکتا ہے جو آپ سے بہتر ہو ۔ جہاں تک شوریٰ کا تعلق ہے ۔ اس کا انعقاد ختم ہو چکا ہے اور اس بارے میں تم نے تاخیر سے کام لیا ہے ۔ شوریٰ تو وہی منعقد کر سکتے ہیں جنہوں نے اس بارے میں پہلے حکم دیا تھا ۔ مجھے معاف رکھیئے"

وہ دونوں واپس آ گئے ۔ مروان نے کہا ــــــــ اس معاملہ میں حفصہ کی مداخلت

انہوں نے واپس جانے سے انکار کر دیا۔ سعید بن عاص یمن میں اور مغیرہ طائف میں چلا گیا۔ یہ دونوں جنگ جمل اور صفین میں شامل نہ ہوئے۔ جب طلحہ اور زبیر لوگوں کو لیکر حواب کے چشمے پر پہنچے اور ان کے ساتھ عائشہ بھی تھیں۔ تو بی بی نے دیکھ کر حواب کے کتے بھونکنے لگے

عائشہ نے محمد بن طلحہ سے کہا ——— یہ کون سا چشمہ ہے۔

اس نے کہا ——— حواب کا چشمہ ہے۔

کہنے لگیں کہ ——— میں مدینے واپس جاتی ہوں۔

پوچھا ——— کیوں؟

کہنے لگیں کہ ——— میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی عورتوں سے فرماتے ہوئے سنا ہے کہ تم میں سے ایک عورت ایسی ہوگی۔ جس کو حواب کے کتے بھونکیں گے۔ اے حمیرا تم بچتی رہنا۔ تم وہ نہ ہونا۔

طلحہ کے بیٹے محمد نے کہا ——— خدا آپ پر رحم کرے۔ ان باتوں کو چھوڑیئے عبداللہ بن زبیر نے جھوٹی قسم کھا کر کہا کہ یہ حواب کا چشمہ نہیں ہے۔ اور گواہوں کے ... پر وہاں کے بدوؤں کو پیش کیا۔ انہوں نے جھوٹی گواہی دی۔ یہ اسلام میں پہلی جھوٹی گواہی تھی۔ جب بصرہ کے قریب پہنچے تو عثمان بن حنیف جو حضرت علی علیہ السلام کی طرف سے بصرہ کا والی تھا۔ گھبرا کر کہنے لگا ———

اے لوگو تم نے اللہ کی بیعت کی ہے۔ اللہ کا ہاتھ ان کے ہاتھوں کے اوپر ہے جو بیعت کو توڑے گا خود اپنا نقصان کرے گا۔ جو اللہ تعالےٰ کے عہد کو پورا کرے گا تو اللہ اس کو اجر عظیم دے گا ——— خدا کی قسم اگر حضرت علی علیہ السلام یہ بات جانتے کہ تم دونوں خلافت کے مستحق ہو۔ تو آپ ہرگز خلافت قبول نہ کرتے۔ اگر لوگ آپ کی بیعت نہ کرتے تو آپ ضرور اس کی بیعت کرتے جس کی لوگ بیعت کرتے جس کو وہ خلیفہ مقرر کرتے آپ اس کی اطاعت کرتے۔ اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں سے کسی کو بھی خلافت کی حاجت نہیں ہے اور نہ کوئی اس سے مستغنی ہے۔ حضرت علی علیہ السلام صحابہ کی خرابیوں میں ان کے ساتھ شریک نہیں ہیں ان دونوں نے آپ کی بیعت کی۔ دودھ کٹنے سے پہلے دودھ پینا چھوڑ دیا۔ ولادت کے پہلے دودھ آگیا حمل سے پہلے بچہ پیدا ہو گیا۔ ان دونوں نے اللہ تعالیٰ کا ثواب بدل سے طلب کیا یہ لوگوں کو کہتے ہیں کہ انہوں نے بیعت مجبوری کے ساتھ کی ہے ... اس طرف ہے جہاں عام لوگ قائم ہوں۔ عوام الناس نے حضرت علی ... بیعت کی ہے۔ اے لوگو اس بارے میں تمہاری کیا رائے ہے؟

حکم بن جبل عبدی نے کہا ——— میری رائے یہ ہے کہ ... ہے

پاس آئیں گے تو ہم قتل کر دیں گے۔ اگر توقف کریں گے تو ان کو سمجھائیں گے۔ خدا کی قسم مجھے اس بات کی پرواہ نہیں۔ میں دونوں سے اکیلا لڑوں گا۔ اگرچہ میں زندہ رہنے کو دوست رکھتا ہوں۔ مجھے راہِ حق میں مرنے سے کوئی خوف یا دہشت نہیں ہوتی۔ یہ ایسی دعوت ہے، کہ جو اس میں مر جائے گا وہ شہید ہوگا۔ اور جو زندہ بچے گا۔ وہ کامیاب ہوگا۔ اجر سے پہلے اللہ تعالیٰ کی طرف جلدی کرنا۔ دُنیا میں تاخیر کرنے سے بہتر ہے۔ ربیعہ کا قبیلہ آپ کے ساتھ ہوگا۔

طلحہ، زبیر اور بی بی عائشہ کا بصرہ آنا

طلحہ اور زبیر جب بصرہ آگئے۔ تو عثمان بن حنیف نے دو آدمیوں کے ذریعے طلحہ اور زبیر سے معذرت طلب کی عمران بن حصین صاحب رسول اللہؐ اور ابو الاسود دوئلی کو بلا کر طلحہ کے اور زبیر کے پاس بھیجا۔ دونوں نے طلحہ کو آواز دی وہ آگیا۔ ابو الاسود دوئلی نے کہا۔ کہ تم نے ہمارے مشورہ کے بغیر عثمان کو قتل کر دیا ہے۔ جب حضرت علی علیہ السلام کی بیعت کی تو اس میں بھی ہمارا مشورہ نہیں لیا۔ ہمیں عثمان کے قتل اور حضرت علی علیہ السلام کی بیعت پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔ نامعلوم تمہاری رائے کیوں تبدیل ہو گئی کہ تم نے حضرت علیؑ کی بیعت توڑ دی۔ ہم پہلی بات پر قائم ہیں۔ تم بیعت کرنے کے بعد پھر گئے ہو۔

عمران نے طلحہ سے کہا کہ ——— تم نے عثمان کو قتل کیا۔ جب تم نے اس بات کو معیوب نہ سمجھا تو ہم نے بھی اس بات کو معیوب نہ سمجھا۔ تم نے حضرت علی علیہ السلام کی بیعت کی۔ ہم نے بھی اس کی بیعت کی۔ اگر عثمان کا قتل کرنا ٹھیک تھا تو تم یہاں کیا کرنے آئے ہو۔ اگر ٹھیک نہیں تھا تو تم نے اس میں زیادہ حصہ لیا ہے؟

طلحہ نے دونوں سے کہا ——— تمہارے ساتھی تو خلافت میں کسی کا حصہ تصور نہیں کرتے۔ ہم نے بیعت اس لئے نہیں کی تھی۔

ابو الاسود نے عمران سے کہا کہ طلحہ کی اس بات سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ سلطنت کی حضرت علیؑ سے ناراض ہے۔ یہ دونوں طلحہ کے بعد زبیر کے پاس آئے اور کہا کہ ہم طلحہ کے پاس گئے تھے۔ اس نے اس طرح جواب دیا ہے۔ زبیر نے کہا ———

"ہماری روح ایک جسم دو ہیں۔ یہ درست ہے کہ ہم نے عثمان کے بارے میں کوتاہیاں کی ہیں۔"

پھر دونوں عائشہ کے پاس آئے۔ اور کہا اے ام المومنین کہاں جانے کا قصد ہے۔ کیا اس بارے میں آپ کے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی سند موجود ہے؟

کہنے لگیں ——— عثمان مظلوم مارے گئے۔ اگر تمہارا کوڑا اور ڈنڈا گم ہو جائے یا کسی کو لگ جائے تو ہم غضبناک ہو جاتے ہیں اور عثمان اگر قتل ہو جائیں تو ہم غضبناک نہ ہوں؟"

ابوالاسود نے کہا آپ کو حاصے ڈنڈے، تلوار اور کوڑے سے کیا واسطہ!

کہنے لگیں۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ عثمان بن حنیف میرے ساتھ جنگ کرنا چاہتا ہے۔

ابوالاسود نے کہا ۔۔۔۔۔ ہاں جنگ ہوگی اور سر اڑیں گے۔

جہینہ کا غلام محمد بن طلحہ کے پاس آیا اور اس سے کہا بتاؤ قاتلان عثمان کون ہیں؟

اس نے کہا۔ ہاں بتاتا ہوں۔ خون عثمان کے تین حصے کرو۔ ایک حصہ تو صاحب ہودج یعنی عائشہ کا ہے ایک حصہ سرخ اونٹ پر بیٹھنے والے طلحہ کا اور ایک حصہ حضرت علی کا ہے یہ سن کر وہ ہنسا اور حضرت علی علیہ السلام کے پاس چلا گیا۔ طلحہ کو جب اپنے بیٹے کی جو کہ عبادت گزار لوگوں میں سے تھا۔ یہ بات معلوم ہوئی تو اس سے کہا ۔۔۔۔۔

"کیا میں قاتل عثمان ہوں؟ کیا تو باپ پر گواہی دیتا ہے۔ تو عبداللہ بن زبیر جیسا بن جا تو اس سے بہتر نہیں ہے۔ تیرا باپ بغیر باپ کے پیدا نہیں ہوا۔ یہ باتیں چھوڑ دے ورنہ بھاگ جا تیری مدد جو ہوگی وہ ایک آدمی کے برابر ہوگی جب کہ تیرا فساد عام لوگوں کے برابر ہوگا۔

بیٹے نے کہا ۔۔۔۔۔ میں نے جو کچھ کہا ہے حق کہا ہے اور میں ہرگز لوٹ کر نہ جاؤں گا۔

حضرت علی علیہ السلام کا کوفہ میں تشریف لانا

حضرت علی علیہ السلام جب کوفہ کے قریب اترے تو آپ نے عمار بن یاسر اور محمد بن ابوبکر کو ابوموسیٰ اشعری اور کوفہ والوں کے پاس بھیجا (ابوموسیٰ اشعری عثمان کی طرف سے کوفہ کا عامل تھا) اور کہا کہ انہیں میری مدد کے لئے آمادہ کریں۔ دونوں اس کے پاس آئے اور لوگوں کو آپ کی مدد کی دعوت دی۔ رات کے وقت لوگ موسیٰ اشعری کے پاس آئے۔ اور پوچھا کہ تمہاری اس بارے میں کیا رائے ہے؟ ہم ان دونوں کے ساتھ ان کے صاحب کے پاس چلے جائیں یا نہ؟

ابوموسیٰ نے کہا ۔۔۔۔۔ اگر اپنی آخرت کی بھلائی چاہتے ہو تو ان کے ساتھ چلے جاؤ۔

پس لوگوں نے حضرت علیؑ کی مدد میں سرد مہری سے کام لیا۔ عمار اور محمد کو جب موسیٰ کی یہ بات معلوم ہوئی تو دونوں اس کے پاس آئے اور اسے برا بھلا کہا۔

ابوموسیٰ نے کہا ۔۔۔۔۔ عثمان کی بیعت میری اور آپ کے صاحب کی گردن پر موجود ہے۔ اگر ہم جنگ کریں تو کس سے کریں! ہمیں پہلے عثمان کے قاتلوں سے فارغ ہونا چاہیئے۔

ابوموسیٰ منبر پر بیٹھ گئے اور کہا ۔۔۔۔۔ اے لوگو! یہ ایک فتنہ ہے۔ سونے والا جاگنے والے سے، بیٹھنے والا کھڑے ہونے والے سے۔ کھڑا ہونے والا چلنے والے سے۔ اور چلنے والا سوار ہونے والے سے بہتر ہے۔ جب تک یہ فتنہ ختم ہو جائے اپنی تلوار کو نیام میں رکھیں۔

عمار یاسر نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کے بعد لوگوں سے کہا کہ "ابو موسیٰ نے تمہیں ان دو جماعتوں میں سے کسی ایک کا بھی ساتھ دینے سے روکا ہے۔ مجھے اپنی زندگی کی قسم جو کچھ اس نے کہا وہ درست نہیں ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر مومنین کے دو گروہ لڑ رہے ہوں تو ان میں صلح کرا دو۔ اگر ایک دوسرے پر زیادتی کرے تو زیادتی کرنے والے سے لڑو اور اس وقت تک لڑو کہ جب تک فتنہ ختم نہ ہو جائے اور اللہ تعالیٰ کے دین کا بول بالا نہ ہو جائے۔

ابو موسیٰ نے کہا ہے کہ اپنے گھروں میں بیٹھ جاؤ اس سے اللہ تعالیٰ راضی نہیں ہے۔ کہ تم تماشہ دیکھتے رہو اور لوگ ایک دوسرے کا خون بہاتے رہیں۔ ہمارے ساتھ ان دونوں جماعتوں کے پاس چلو اور ان کے دلائل سنو، جس کے دلائل درست ہوں۔ اس کا ساتھ دو۔ اگر اللہ تعالیٰ نے ان کے امر کو ٹھیک کر دیا تو تم ثواب کے مستحق ہو کر گھروں کو لوٹ جاؤ گے۔ اسی سے تم اللہ تعالیٰ کا حق ادا کرو گے۔ اگر ایک دوسرے پر زیادتی کرے تو دیکھو کہ باغی گروہ کون سا ہے۔ اس سے لڑو حتیٰ کہ وہ اللہ تعالیٰ کا حکم ماننے پر راضی ہو جائے۔ یہی حکم تمہیں اللہ تعالیٰ نے دیا ہے۔ اور یہی بات تم پر فرض قرار دی ہے"۔

جب وہ ملاقات کے بعد حضرت علی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کو ابو موسیٰ کی بابت آگاہ کیا۔ تو آپ نے مندرجہ ذیل حضرات کو ابو موسیٰ کے پاس بھیجا حسن بن علی علیہ السلام۔ عبداللہ بن عباس۔ عمار بن یاسر اور قیس بن سعد۔ ان حضرات کے ذریعے اہل کوفہ کو خط لکھا:۔

"اما بعد! میں تمہیں امر عثمان کے بارے میں آگاہ کرتا ہوں تاکہ سننے والا دیکھنے والے کی مانند ہو جائے۔ لوگوں نے عثمان کے عیوب بیان کئے۔ میں مہاجرین میں سے ایک آدمی تھا۔ جس کے عیب بہت کم۔ طلحہ اور زبیر نے عثمان کے خوب کیڑے نکالے، عائشہ عثمان سے ناراض تھی۔ آخر کار لوگوں نے عثمان کو قتل کر دیا۔ پھر لوگوں نے خوشی سے میری بیعت کی اور ان کی طرح ان دونوں نے بھی میری بیعت کی۔ اور پھر مجھ سے عمرہ ادا کرنے کی اجازت طلب کی۔ میں نے اجازت دیدی۔ انہوں نے بیعت توڑ دی اور جنگ پر آمادہ ہو گئے۔ ام المومنین کو گھر سے نکالا تاکہ اس کو فتنہ کا ذریعہ بنا سکیں۔ یہ بصرہ میں آ گئے ہیں۔ تاکہ اہل بصرہ کو استعمال کریں۔ مجھے اپنی زندگی کی قسم لوگ میری بات مانتے ہیں یا نہیں۔ اس میں اللہ تعالیٰ کی مشیت کو دخل ہے۔ میں اپنے فرزند امام حسنؑ، ابن عم عبداللہ بن عباس، عمار بن یاسر اور قیس بن سعد کو تمہارے پاس بھیج رہا ہوں۔ ہماری توقع پر پورا اترنا۔ اللہ مددگار ہے"۔

امام حسنؑ کیا تھے یہ حضرات کوفہ میں ابو موسیٰ کے پاس آئے اور آ سے حضرت علیؑ کی طرف دعوت دی۔ اس نے ان سے بیعت کی۔ ابو موسیٰ منبر پر چڑھ گیا۔ امام حسنؑ اس سے ایک سیڑھی

نیچے تشریف فرما ہوئے۔ انہیں حضرت علیؑ کی نصرت کی دعوت دی۔ اللہ سے ان کی قرابت اور سبقت اسلام کی بنیاد پر دی۔ طلحہ اور زبیر کے بیعت کرنے اور توڑنے سے انہیں آگاہ کیا۔

شریح بن ہانی نے کہا ــــــــ ہم مدینہ جا کر قتل عثمان کے صحیح حالات معلوم کرنا چاہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو ہمارے گھروں میں لایا ہے۔ ان کی دعوت کی مخالفت نہ کرو۔ اگر آپ نے ہماری مدد نہ کی تو ہم تب بھی بخوشی آپ کی مدد کریں گے

امام حسن علیہ السلام نے فرمایا کہ ــــــــ تمہیں امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کی آمد کی اطلاع ہو چکی ہے۔ ہم تمہارے پاس آئے ہیں تاکہ تمہیں مدد کے لئے آمادہ کر سکیں۔ کیوں کہ تم سرداران انصار اور رؤساء عرب ہو اور تمہیں یہ بات معلوم ہو چکی ہے۔ کہ طلحہ اور زبیر نے بیعت توڑ دی ہے اور وہ عائشہ کو لیکر آمادۂ قتال ہیں۔ تمہیں عورتوں کی کمزوری رائے اور کمزوری ایمان کے متعلق علم ہے۔ جو کسی نتیجہ پر نہیں پہنچ سکتیں۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مردوں کو عورتوں کا حاکم بنایا ہے خدا کی قسم اگر تم میں سے کسی نے آپ کی مدد نہ کی تو مجھے پوری امید ہے کہ حضرت کے ساتھ جو انصار و مہاجر آئے ہیں وہ نصرت کے لئے کافی ہیں، اللہ تعالیٰ کی مدد کرو، وہ تمہاری مدد کرے گا۔ (حضرت علی علیہ السلام کی مدد کرنا اللہ تعالیٰ کی مدد کرنا ہے)

عمار بن یاسر نے کوفہ والوں سے کہا ــــــــ اگرچہ ہماری خبریں تم سے پوشیدہ رہیں۔ لیکن ہمارے امور کی اطلاع تم تک پہنچ چکی ہے۔ قاتلان عثمان، عثمان کے قتل کا انکار نہیں کر سکتے انہوں نے کتاب خدا کو اپنے اور اپنے دعویداروں کے درمیان حجت قرار دیا ہے۔ اسی کتاب خدا کے ذریعے اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے مارتا ہے۔ طلحہ اور زبیر سب سے پہلے اشخاص ہیں جنہوں نے عثمان کو سزاوار قرار دیا۔ اور آخر میں اس کے قتل کر دینے کا حکم دیا۔ ان دونوں نے سب سے پہلے حضرت علی علیہ السلام کی بیعت کی اور پھر اس کو بغیر کسی وجہ کے توڑ دیا۔ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیٹی کے فرزند حضرت امام حسنؑ تمہارے سامنے موجود ہیں تم ان کے مراتب سے اچھی طرح واقف ہو۔ یہ تمہیں اپنی مدد کے لئے بلاتے ہیں۔ حضرت علیؑ، مہاجرین، اہل بدر اور انصار کی معیت میں تشریف لا چکے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی مدد کرو، وہ تمہاری مدد کرے گا۔ (حضرت علی علیہ السلام کی مدد کرنا، خدا کی مدد کرنا ہے)

قیس بن سعد لوگوں سے مخاطب ہو کر کہنے لگے ــــــــ کہ اگر یہ امر اہل شوریٰ ہی کے ذریعے طے ہو سکتا ہے تو پھر حضرت علی علیہ السلام ہی اس کے زیادہ حق دار ہیں۔ جو شخص اس بات کا منکر ہوگا۔ اس سے لڑنا حلال ہے طلحہ اور زبیر کس طرح حیلے بہانے کر سکتے ہیں جب کہ انہوں نے رضا اور رغبت

سے حضرت علیؑ کی بیعت کی تھی۔ اور پھر حسد کی وجہ سے ان کے خلاف ہو گئے۔ تمہارے پاس انصار اور مہاجر آ چکے ہیں۔

طلحہ، زبیر اور عائشہ کا بصرہ میں آنا

جب طلحہ، زبیر اور عائشہ بصرہ میں آ چکے تو لوگوں نے راستے میں بی بی عائشہ سے پوچھا تھا کہ تم گھر سے کیوں نکلی ہو۔ جب لوگوں نے اس کے متعلق بار بار پوچھا تو عائشہ جو کہ بلیغ تقریر کرنے والوں میں سے تھیں اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کے بعد کہنے لگیں ۔ ——————

"اے لوگو! خدا کی قسم عثمان سے ایسا گناہ سرزد نہیں ہوا تھا۔ جس کی وجہ سے اسے قتل کر دیا جاتا۔ وہ مظلوم مارے گئے ہیں۔ ہم تم سے ایک کوڑے اور لاٹھی کی وجہ سے ناراض ہو جاتے ہیں۔ عثمان قتل ہوا اور ہم ناراض نہ ہوں؟ انصاف یہ ہے کہ تم قاتلانِ عثمان کو تلاش کرو اور انہیں قتل کرو، خلافت کا مسئلہ شوریٰ میں پیش کرو، جس طرح کہ عمرؓ نے پیش کیا تھا۔"

بعض لوگ کہتے تھے کہ تم نے سچ کہا اور بعض کہتے تھے کہ تم نے جھوٹ کہا۔ لوگ اپنی اپنی جگہ پر بیٹھے رہے۔ حتیٰ کہ ایک دوسرے کو مارنے لگے۔

اس دوران میں بصرہ کا ایک شریف آدمی طلحہ کا لکھا ہوا ایک خط ہاتھ میں لیکر آیا۔ جس میں لوگوں کو عثمان کے قتل کے لئے اکسایا گیا تھا۔ اور طلحہ سے کہا کہ اس خط کو پہچانتے ہو؟ اس نے کہا کہ ہاں۔ اس نے کہا کہ تم اس خط کی تردید کیسے کر سکتے ہو۔ کل تو تم نے یہ خط لکھ کر ہم کو عثمان کے قتل پر آمادہ کیا تھا اور آج ہمیں اس کے خون کا بدلہ لینے کی دعوت دے رہے ہو۔ تم دونوں یہ کہتے ہو کہ حضرت علیؑ نے تم کو اپنی بیعت سے پہلے تمہیں لوگوں سے بیعت لینے کی دعوت دی تھی۔ کیونکہ تم دونوں عمر میں بڑے تھے۔ تم دونوں نے اس بات سے انکار کر دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حضرت علیؑ کی قرابت اور سبقتِ اسلام کی وجہ سے تم دونوں نے حضرت علیؑ کی بیعت کی۔ اب تم کس طرح ان کی بیعت توڑتے ہو؟ جب کہ وہ تمہیں پہلے دعوت لینے کی دعوت دے چکے ہیں؟

طلحہ نے کہا —————— ہمیں بیعت کی اس وقت دعوت دی گئی جب کہ وہ خلافت کو غصب کر چکے تھے۔ اور لوگوں نے اس کی بیعت کر لی تھی۔ ہم نے اس لئے بیعت کی کہ اب حضرت علیؑ ہماری بات نہیں مانیں گے اور اگر آپ نے ایسا کر بھی لیا تو مہاجرین و انصار ہرگز ایسا نہ کرتے۔ ہمیں اس بات کا خوف تھا کہ اگر ہم بیعت نہ کرتے تو ہم میں لڑائی ہو جاتی۔ ہم نے مجبوری سے بیعت کی ہے۔

اس نے کہا —— اب عثمان کے بارے میں تمہاری رائے کیوں تبدیل ہو گئی ہے؟

انہوں نے کہا —————— ہم نے عثمان پر جو الزامات لگائے تھے ان کی نصرت نہ کی۔ تو

اب اس کا صرف یہی علاج ہے۔ کہ ہم اس کے خون کا بدلہ لیں۔ اس نے کہا اب تم دونوں
مجھے اس بارے میں کیا حکم دیتے ہو۔

انہوں نے کہا ہماری بیعت حضرت علیؑ سے جنگ کرنے اور ان کی بیعت توڑنے پر کرو۔

اس نے کہا ——— اگر تمہارے بعد حضرت علیؑ آجائیں اور جس طرح تم نے کہا وہ بھی کہیں تو ہم کیا کریں؟

انہوں نے کہا ——— تم بیعت نہ کرو۔

اس نے کہا ——— یہ تم دونوں نے انصاف سے کام نہیں لیا۔ تم مجھے حضرت علی علیہ السلام سے لڑنے اور بیعت توڑنے کا حکم دیتے ہو۔ حالانکہ ان کی بیعت تمہارے اور ہمارے گلے پر موجود ہے مجھے اس شخص کی بیعت سے منع کرتے ہو۔ جس کی بیعت تم خود کر چکے ہو۔ ہم حضرت علی علیہ السلام کی بیعت کر چکے ہیں۔

لوگوں کے دو گروہ ہو گئے۔ ایک گروہ عثمان بن حنیف کے ساتھ، دوسرا طلحہ اور زبیر کے ساتھ جاریہ بن قدامہ نے ام المومنین سے کہا کہ ——— عثمان کا قتل ہونا ہمیں اتنا ناگوار نہیں جتنا کہ آپ کا گھر سے نکلنا اور اس ملعون اونٹ پر سوار ہونا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو حرمت اور پردہ عطا فرمایا ہے لیکن تم نے پردہ کی ہتک کی اور اپنی حرمت حلال کی۔ جو شخص تم سے جنگ کرنی جائز سمجھے گا۔ وہ تمہارا قتل کرنا بھی جائز سمجھے گا۔ اے ام المومنین! اگر آپ ہمارے پاس خوشی سے آئی ہیں تو اپنے گھر واپس چلی جائیں اور اگر مجبوری کے عالم میں آئی ہو تو اللہ سے توبہ کر دو۔

حضرت علی علیہ السلام کے عامل بصرہ
عثمان بن حنیف کے اصحاب کا قتل ہونا

بصرہ کے لوگوں میں اختلاف پیدا ہو گیا اور طے پایا کہ دارالامارہ، مسجد اور بیت المال عثمان بن حنیف کے لئے ہو۔ اس کے اصحاب ان مقامات پر جہاں چاہیں قیام کریں۔ طلحہ اور زبیر کے اصحاب جہاں چاہیں رہائش رکھیں۔ حتیٰ کہ حضرت علیؑ آجائیں۔ اگر ان حضرات کا اتفاق ہو گیا تو لوگ بھی ان کے ساتھ ہو جائیں گے۔ اگر ان میں اتفاق نہ ہو سکا تو پھر لوگوں کی مرضی ہے۔ جس کے ساتھ چاہیں مل جائیں۔ پھر ان پر اللہ کے عہد کا پاس اور نبی علیہ السلام کی ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ فریقین اپنی صداقت پر گواہ پیش کریں۔

عثمان دارالامارہ میں چلا گیا اور لوگوں سے کہا کہ ہتھیار اتار دو اور اپنے اپنے گھروں میں چلے جاؤ۔ لوگ منتشر ہو گئے۔ بنو عبدالقیس کے سوا سب نے اپنے مافی الضمیر کو پوشیدہ رکھا۔ وہ کھلم کھلا

حضرت علی کی نصرت کا اظہار کرتے تھے۔ حکیم بن جبلہ ان کا سردار تھا۔ یہ اس کے پاس اکٹھے ہوئے۔ اس نے ان سے کہا کہ عثمان بن حنیف کا خون محفوظ ہے۔ اس کی امانت ادا کرنا چاہیئے۔ اگر چاہتے ہو تو دیکھتے ہو کہ کس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام پر بیٹھ سکتے ہیں۔ یہ کیونکر حاکم اور جابر ہو سکتے ہیں۔ مددگار لیکر چل پڑو اور دشمن سے جہاد کرو۔ یا تو عزت سے مر جاؤ گے۔ یا آزادی سے زندگی بسر کرو گے۔

عثمان بن حنیف کئی دن تک دارالامارہ میں مقیم رہا۔ ایک تاریک رات کو جب کہ بارش ہو رہی تھی۔ طلحہ، زبیر اور مروان آدھی رات کے وقت ایک جماعت لیکر اس کے پاس پہنچ گئے۔ عثمان سویا ہوا تھا۔ انہوں نے چالیس پہرے دار قتل کر دیئے۔ عثمان بن حنیف باہر نکلا۔ اس پر سختی کی اور گرفتار کر لیا۔ آپ کے اصحاب کو قتل کیا۔ مروان نے عثمان کو پکڑ کر اس کی داڑھی، سر اور ابرو کے بال نوچ ڈالے۔ عثمان بن حنیف نے مروان کو دیکھ کر کہا کہ ——— اگرچہ تو نے دنیا میں مجھے تکلیف دی ہے۔ لیکن آخرت میں تکلیف نہیں دے سکے گا۔

فریقین کا جنگ پر آمادہ ہونا

لوگ لڑنے کے لئے تیار ہو گئے۔ طلحہ گھوڑے پر سوار ہو کر زبیر نے جنگ کی ترتیب شروع کی۔ پیادہ فوج کا سردار عبداللہ بن زبیر کو مقرر کیا۔ قلب لشکر میں محمد بن طلحہ کو، مقدمہ میں مروان کو، میمنہ پر عبدالرحمٰن بن عبادہ، میسرہ پر هلال بن وکیع۔ جب زبیر جنگ کی تیاری سے فارغ ہوا تو لوگوں سے کہا ——— انتہائی صبر سے کام لو۔ تم اس شخص سے جنگ لڑو گے۔ جس کا جنگ کرنے میں کوئی مشابہ نہیں۔ اس کے ساتھ بڑے بڑے بہادر ہیں۔

جس وقت حضرت علیؑ کو ان لوگوں کی تیاری کا علم ہوا۔ تو آپ نے بھی لوگوں کو جنگ کے لئے تیار کیا۔ مقدمہ میں عبداللہ بن عباس، ساقیہ پر ہند مرادی، تمام گھوڑ سواروں پر عمار یاسر اور پیادہ فوج پر محمد بن ابی بکر کو مقرر کیا۔

پھر آپ نے طلحہ اور زبیر کی طرف ایک خط لکھا۔ ———

"اما بعد، کہ جب تک تم دونوں نے میری بیعت کا ارادہ نہیں کیا۔ میں نے اس وقت تک لوگوں کو نہیں بلایا۔ جب تک تم دونوں نے آ کر مجھے بیعت لینے پر آمادہ نہیں کیا۔ میں نے اس وقت تک لوگوں سے بیعت نہیں لی۔ جس وقت کہ تم نے میری بیعت نہیں کر لی۔ عام لوگوں نے میری بیعت سلطان خاص کے لئے نہیں کی۔ اگر تم نے میری بیعت مجبوراً کی ہے۔ تو اس سے تم نے مجھے دھوکہ دیا ہے۔ ظاہراً تم نے اطاعت کی۔ باطناً تم نے نافرمانی کی۔ اگر تم نے میری بیعت

خوشی سے کی ہے تو عنقریب اللہ تعالیٰ کے پاس لوٹ جاؤ گے۔

اے زبیر! تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سوار اور حواری تھے۔

اے طلحہ! تم شیخ المہاجرین تھے۔ اس امر میں شامل ہونے سے پہلے اگر الگ رہتے تو زیادہ آسان تھا۔ بہ نسبت اس کے کہ اقرار کے بعد نکلنا مشکل ہے تم نے عثمان کا الزام مجھ پر لگایا ہے۔ اس کا فیصلہ مدینے کے وہ لوگ کریں گے جن کا اس واقعہ سے کسی قسم کا تعلق نہیں ہے۔ تمہارا یہ الزام کہ میں نے قاتلانِ عثمان کو پناہ دی ہے۔ اس کے متعلق یہ ہے کہ عثمان کی اولاد موجود ہے۔ وہ میری اطاعت میں داخل ہوں پھر اپنے باپ کا مقدمہ میرے سامنے پیش کریں۔ تمہارا عثمان سے کیا تعلق ہے۔ خواہ وہ ظالم یا مظلوم مارے گئے ہوں۔ تم دونوں نے میری بیعت کی ہے۔ تم دونوں خبیث عادتوں میں گرفتار ہو، ایک تو تم نے بیعت کو توڑا، دوسرے تم نے اپنی ماں کو گھر سے نکالا۔

حضرت علی علیہ السلام نے عائشہ کو لکھا۔

"تم اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی ناراضگی مول لیکر گھر سے نکلی ہو۔ تم وہ چیز طلب کرتی ہو، جس کی ذمہ داری تم پر عائد نہیں ہوتی۔ عورتوں کا جنگ کرنے اور لوگوں کی صلح کرانے سے کیا تعلق ہے؟ تم خونِ عثمان کا بدلہ طلب کرتی ہو۔ مجھے اپنی زندگی کی قسم مجھے تو اس شخص پر افسوس ہے۔ جس نے تم کو اس مصیبت میں ڈالا اور گناہ کا ارتکاب کرایا ہے۔ جو قتل عثمان سے زیادہ بڑا گناہ ہے۔ تم بذاتِ خود ناراض نہیں ہوئیں بلکہ تمہیں ناراضگی پر آمادہ کیا گیا ہے۔ تم خود برانگیختہ نہیں ہوئیں بلکہ تمہیں برانگیختہ کیا گیا ہے۔ تم اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور گھر چلی جاؤ۔"

طلحہ اور زبیر نے جواب دیا

"آپ اس وقت تک ہم سے راضی نہیں ہوں گے۔ جب تک کہ ہم آپ کی اطاعت نہ کریں۔ اور ہم آپ کی اطاعت ہرگز نہیں کریں گے۔ جو مرضی ہو کیجئے۔"

عائشہ نے جواب دیا۔

"سرزنش سے کام اونچا ہو گیا ہے۔"

حضرت علی علیہ السلام کے قاصد بصرہ سے واپس آئے۔ بعض لوگوں نے آپ کی اطاعت کی بعض عائشہ طلحہ اور زبیر سے مل گئے۔ احنف بن قیس نے حضرت علیؑ کے پاس اپنا قاصد بھیجا کہ اگر آپ چاہیں تو میں اپنے اہل بیت سے دو سو آدمی لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہو جاؤں گا اور اگر آپ چاہیں تو چار ہزار تلواریں آپ سے روک سکتا ہوں۔ حضرتؑ نے کہلا بھیجا کہ تمہاری علاحدگی ہی بہتر ہے کہ تم چار ہزار تلواریں روک لو۔

احنف نے بنو تمیم کو جمع کیا اور کہا کہ اے گروہ بنو تمیم اگر اہل بصرہ غالب آ گئے تو وہ تمہارے بھائی ہیں اور اگر حضرت علی علیہ السلام غالب آ گئے تو وہ ہرگز تمہیں نہیں بخشیں گے۔ تم ان کو خلیفہ تسلیم کر چکے ہو۔ بنو تمیم رک گئے اور انہوں نے کسی گروہ کا ساتھ نہ دیا۔

جب حضرت علی علیہ السلام نے طلحہ اور زبیر کے پاس خط بھیجا تو ان کے پاس زمعہ بن اسود آیا اور ان دونوں سے کہا ——

حضرت علی نے تمہیں بہت خط لکھے ہیں۔ وہ تمہیں مطیع کرنا چاہتے ہیں اور تم انہیں مطیع کرنا چاہتے ہو۔ اللہ تعالیٰ سے ڈرو۔ اگر تم نے حضرت علی علیہ السلام کی بیعت خوشی سے کی ہے تو تمہاری خاطر اللہ سے ڈرو۔ دودھ ابھی تھنوں میں موجود ہے جب نکل جائے گا تو واپس نہیں آئے گا۔ اگر تم نے مجبوراً حضرت علیؑ کی بیعت کی ہے تو اس بلائے پستان کو چھوڑ دیا ہے۔ اور اس دودھ کو واپس کر دو۔ ہمیں خطوط کی ضرورت نہیں ہے۔

طلحہ، عائشہ اور زبیر جنگ کے لئے نکلے۔ عائشہ ایک اونٹ پر جس پر کجاوہ رکھا ہوا تھا، سوار ہوئی۔ اس کجاوے پر لوہے کے پردے لگے ہوئے تھے۔ یہ لوگ بصرہ سے نکل کر حضرت علیؑ سے لڑنے کے لئے تیار ہو گئے۔

حضرت علی علیہ السلام نے اپنے ساتھیوں میں اعلان کیا کہ کوئی شخص دشمن کے لشکر پر تیر اور نیزے سے وار نہ کرے تاکہ میں ان پر اتمام حجت کر سکوں۔ آپ نے لڑائی سے پہلے طلحہ اور زبیر سے کہا کہ عائشہ سے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ کی قسم دے کر چار باتوں کی تصدیق کراؤ کہ کیا ایسے آدمی کو جانتے ہو جو اللہ تعالیٰ اور رسول کے نزدیک محبوب تر ہو۔ میں تمام لوگوں سے پہلے اسلام لایا ہوں۔ میں نے اپنی تلوار اور نیزے سے کفار عرب سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بچایا۔ میں خون عثمان سے بری ہوں۔ میں نے کسی کو اپنی بیعت کے لئے مجبور نہیں کیا۔ تم دونوں سے عثمان کے بارے میں رویہ اچھا تھا؟

طلحہ نے غلیظ جواب دیا۔ اور زبیر نے نرم جواب سے کام لیا۔ پھر حضرت علیؑ اپنے اصحاب کے پاس تشریف لائے۔ انہوں نے عرض کی یا امیر المومنین دونوں نے کیا جواب دیا۔

حضرتؑ نے فرمایا —— دونوں کا نظریہ مختلف ہے، زبیر تو منت سماجت کر کے لایا گیا ہے۔ وہ تم سے نہیں لڑے گا۔ میں نے طلحہ سے حق بات کا سوال کیا اس نے باطل جواب دیا۔ میں نے ان سے کہا تم اپنے باطل سے مجھے شک کے ساتھ بلاؤ۔ میرا حق پر قائم ہونا اسے کوئی فائدہ نہ دے گا۔ اس کا باطل پر رہنا مجھے کوئی نقصان نہیں پہنچائے گا۔ وہ کل پہلے حملے ہی میں مارا جائے گا۔

پھر حضرتؑ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شہباء خچر پر سوار ہو کر دونوں صفوں کے درمیان

تشریف لائے۔ آپ ننگے سر تھے۔ فرمایا زبیر کہاں ہے۔ وہ حاضر ہوا۔ حضرت علیؑ نے پوچھا ۔۔۔
اے ابو عبداللہ! یہاں کیوں آئے ہو؟

کہنے لگا ۔۔۔ عثمان کے خون کا بدلہ لینے آیا ہوں۔ آپ نے فرمایا ۔۔۔ اللہ تعالیٰ اس کو قتل کرے جس نے عثمان کو قتل کیا۔ اے زبیر میں تمہیں اللہ تعالیٰ کی قسم دیکر پوچھتا ہوں کہ کیا تمہیں اس بات کا علم ہے کہ ایک دفعہ تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ جا رہے تھے۔ اور رسولؐ خدا نے تمہارا ہاتھ پکڑا ہوا تھا۔ میرے پاس سے گزر ہوا۔ رسولؐ خدا نے مجھے سلام کیا اور ہنس پڑے۔ پھر تمہاری طرف متوجہ ہو کر فرمایا تھا کہ ۔۔۔ اے زبیر تم علیؑ سے لڑو گے اور اس پر ظلم کرو گے:

زبیر نے کہا ہاں ٹھیک ہے۔ ۔۔ حضرت نے فرمایا ۔۔ پھر تم مجھ سے کیوں لڑتے ہو؟
اس نے عرض کی خدا کی قسم میں اس حدیث کو بھول گیا تھا۔ اگر مجھے یاد رہتی۔ تو ہرگز آپ کے خلاف خروج نہ کرتا۔ اور نہ آپ سے لڑتا۔

حضرتؑ واپس اپنے اصحاب میں تشریف لائے۔ انہوں نے کہا۔ یا امیرالمومنین آپ بلا ہتھیار اس شخص کے پاس گئے جو ہتھیار لگائے ہوئے تھا۔ آپ نے فرمایا ۔۔۔ تم جانتے ہو میں کس سے ملا۔ انہوں نے کہا نہیں۔ فرمایا زبیر رسول اللہؐ کی پھوپھی صفیہ کا فرزند ہے۔ اس نے اللہ تعالیٰ سے عہد کیا تھا کہ وہ مجھ سے نہیں لڑے گا۔ میں نے اسے رسول اللہؐ کی حدیث یاد دلائی۔ اس نے کہا اگر آپ پہلے یاد دلاتے تو میں آپ کے پاس نہ آتا۔ انہوں نے کہا۔ یا امیرالمومنینؑ! اللہ تعالیٰ کا شکر ہے ہمیں جنگ میں اس سے ڈر لگتا تھا۔ اس کے سوا ہم کسی کو اہمیت نہیں دیتے۔ باقی سب محمل کے گرد قتل پڑے ہونگے

زبیر کا جنگ سے انکار کرنا۔

زبیر بی بی عائشہ کے پاس آیا اور کہا اے اماں میں حالت شرک یا حالت اسلام میں کبھی ایسی لڑائی میں شامل نہیں ہوا۔ جس میں اس قدر تذبذب ہوتا۔ اب میرا فیصلہ ہے کہ میں غلطی پر ہوں۔
عائشہ نے کہا اے ابو عبداللہ اولاد عبدالمطلب کی تلواروں سے ڈرتے ہو۔ کیا خدا کی قسم اولاد عبدالمطلب کی تلواریں تیز اور لمبی ہیں۔ جنہیں نجیب النسل نوجوان اٹھائے ہوئے ہیں؟ اس نے اپنے فرزند عبداللہ سے کہا تم جانو اور جنگ جانے میں تو گھر جاتا ہوں۔
عبداللہ نے کہا اب جاتے ہو جب کہ جنگ کی تیاری ہو چکی ہے۔ دونوں گروہ جمع ہو چکے ہیں۔ زبیر نے کہا میں یہ بزدلی کی وجہ سے نہیں کر رہا۔ جاہلیت اور اسلام میں جو بھی مجھ سے لڑا میں نے اس کو ختم کیا۔ عبداللہ نے کہا پھر کیوں جاتے ہو۔ کہا اگر تم اس بات کو جانتے وہ ضرور تمہیں پھیر دیتی۔ عبداللہ بن زبیر نے لوگوں کا ساتھ دیا۔

زبیر بن عوام کا قتل ہونا

زبیر جب واپس مدینہ جا رہا تھا تو رستے میں اسے ابن جرموز

علاوہ اس کے پاس آگیا۔ اس نے کہا اے ابو عبداللہ! تم نے جنگ کو ظالم یا مظلوم ہو کر زندہ کیا اور پھر واپس بھی جا رہے ہو۔ تائب ہو کر جا رہے ہو یا عاجز ہو کر؟ اس نے مزید کہا کہ مجھے پانچ باتوں کے بارے میں آگاہ کرو۔ زبیر نے کہا بتاؤ۔ تم نے عثمان کو کیوں چھوڑا۔ علیؑ کی بیعت کیوں کی؟ ام المومنین کو گھر سے کیوں نکالا۔ بیٹے کے پیچھے نماز کیوں پڑھی؟ اور جنگ سے کیوں منہ موڑا۔ زبیر نے کہا ہاں ان باتوں کی وضاحت کرتا ہوں۔

"عثمان کو اس نے چھوڑا کہ یہ ایک ایسا معاملہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس میں غلطی قدر کی اور اس نے توبہ کرنے میں تاخیر کی۔ جہاں تک حضرت علیؑ کی بیعت کا تعلق ہے۔ چونکہ مہاجرین و انصار نے آپ کی بیعت کی تھی۔ اگر میں بیعت نہ کرتا تو مجھے اپنے قتل ہونے کا ڈر تھا۔ ہم نے اپنی ماں عائشہ کو جس مقصد کے لئے گھر سے نکالا وہ پورا نہیں ہوا۔ اپنے بیٹے کے پیچھے نماز اس لئے پڑھی تھی کہ اس کو عائشہ نے آگے بڑھایا تھا۔ اور میری طاقت سے یہ بات باہر تھی۔ جنگ کے ترک کرنے کے بارے میں بزدلی کے علاوہ جو خیال کیجئے وہ درست ہے۔"

ابن جرموز نے کہا ابن صفیہ پر افسوس ہے کہ جنگ کی آگ بھڑکا کر اپنے گھر والوں کے پاس جا رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ مجھے قتل کرے اگر میں اسے قتل نہ کروں، ناصح کے طور پر اس نے کہا کہ گھر تک جانے کے راستے میں جنگلات ہیں، میری اونٹنی لے لیجئے۔ گھوڑا اور زرہ مجھے دے دیجئے۔ یہ دونوں اس بات کی علامت ہیں کہ تم جنگ سے مڑ کر نہیں جا رہے۔

زبیر نے کہا میں رات کو اس بارے میں سوچوں گا۔ ابن جرموز نے جب زیادہ اصرار کیا تو زبیر نے دونوں چیزیں دے دیں۔ ابن جرموز خالی ہاتھ زبیر کو قتل کرنا چاہتا تھا۔ ابن جرموز نے احنف بن قیس سے زبیر کے بارے میں پوشیدہ باتیں کیں، احنف نے کہا اس کو قتل کر دو۔ اللہ تعالیٰ اسے قتل کرے یہ دھوکہ باز ہے۔ زبیر کے پاس کلب کے قبیلے کا ایک شخص آیا اور کہا کہ ابن جرموز جنگ سے خدا کے خوف سے نہیں بھاگ رہا بلکہ وہ احنف کی مخالفت نہیں کرنا چاہتا۔ احنف حضرت علی کی مدد نہ کرنے ترک نے سے شرمسار ہے۔ ممکن ہے کہ آپ کے وسیلے سے حضرت علی علیہ السلام کے پاس جانے۔ تلوار اور گھوڑا آپ سے لے لیا وہ میری اس بات کی تصدیق کرتی ہے۔ رات میرے پاس بسر کیجئے پھر تشریف لے جانا، زبیر نے کہا بھائی کلب آپ کی اس بارے میں کیا رائے ہے۔ اس نے کہا کہ زرہ اور گھوڑا دونوں چیزیں واپس لے لو جب آپ زرہ پوش ہو کر گھوڑے پر سوار ہوں گے تو کوئی آپ پر حملہ کرنے کی جرأت نہ کر سکے گا۔

زبیر صبح سویرے چل پڑا۔ ابن جرموز بھی ساتھ ہو لیا۔ اس نے زرہ پر کپڑا پہنا ہوا تھا۔ جب زبیر وادی سباع میں پہنچا تو ابن جرموز نے زبیر کو غافل پا کر اسے نیزہ مارا۔ جس سے وہ مر گیا۔ اس کا سر اور مال لے کر ابن جرموز اپنی قوم میں آیا۔ اس سے قوم کے ایک آدمی نے کہا۔ ابن جرموز خدا کی قسم تم نے تمام یمن کو رسوا کر دیا۔ تم نے زبیر مہاجرین کے سردار، رسول اللہؐ کے حواری اور آپ کی پھوپھی کے فرزند

کو قتل کر دیا ہے۔ خدا کی قسم اگر تم اسے جنگ میں قتل کرتے تو پھر بھی ہمیں یہ ناگوار گزرتا۔ اور ہم ذلت محسوس کرتے چہ جائیکہ تو نے اسے اپنی ہمسائیگی اور اس کی حفاظت کے ذمہ دار ہونے کے باوجود قتل کر دیا۔ خدا کی قسم تمہیں دوزخ کی بشارت ہو۔

یہ سن کر ابن جرموز ناراض ہوا۔ اور کہنے لگا۔ خدا کی قسم میں نے اس کو اس کی بھلائی کی خاطر قتل کیا ہے مجھے اس میں قصاص کا خوف نہیں ہے اور نہ میں کسی قریشی سے مرعوب ہوں۔ اس کا قتل کرنا میرے لئے آسان تھا۔

دونوں صفوں کے درمیان طلحہ کا خطاب

زبیر کے چلے جانے کے بعد حضرت علی علیہ السلام نے طلحہ سے کہا تم یہاں کیوں آئے ہو؟ اس نے کہا کہ خون عثمان کا قصاص لینے آیا ہوں۔

آپ نے فرمایا ــــ اللہ تعالیٰ اس کو قتل کرے۔ جس نے عثمان کو قتل کیا ہے۔

طلحہ ــــ ہمارے اور قاتل عثمان کے درمیان فیصلہ کیجئے۔ آپ کو علم ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ چار وجوہات سے مومن کا قتل جائز ہے۔ زنا کرے تو رجم کیا جائے۔ اللہ تعالیٰ سے جنگ کرے یا اسلام سے منحرف ہو یا جان بوجھ کر مومن کو قتل کرے۔ آپ کو علم ہے کہ عثمان نے ان میں سے کسی چیز کا ارتکاب نہیں کیا؟

حضرت علیؑ ــــ نہیں۔

طلحہ ــــ آپ نے عثمان کو قتل کرنے کا حکم دیا!

حضرت علیؑ ــــ ایسا نہیں ہے۔

طلحہ ــــ آپ خلافت سے دست بردار ہو جائیں۔ ہم خلافت کا مسئلہ شوریٰ میں لے جاتے ہیں۔ اگر مسلمان آپ کی خلافت کے بارے میں راضی ہو گئے تو میں بھی عام مسلمانوں کی طرح آپ کی اطاعت کر لوں گا۔ اگر وہ اس بات پر راضی نہ ہوئے تو جہاں اور مسلمان ہوں گے۔ میں بھی وہیں ہونگا۔

حضرت علیؑ ــــ اے ابو محمد تم نے خوشی سے میری بیعت نہیں کی تھی؟ اسے کیوں توڑتے ہو؟

طلحہ ــــ میں نے آپ کی بیعت اس وقت کی تھی جبکہ آپ کی تلوار میری گردن پر لٹک رہی تھی۔

حضرت علیؑ ــــ اگر میں کسی کو بیعت پر مجبور کرتا تو سعد، ابن عمر، محمد بن مسلمہ کو مجبور کرتا۔ انہوں نے بیعت سے انکار کیا میں نے انہیں چھوڑ دیا۔

طلحہ ــــ شوریٰ میں چھ آدمی تھے۔ دو مر گئے۔ ہم تین آدمی آپ کی بیعت کو ناپسند کرتے ہیں۔

حضرت علیؑ ــــ یہ مطالبہ بیعت کرنے سے پہلے کرتے اب تو صرف ایک وجہ بیعت

سے نکل سکتے ہو۔ وہ یہ ہے کہ خلیفۂ وقت سے کوئی حدث صادر ہو۔ اگر میں نے دین میں کوئی احداث کیا ہو تو خدا کے لئے مجھے اس سے آگاہ کرو۔ تم نے اپنی عورتوں کو تو اپنے گھروں میں بٹھا رکھا ہے اور اپنی ماں عائشہ کو گھر سے نکال کر میدان میں لے آئے ہو۔ دین میں یہ سب سے بڑا احداث ہے کیا اس بات سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خوش ہوں گے۔ تم نے ان کے قائم کئے ہوئے پردہ کی پردہ دری کی ہے۔ اس کو پردہ سے نکال کر باہر لے آئے ہو۔

طلحہ ———— بی بی عائشہ اصلاح امت کے لئے باہر تشریف لائی ہیں۔

حضرت علیؑ ———— اس کو دوسروں کی اصلاح کی بجائے اپنی اصلاح کی سخت ضرورت ہے اے شیخ نصیحت قبول کرو، عیب کے ساتھ توبہ قبول کرو۔ اس سے پہلے کہ تم عار اور دوزخ میں گرفتار ہو جاؤ۔

جنگ کی آگ بھڑک اٹھنا

دونوں فوجیں آمنے سامنے صف آرا تھیں کہ اچانک دشمن کی طرف سے علیؑ کے ساتھی کو ایک تیر لگا۔ وہ شخص آپ کی خدمت میں لایا گیا۔ انہوں نے کہا یا امیرالمومنین ہمارا بھائی قتل کر دیا گیا ہے۔ آپ نے فرمایا ان کو مہلت دو۔ عبدالرحمن بن ابی بکر نے کہا کب تک ہم ان کو مہلت دیتے رہیں؟ خدا کی قسم ہم نے اور آپ نے اس کو مہلت دی۔ اگر مہلت دینا ہی مقصد ہے تو ہمیں لڑنے کی اجازت دیں یا پلٹ جانے کی۔ آپ ہمارے سینوں کو کب تک نشانہ بنوائیں گے وہ ہمیں ایک ایک کر کے قتل کریں گے۔ آپ نے فرمایا عذر کا وقت گزر گیا۔ میرے بیٹے محمد کہاں ہیں۔ محمد نے عرض کی میں یہاں ہوں۔ آپ نے فرمایا بیٹا علم لو۔ حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین علیہم السلام دوڑ کر علم لینے لگے۔ آپ نے ان کو علم نہ دیا۔ شفقت کی وجہ سے انہیں مؤخر رکھا۔

محمد نے علم لے لیا۔ علی علیہ السلام بغلہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سوار ہوئے۔ آپ نے زرہ زیب تن فرمائی۔ آپ دراز شکم تھے۔ جہاں سے تنگ تھی وہاں سے تشریف لے گئے۔ اپنے بیٹے سے فرمایا بہت آگے بڑھو، لوگوں کو روند دو۔ اسی دوران میں آپ نے ایک آواز کو سنا۔ فرمایا یہ کیا ہے۔ عرض کیا گیا کہ ———— عائشہ قاتلان عثمان پر لعنت بھیج رہی ہے۔ آپ نے آسمان کی طرف نگاہ کر کے فرمایا:

"پالنے والے قاتلان عثمان پر پہاڑوں اور میدانوں میں لعنت فرما۔"

آپ نے لشکر کے تین حصے کر دیئے۔ قلب لشکر میں مضر کو میمنہ پر اور ربیعہ کو میسرہ پر مقرر کیا۔ اہل بصرہ نے بھی اپنے لشکر کی اسی طرح تقسیم کی۔ خوفناک رن پڑا۔ بصرہ کے میمنہ نے آپ کے میمنہ کو اور بصرہ کے ربیعہ نے آپ کے ربیعہ کو شکست دی۔

حبہ بن جوین کا بیان ہے کہ ———— ہم نے حضرت علیؑ کو دیکھا کہ آپ اونگھ رہے تھے میں نے آپ کی خدمت میں عرض کی کہ آج جس قدر رسوائی ہوئی ہے ایسی کبھی نہیں ہوئی۔ ہمارے ساتھ

یہ صرف دس ہزار کا لشکر ہے۔ جس نے آپ کے میمنہ اور میسرہ کو شکست دی ہے۔ اور آپ نے بیدار ہو کر ہاتھ بلند کر کے کہا — اے معبود! آپ جانتے ہیں کہ میرا قتل عثمان میں کوئی دخل نہیں ہے۔ طلحہ اور زبیر نے لوگوں کو قتل عثمان پر برانگیختہ کیا۔ خون عثمان کا جو ذمہ دار ہے آج اس کو پکڑ لے۔

پھر آپ آگے بڑھے اپنے اصحاب کو دیکھا۔ جو شکست کھا چکے تھے۔ اور قتل ہو رہے تھے جب آپ نے یہ منظر دیکھا تو اپنے فرزند محمد سے پکار کر کہا کہ بڑھ کر حملہ کرو۔ اس نے سستی کی اور آگے نہ بڑھا۔ آپ پیچھے سے آئے اور اس کے دونوں شانوں کے درمیان ضرب لگائی اور علم لے لیا۔ پھر آپ نے خود حملہ کیا۔ دشمن کے لشکر پر ٹوٹ پڑے۔ حالانکہ اس وقت آپ کے لشکر کے میمنہ اور میسرہ میں اضطراب کی کیفیت طاری تھی۔ لشکر کے ایک حصے کے نگران عمار بن یاسرؓ، دوسرے کے عبداللہ بن عباس اور محمد بن ابی بکر تھے۔ آپ دشمن کے لشکر میں گھس گئے۔ نیزے سے وار کر کے انہیں قتل کر رہے تھے۔ جب واپس آئے تو پانی پانی فرما رہے تھے۔ ایک شخص نے شہد پیش کیا اور عرض کیا یا امیر المومنینؑ اس وقت آپ کے لئے پانی پینا ٹھیک نہیں ہے۔ آپ کو شہد پلاتا ہوں۔ آپ نے تھوڑا تھوڑا شہد چاٹا۔

آپ نے فرمایا کہ تیرا شہد طائف کے علاقہ کا ہے اس نے کہا یا امیر المومنینؑ بڑے تعجب کی بات ہے کہ ایسے وقت میں جب کہ دل ٹکڑوں کو آئے ہوئے ہیں۔ آپ نے طائف کے شہد کو پہچان لیا۔

آپ نے فرمایا اے بھائی کے فرزند تیرے چچا کا سینہ کسی چیز سے بھرا اور نہ ہی کسی چیز سے ڈرا ہے پھر آپ نے اپنے فرزند کو علم دیا اور کہا کہ اس طرح حملہ کرو، محمد علم لیکر انصار کے ساتھ آگے بڑھے۔ حتیٰ کہ اونٹ اور کجاوے کے اس پاس پہنچ گئے۔ اور ان لوگوں کو شکست دی جو کجاوے کے ارد گرد تھے۔ اس روز گھمسان کا رن پڑا اونٹ پر بار بار ضرب لگائی جا رہی تھی۔ اشتر نخعی نے حملہ کیا وہ عائشہ کو پکڑنا چاہتے عبداللہ بن زبیر مقابلہ میں آگیا۔ اشتر نے اسے ضرب لگائی۔ عبداللہ اشتر کے گلے پڑ گیا۔ اشتر اس کو پچھاڑ کر اس کے سینے پر سوار ہو گیا۔ پھر عبداللہ نے آواز دی مجھے اور مالک کو قتل کر دو۔ لوگ نہ سمجھے کہ مالک کون ہے اشتر اس سے الگ ہو گئے۔ جب کعب بن سور نے شکست کو دیکھا تو اس نے اونٹ کی مہار کو پکڑ لیا اور لوگوں کو آواز دی۔ اللہ اللہ قتل کرنے والا اور لوگوں کو قتل کرنے والا اونٹ کے ساتھ ساتھ ہے۔

قبیلہ ازد نے کجاوے کو گھیر لیا۔ حضرت علیؑ، عمار، اشتر اور انصار مل کر اونٹ کو پکڑنا چاہتے تھے۔ لوگ اس شدت سے اونٹ کے ارد گرد، لوگوں سے لڑے کہ رات ہو گئی۔ اس طرح سات یوم تک صبح سے شام تک اور شام سے صبح تک لڑتے رہے۔ سات دن کے بعد حضرت علیؑ میدان میں آئے اور انہیں شکست دی۔ جب طلحہ نے یہ دیکھا تو آسمان کی طرف ہاتھ بلند کر کے کہا "اے معبود! اگر ہم نے امر عثمان میں کوئی سستی کی ہے تو آج مجھ سے اس کا بدلہ لیکر خوش ہو جا۔"

ابھی اس کا کلام ختم نہیں ہوا تھا کہ مروان نے اس کو ایسی ضرب لگائی جس سے وہ مر گیا اور عائشہ بیٹھ گئی۔ مروان نے بنو قیس، بنو کنانہ اور بنو اسد کے ایک گروہ کو لیکر اس کی حفاظت کی اس بات کو حضرت علی علیہ السلام نے دیکھ لیا۔ لوگ آپ کی طرف مڑے۔ جب ایک آدمی کود کر

اونٹ کو پکڑنے لگا۔ تو مروان نے تلوار سے اس کا ہاتھ کاٹ دیا۔ اس طرح اہل مدینہ، اہل حجاز اور کوفہ کے بیس ہاتھ کاٹے۔ مروان اونٹ کے پیچھے آیا اور اسے ایسی ضرب لگائی۔ جس سے وہ گر گیا لوگ بھاگ نکلے۔ عائشہ، مروان بن حکم، عمر بن عثمان، موسیٰ بن طلحہ، عمر بن سعید بن عاصی یہ تمام گرفتار ہو گئے۔

عمار نے عرض کیا۔ یا امیرالمومنین ان سب کو قتل کر دیں۔ آپ نے فرمایا میں اہل قبلہ قیدی کو اس وقت تک قتل نہیں کروں گا۔ جب تک کہ وہ توبہ نہ کرے۔ علی علیہ السلام نے موسیٰ بن طلحہ کو بلایا۔ لوگ کہنے لگے یہ سب سے پہلے قتل کیا جائے گا۔ جب وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ تو آپ نے فرمایا کہ بیعت کرو۔ کیا تم اس لشکر میں داخل ہوتے ہو۔ جس میں اور لوگ داخل ہوئے۔ اس نے اور تمام لوگوں نے بیعت کی۔ آپ نے ان کو چھوڑ دیا۔

"پھر ایلچی نے اعلان کیا۔ کہ بھاگنے والے پر حملہ نہ کرو، زخمی کو قتل نہ کیا جائے اور جو کچھ مال و اسباب ہے وہ تمہارا ہے۔ اور ان کی عورتوں کے لئے عدت ہے۔ جو مال ان کے رشتہ داروں کے پاس ہے وہ اللہ تعالیٰ کے احکامات کے مطابق تقسیم ہوگا۔"

ایک آدمی نے کہا یا امیرالمومنین یہ کیونکر ہے کہ ان کا مال تو ہم پر حلال ہے۔ لیکن ان کی عورتیں اور ان کی اولاد ہمارے لئے جائز نہیں۔ آپ نے فرمایا کہ تمہارے لئے جائز نہیں ہیں۔ جب اس بارے میں زیادہ سوال و جواب ہوئے تو آپ نے فرمایا ——

"تم قرعہ اندازی کرو اپنے حصے مجھے دیدو، اور یہ کہ اپنے حصہ میں اپنی ماں کو کون لے گا!"

انہوں نے کہا کہ ہم اللہ سے توبہ کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا میں بھی اللہ سے توبہ کرتا ہوں۔

حضرت علیؑ مقتولین کے پاس سے گزرے اور محمد بن طلحہ کو دیکھا جو مقتولین تھا۔ اس کا نام سجاد بھی تھا کیونکہ اس کی آنکھوں کے درمیان سجدوں کے نشان تھے۔ آپ نے فرمایا ——

"اے محمد! اللہ تعالیٰ تجھ پر رحم کرے، تو عبادت میں بڑا اہتمام کرتا تھا۔ راتوں کو نماز پڑھتا تھا اور گرمیوں میں روزے رکھتا تھا۔ (پھر حضرت نے اپنے قرب و جوار والوں کی طرف دیکھ کر فرمایا) —— یہ وہ شخص ہے۔ جس کو باپ کی نیکی نے قتل کیا ہے۔"

طلحہ اور اس کے بیٹے کے بارے میں اختلاف ہے کہ پہلے کون قتل ہوا۔ عائشہ نے گواہی دی کہ میں نے اس کو اس کے باپ کے بعد قتل ہوتا دیکھا ہے۔ طلحہ کی اولاد اس کے مال کی وارث ہوئی۔

محمد بن ابی بکر اپنی بہن عائشہ کے پاس آئے اور کہا کہ کیا تم نے رسول اللہ کی یہ حدیث نہیں سنی کہ الحق مع علی وعلی مع الحق (حق علیؑ کیساتھ ہے اور علیؑ حق کے ساتھ ہے) اس کے باوجود تم نے گھر کو چھوڑا اور خون عثمان کی طلبگار ہو کر حضرت علیؑ سے جنگ کی ہے۔ پھر دونوں کے پاس حضرتؑ تشریف لائے سلام کیا اور فرمایا کہ —— اے کجاوے کی مالکہ! اللہ تعالیٰ نے تمہیں گھر بیٹھنے کا حکم دیا ہے اور تم نے گھر سے نکل کر جنگ کی ہے۔ کیا اب واپس جاؤگی؟

کہنے لگیں ــــــ ہاں جاؤں گی۔ آپ نے اس کی حفاظت کے لئے چالیس عورتیں روانہ کیں جنہوں نے عمامے اور کمر میں سے تلواریں باندھ رکھی تھیں۔ تاکہ لوگوں کو پتہ نہ چلے کہ یہ عورتیں ہیں۔ راستہ میں عائشہ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے ابی طالب کے فرزند کو اقتدار دیا تو میرے ساتھ مردوں کو بھیجا ہے۔ جب یہ سب مدینہ پہنچیں تو تلواریں اور عمامے اتار کر عائشہ کے پاس آئیں تو انہیں دیکھ کر کہنے لگی کہ اللہ تعالیٰ ابوطالب کے بیٹے کو جنت عطا فرمائے۔

طلحہ کو بصرہ کے میدان میں دفن کیا گیا۔ ایک رات خواب میں عائشہ کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ مجھے مکان سے نکال لو، سردی تنگ کرتی ہے۔ عائشہ نے اسے نکال لیا۔

عبداللہ بن زبیر کا بیان ہے کہ جنگ جمل کے روز شام کے وقت مجھ پر تیس سے زائد تلوار اور نیزے کے زخم تھے۔ میں نے جنگ جمل کے دن دیکھا کہ ہم میں سے کوئی آدمی نہ بھاگا اور جس کسی نے بھی اونٹ کی مہار پکڑی اس نے اس وقت تک مہار کو نہ چھوڑا یا تو وہ قتل ہو گیا یا اس کا ہاتھ کاٹا گیا۔ حتیٰ کہ مہار بنو ضبہ کے ہاتھ جاتی رہی اور اونٹ کی ٹانگیں کاٹ دی گئیں۔

موسیٰ بن طلحہ حضرت علیؑ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے اس سے فرمایا کہ مجھے امید ہے کہ میں اور تیرا باپ اس آیت کے مصداق ہوں گے (ونزعنا ما فی صدورھم من غل اخوانا علی سرر متقابلین) ہم نے ان کے سینوں سے بغض نکال دیا ہے۔ وہ بھائی بھائی ہوں گے اور تختوں پر ایک دوسرے کے سامنے بیٹھے ہوں گے۔ آپ نے بصرہ میں رات بسر کی۔ یہ وہی دن ہے کہ جس دن موسیٰ بن طلحہ آیا۔ ابن الکوا نے کہا۔ یا امیر المومنینؑ! میں نے بصرہ میں رات بسر کی میرے پاس میرے بھائی کا بیٹا تھا۔ فرمایا وہ کون؟ ابن الکوا نے کہا موسیٰ بن طلحہ، ابن الکوا نے کہا کہ ہم بدبخت ہو جائیں اگر وہ تیرے بھائی کا بیٹا ہو؟ حضرت نے فرمایا تم پر افسوس ہو کہ اللہ تعالیٰ نے اہل بدر کے دلوں سے واقفیت ہو کر فرمایا کہ جو کچھ چاہو عمل کرو میں نے تمہیں بخش دیا ہے۔

ابن الکوا نے کہا ــــــ یا امیر المومنینؑ! آپ کو اس کے بارے میں کس نے آگاہ کیا تھا۔ لوگ ایک دوسرے کی گردنیں اڑا رہے ہیں۔ اور اپنی خلافت ان سے منوانا چاہتے ہیں۔ خلافت کے بارے میں جب امت میں اختلاف رونما ہوا تو آپ نے جانا کہ آپ رسول اللہ کی قرابت کی وجہ سے زیادہ حق دار ہیں۔ یا یہ بات ہے کہ رسول اللہ نے اس سلسلہ میں آپ سے کوئی عہد کیا تھا۔ اس لئے آپ کو یقین تھا کہ خلافت کا میں ہی مستحق ہوں۔

آپ نے فرمایا ــــــ میں پہلا شخص ہوں۔ جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تصدیق کی اور میں وہ پہلا شخص نہیں بننا چاہتا۔ جس نے آپ پر بہتان باندھا ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خلافت کے بارے میں مجھ سے کوئی بات نہیں کی تھی۔ درحقیقت بات یہ ہے کہ جب عثمان قتل ہوا۔ تو میں نے اپنے متعلق غور کیا۔ جن خلفاء نے خلافت کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے لیا

وہ ہلاک ہو گئے ہیں۔ جس خلیفہ نے مسلمانوں کے شوریٰ سے خلافت کو لیا۔ وہ قتل ہو گیا ہے اور اس کی بیعت میری گردن سے اتر چکی ہے۔ قتل کے وقت اس نے کسی کو ولی نہیں بنایا۔

ابن الکواء نے کہا —— آپ نے درست اور ٹھیک فرمایا۔ لیکن طلحہ اور زبیر کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے۔ ان سے لڑنا آپ نے جائز قرار دیا۔ وہ دونوں ہجرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں آپ کے شریک ہیں۔ اور شوریٰ میں عمر بن خطاب نے ان کو شامل کیا ہے۔

"آپ نے ان کو فرمایا —— ان دونوں نے مدینہ میں میری بیعت کی اور عراق میں میری مخالفت کی۔ مخالفت کی وجہ سے میں نے ان سے لڑائی کی۔ اگر یہ دونوں ابوبکر اور عمرؓ سے یہی برتاؤ کرتے تو وہ دونوں بھی ان سے ضرور لڑتے۔"

اہل شام نے معاویہ کی بیعت خلافت کی

نعمان بن بشیر عثمان کی بیوی کا خط لیکر معاویہ کے پاس آیا۔ جس میں تحریر تھا۔ کہ لوگ عثمان کے گھر میں کیسے داخل ہوئے۔ اور محمد بن ابی بکر نے کس طرح سے عثمان کی داڑھی نوچ لی تھی۔ خط نہایت رقت آمیز اور بلیغ الفاظ پر مشتمل تھا۔ جس نے بھی خط کو سنا دھاڑیں مار مار کر رونے لگا اور اس کا دل ٹکڑے ٹکڑے ہونے لگا۔ —— زوجہ عثمان نے عثمان کی قمیض بھی جو خون آلود تھی اور جس پر عثمان کی داڑھی کے بال بھی ٹانکے ہوئے تھے۔ معاویہ کے پاس بھیج دی۔ شام میں معاویہ منبر پر چڑھ گیا۔ لوگوں کو جمع کیا۔ قمیض کھول کر لوگوں کے سامنے پیش کی۔ عثمان کے ساتھ جو سلوک کیا گیا تھا۔ لوگوں کو اس سے آگاہ کیا۔ لوگ زار و قطار رونے لگے۔ اور بے ہوش ہو گئے۔ خطرہ تھا کہیں ان کی روحیں جسموں سے پرواز کر جائیں۔ معاویہ نے انہیں خون عثمان کا بدلہ لینے کے لئے بلایا۔ اہل شام نے ساتھ دینے کو کہا اور ساتھ ہی یہ کہا کہ عثمان تمہارا ابن عم ہے اور عثمان کے تم وارث ہو۔ اور ہم تمہارے ساتھ عثمان کے خون کا بدلہ لیں گے۔

انہوں نے معاویہ کی بیعت کی کہ وہ ان کا امیر ہے اس نے شام کے کونے کونے میں خطوط اور قاصد روانہ کئے۔ شرجیل بن سمط کندی حمص میں تھا۔ اس کو خط لکھا کہ وہ اہل حمص سے اہل شام کی طرح معاویہ کے امیر ہونے کی بیعت لے۔

شرجیل نے خط پڑھنے کے بعد اشراف حمص کو طلب کیا اور کہا کہ قتل عثمان کے بعد معاویہ کے امیر ہونے کی بیعت کرنا بڑا جرم ہے۔ یہ بڑی فروگذاشت ہے۔ بلکہ ہم معاویہ کی بیعت خلیفہ ہونے کی حیثیت سے کریں گے اور خون عثمان کا بدلہ خلیفہ سے مل کر لیں گے۔ اس نے اور اہل حمص نے معاویہ کی بیعت خلیفہ ہونے کی حیثیت سے کی۔ اس کے بعد معاویہ کو خط لکھا۔

"تم نے بڑی غلطی کی۔ اس بات کا خط لکھا۔ کہ میں تمہاری بیعت امیر ہونے کی حیثیت سے کروں۔ تمہارا ارادہ تو یہ ہے کہ تم مظلوم خلیفہ کے خون کا بدلہ

اور خود خلیفہ نہ بنو بلکہ شوریٰ ہو، میں نے خود اور میرے ساتھ اکثر جو لوگ ہیں۔ انہوں نے تمہاری بیعت نہیں بلکہ خلیفہ تسلیم کر کے کی ہے"

معاویہ یہ خط پڑھ کر بہت خوش ہوا۔ لوگوں کو بلایا اور منبر پر جا کر انہیں شرجیل کی تجویز سے آگاہ کیا۔ اور ان کو بیعت خلافت کی دعوت دی۔ انہوں نے معاویہ کی بیعت خلیفہ ہونے کی حیثیت سے کی۔ ایک شخص نے بھی مخالفت نہ کی۔ جب لوگوں نے معاویہ کو تسلیم کر لیا اور اس کا کام مضبوط ہو گیا تو اس نے حضرت علی علیہ السلام کو خط لکھا۔ جس کا مضمون یہ تھا۔

"سلام اس پر ہو جس نے ہدایت کی پیروی کی۔ ہم اور آپ متحد تھے اور محبت کرتے تھے۔ ابو طالب کے فرزند! آپ ہی بلا میں مبتلا ہو گئے۔ آپ نے تبدیلی کی اور اپنے آپ کو دشمن سے مضبوط سمجھنے لگے۔ اہل حجاز کے باغی اور اہل عراق کے اوباشوں، خیر نشینوں، احمقوں اور عام لوگوں کی حرفا ملاتی کے ذریعے۔

خدا کی قسم! میں اس حماقت اور ان خرافات کو اس طرح دور کر دوں گا کہ جس طرح آسمان سے بادل دور ہو جائیں۔ آپ نے عثمان بن عفان کو قتل کیا پھر ایسی غلط روش اختیار کی جو فائدے کی بجائے نقصان دہ ہے، آپ نے طلحہ اور زبیر کو قتل کیا۔ اپنی ماں عائشہ کو بھگا دیا۔ مصریوں کے درمیان قیام کیا، خوش فہمیوں میں مبتلا ہو گئے۔ اور یہ تصور کرتے ہو کہ تمام دنیا ساز و سامان کے ساتھ آپ کی مطیع ہو گئی ہے۔ آپ کو اپنی امیدیں پوری ہونے کا اس وقت پتہ لگتا۔ اگر میں مہاجرین شام بقیہ شوریٰ کے ذریعے آپ سے ملاقات کرتا اور آپ کو پیچھے سے گھیر لیتا۔ پھر اللہ تعالیٰ آپ کے بارے میں فیصلہ کرتا۔ اللہ تعالیٰ کے اولیا پر سلام ہو"

امیر المومنین علیہ السلام نے خط کا جواب تحریر کیا۔ کہ ———

"میری طاقت کا سرچشمہ اہل عراق نہیں ہیں۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کی ذات ہے جس پر مجھے سب سے زیادہ بھروسہ ہے۔ تم نے جو بیان کیا ہے کہ ہم اور تم ایک جیسے تھے۔ تو یہ ٹھیک ہے۔ ہمارے اور تمہارے درمیان فرق ہے تو صرف یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہم میں سے رسول بھیجا۔ ہم اس پر ایمان لائے اور تم نے اس کے ساتھ کفر کیا۔ تم نے الزام لگایا ہے کہ میں نے طلحہ اور زبیر کو قتل کیا۔ یہ ایسا معاملہ ہے کہ تو اس وقت موجود نہ تھا۔ اور اگر تو اس وقت حاضر ہوتا تو تجھے معلوم ہوتا۔ اب باتیں بنانے کا رہ ہے۔ تمہارا یہ کہنا کہ مہاجرین کو ساتھ لے کر میرے پاس آؤ گے تو ہجرت کا معاملہ اس دن سے ختم ہے جب کہ تمہارا باپ گرفتار ہوا۔ تمہارے گنوسا ز موجود ہیں۔ ان کی پوجا کرو۔ اگر میں

تمہارے پاس آؤں گا تو یہ مناسب ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھ کو تجھے سزا دینے کیلئے بھیجے گا۔"

عقیل بن ابی طالب کا معاویہ کے پاس آنا

عقیل کوفہ میں اپنے بھائی حضرت علی علیہ السلام کے پاس آئے۔ آپ نے انہیں خوش آمدید کہا اور پوچھا کیوں آئے ہو؟ کہا عطیے دینے میں تاخیر کی وجہ سے ہمارے علاوہ دیگر چیزوں کے بھاؤ زیادہ ہو گئے ہیں بہت قرض دینا ہے کچھ لینے آیا ہوں۔

آپ نے فرمایا میرے پاس تنخواہ کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔ جب تنخواہ ملے گی میں تمہیں دے دوں گا۔ عقیل نے کہا میں مدینہ سے چل کر یہاں تنخواہ لینے نہیں آیا ہوں۔ آپ کی تنخواہ کیا کرے گی۔ اس سے میری حاجت پوری نہیں ہو گی۔ آپ نے فرمایا ان باتوں کو چھوڑیے کیا آپ میرے پاس کوئی اور مال دیکھتے ہیں۔ یا تم یہ چاہتے ہو کہ میں مسلمانوں کا مال آپ کو دے دوں اور اللہ تعالیٰ مجھے دوزخ کی آگ میں جلائے۔

عقیل نے کہا کہ اب میں اس شخص کے پاس جاؤں گا۔ جو مجھے آپ سے زیادہ مال دے گا اس سے مراد معاویہ ہے۔ آپ نے فرمایا بڑی خوشی سے جاؤ۔

عقیل معاویہ کے پاس آئے۔ معاویہ نے کہا اے ابوطالب کے فرزند آپ کو خوش آمدید ہو، کیسے آئے؟ کہا قرض کافی دینا ہے۔ اس لئے آیا ہوں۔ میں اپنے بھائی کے پاس گیا تھا تاکہ وہ مجھے کچھ دیں۔ لیکن انہوں نے کہا کہ میرے پاس تنخواہ کے علاوہ کچھ نہیں ہے اور اس سے میرا مقصد حل نہیں ہوتا۔ اور نہ ہی میری اس سے ضرورت پوری ہوتی تھی۔ میں نے ان سے کہا کہ میں عنقریب ایسے شخص کے پاس جاؤں گا، جو مجھے آپ سے زیادہ دے گا۔ اس لئے آیا ہوں۔

معاویہ آپ میں دلچسپی لینے لگا۔ اور کہا اے اہل شام یہ قریش کے سردار ہیں ان کے سر کے بیٹے ہیں۔ یہ اپنے بھائی کی گمراہی کو جانتے ہوئے۔ حق کی طرف بلانے والے کے پاس آئے ہیں۔ میں یہ خیال کرتا ہوں کہ جو کچھ ان کو دوں گا۔ تو وہ اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کے لئے دوں گا۔ اگر میں ان کو نہ دوں تو اس میں میری کوئی غلطی نہیں ہوگی۔ معاویہ کے کلام نے آپ کو ناراض کر دیا۔ جب آپ نے اپنے بھائی کی توہین سنی تو کہا کہ آپ نے سچ کہا اسی لئے تو میں اپنے بھائی سے چلا آیا ہوں۔ ان لوگوں کو جانتا ہوں جو میرے بھائی کے لشکر میں تھا جو انصار ہیں۔ میں نے معاویہ کے لشکر میں رسول کا ایک بھی صحابی نہیں دیکھا۔

اس کے بعد معاویہ نے کہا ——— اے اہل شام! یہ قریش کے بڑے آدمی ہیں۔ نبیؐ کے چچازاد بھائی اور قریش کے سردار یہاں موجود ہیں اپنے بھائی کے عمل کے لئے اللہ تعالیٰ سے بیزاری کرتے ہیں۔"

معاویہ نے آپ کو تین لاکھ دینار دے کر کہا کہ ایک لاکھ سے قرض ادا کرنا،

ایک لاکھ سے صلۂ رحمی کرتا اور ایک لاکھ سے اپنی حالت کو درست کرتا۔[1]

معاویہ کو عثمان کی وفات کی خبر پہنچنا

قتل عثمان کے کئی دن کے بعد حجاج بن خزیمہ شام میں معاویہ کے پاس عثمان کی وفات کا خط لایا۔

حجاج —— کیا تم مجھے جانتے ہو؟

معاویہ —— ہاں جانتا ہوں، تم حجاج بن خزیمہ ہو۔ کیا خبر ہے؟

حجاج —— میں عثمان کی موت کی خبر لایا ہوں۔ میں یزید بن اسد کے ساتھ عثمان کی مدد کرنے والا تھا۔ جب میں ربذہ میں پہنچا۔ تو مجھے ایک شخص ملا۔ جس نے قتل عثمان کی خبر سنائی وہ کہتا تھا۔ کہ ہم نے عثمان کو قتل کر دیا ہے۔ معاویہ میں تجھے بتاتا ہوں۔ کہ تم علی علیہ السلام سے مضبوط ہو کیونکہ تیرے ساتھی جب تو کوئی بات کہتا ہے۔ معاویہ میں تجھے بتاتا ہوں۔ کہ تم علی علیہ السلام سے مضبوط ہو۔ کیونکہ تیرے ساتھی جب تو کوئی بات کہتا ہے وجہ نہیں پوچھتے۔ جب تم حکم دیتے ہو تو وہ انکار نہیں کرتے۔ برعکس اس کے علی علیہ السلام کے ساتھی وہ ہیں کہ وہ کوئی بات کہتے ہیں تو وہ اس کی وجہ پوچھتے ہیں۔ جب کوئی حکم دیتے ہیں تو وہ بیت و لعل کرتے ہیں۔ تیرے ساتھ تھوڑے آدمی علی علیہ السلام کے زیادہ آدمیوں سے بہتر ہیں۔ تمہیں معلوم ہونا چاہیئے کہ جس بات سے علی علیہ السلام راضی ہوں گے۔ تم اس سے راضی نہ ہو گے۔ علی علیہ السلام کی رضامندی تمہیں ناراض کرے گی تم اور علی علیہ السلام برابر نہیں ہو۔ علی علیہ السلام شام کو چھوڑ کر صرف عراق پر راضی نہیں ہوں گے اور تم عراق چھوڑ کر شام پر راضی ہو جاؤ گے۔

جنگ جمل سے فراغت کے بعد تمام لوگوں نے حضرت علی علیہ السلام کی بیعت کر لی اور عراق والوں نے بھی آپ کی بیعت کر لی، جب آپ کا کام مستحکم ہو گیا۔ تو آپ نے معاویہ کے پاس خط لکھا۔

"اما بعد! تقدیر کا پہلا فیصلہ ہو چکا تھا۔ قضا و قدر بارش کے قطروں کی مانند آسمان سے نازل ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ کے احکامات جاری کرتی ہے۔ مخلوق کے غور کے بغیر اور آدمی کی رضامندی دریافت کیے بغیر اس کی مشیت جاری ہوتی ہے، عثمان رحمۃ اللہ کے قتل کے بارے میں تمہیں معلوم ہو چکا ہوگا۔ اور عام لوگوں کا میری بیعت

---

[1] یہ واقعہ بالکل غلط ہے۔ حضرت عقیل معاویہ کے پاس بالکل نہیں گئے۔ بلکہ دشمنانِ اہل بیت نے یہ واقعہ فرضی طور پر وضع کیا ہے۔

کرنا اور بیعت توڑنے والوں کا مجھ سے پھر جانا معلوم ہو چکا ہوگا۔ تم اس بات میں داخل ہو جاؤ۔ جس میں اور لوگ داخل ہوئے۔ ورنہ میں وہ ہوں۔ جس کو تم جانتے ہو اور میرے لشکر جو لوگ ہیں ان کو بھی تم پہچانتے ہو۔ والسلام۔

حجاج بن عدی کے ذریعے جب آپ کا خط معاویہ کے پاس پہنچا تو اس وقت دمشق میں لوگوں کو خطبہ دے رہا تھا۔ اس نے خط کو پھینک دیا۔ جب خط کی تحریر سے مطلع ہوا۔ تو غمگین ہوا۔ اور اس بات کو عظیم جان کر اہل شام سے خط کے مطلب کو پوشیدہ رکھا۔ پھر حجاج بن عدی نے خطبہ دیا۔ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کے بعد شام والوں سے کہا۔ جو لوگ عثمان کے قتل کے وقت موجود تھے۔ ان کے لئے یہ کام مشکل ہو گیا کہ اس کی خبر دینے والا اندھے کی مانند ہے اور سننے والا بہروں کی طرح اس پر ایک قوم نے عیب لگایا۔ اور اس کو قتل کر دیا۔ ایک قوم نے اس سے غداری کی اور اس کی مدد کی۔ انہوں نے غیب کی تکذیب کی اور ظاہر پر بہتان لگایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے منبر پر لوگوں نے حضرت علی علیہ السلام کی بیعت عام کی۔ جس نے بیعت سے انکار کیا۔ ذلیل و خوار ہوا۔ تین باتوں میں غور کرو پھر خود ہی فیصلہ کرو۔ شام کی مدینے سے کیا نسبت اور معاویہ کا علی علیہ السلام سے کیا مقابلہ اور تم کہاں اور مہاجرین و انصار و تابعین کہاں!

یہ سن کر معاویہ ناراض ہو گیا۔ اور حجاج سے کہا تم صاحب زید بن ثابت یوم الدار ہو، اس نے کہا ہاں! اگر تمہیں بات معلوم ہے تو ٹھیک ورنہ میں تمہیں بتلاتا ہوں۔ معاویہ نے کہا بتلایئے۔ اس نے کہا زید بن ثابت عثمان کیا تو اس کے گھر میں موجود تھا۔ یہی یوم الدار ہے وہ چھت پر چڑھ کر نمودار ہوا۔ اور انصار سے دو مرتبہ کہا۔ اللہ کی مدد کرو۔ میں نے زید سے کہا کہ ہم اس بات کو ناپسند کرتے ہیں کہ جس طرح لوگوں نے کہا ہم بھی اسی طرح کہیں۔

ربنا انا اطعنا سادتنا وکبراءنا فاضلونا السبیلا۔

(پلٹنے والے) ہم نے بڑوں اور سرداروں کی پیروی کی۔ انہوں نے ہمیں گمراہ کر دیا۔

معاویہ نے کہا۔ علی علیہ السلام کے پاس چلے جاؤ اور انہیں آگاہ کرو۔ کہ میرا قاصد تمہارے پیچھے آ رہا ہے۔ معاویہ نے بنو عبس کے ایک آدمی کو جو زبان دراز تھا۔ منتخب کیا۔ معاویہ نے آپ کی طرف خط لکھا تھا۔ جس کا عنوان یہ تھا۔ یہ خط معاویہ کی طرف سے علی علیہ السلام کی طرف ہے اور خط کے اندر صرف بسم اللہ الرحمٰن الرحیم تحریر تھا۔ اور کچھ نہ تھا۔

جب قاصد نے خط علی علیہ السلام کو دیا آپ خط کے مضمون سے آگاہ ہوئے کہ معاویہ آپ سے صرف جنگ کرنا چاہتا ہے۔ اور کوئی بات نہیں ہے۔

معاویہ کے قاصد نے خطبہ دیا اور اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کے بعد کہا کہ کیا یہاں قیس عیلان بن عبس اور ذبیان کے کچھ شخص موجود ہیں۔ انہوں نے کہا۔ ہاں تیرے ارد گرد موجود ہیں

اس نے سنان سے کہا کہ میری بات سنو۔ اے گرد و پیش میں! اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ شام میں ایسے پچاس ہزار آدمی چھوڑ کر آیا ہوں۔ جنہوں نے اپنی داڑھیاں عثمان کی قمیض کے نیچے اپنے آنسوؤں سے تر کی ہیں۔ اور اس قمیض کو جو خون آلودہ ہے نیزے پر بلند کیا ہوا ہے۔ انہوں نے اللہ تعالیٰ سے عہد کیا ہے۔ کہ وہ اپنی تلواریں میان میں نہیں ڈالیں گے اور اپنی پلکیں اس وقت تک بند نہیں کریں گے۔ جب تک کہ قاتلانِ عثمان کو قتل نہ کر لیں۔ مرنے والے نے زندہ کو وصیت کی ہے۔ اور پیدا ہونے والا اسے میراث کے طور پر پائے گا۔

میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ تمہارے پاس سبز جھنڈے پر سوار بارہ ہزار آدمی آئیں گے غور سے دیکھنا کہ ان میں شیب اور غیر شیب کتنے ہیں۔

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا اس کا کیا مقصد ہے۔ اس نے کہا کہ آپ کی گردن اڑانا چاہتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ :

"تیرے ہاتھ خاک آلودہ ہوں۔ تیرے منہ نے جھوٹ بولا۔ خدا کی قسم اگر
کوئی قاصد قتل کیا گیا ہوتا تو میں تمہیں ضرور قتل کرتا ۔"

صلت بن زفر نے کہا کہ وہ واللہ اہل شام نہیں اور تم واللہ اہل عراق ہو۔ بہترین دل علی علیہ السلام کے ساتھ ہے۔ اور بدترین دل معاویہ کے ساتھ ہے۔ اے بھائی ہم تو مہاجرین و انصار کو سبز گھوڑوں اور لوگوں کی ناراضگی سے ڈراتا ہے۔ خدا کی قسم ہم تمہارے آدمیوں اور سبز گھوڑوں سے نہیں ڈرتے ہیں۔ اہل شام کا عثمان کی قمیض دیکھ کر رونا کوئی اہمیت نہیں رکھتا۔ کیونکہ عثمان کی قمیض یوسف کی قمیض کے برابر نہیں ہے۔ اور نہ ہی شامیوں کا غم یعقوب علیہ السلام کے غم کے برابر ہے۔ اگر شامی عثمان پر روتے ہیں تو مدینہ والوں نے انہیں چھوڑ دیا تھا۔ اگر شامی علی علیہ السلام سے لڑیں گے تو اللہ وہی بات کرے گا۔ جو اس کو پسند ہوگی۔ جب عراق میں علی علیہ السلام کے ساتھ رہا۔ حتیٰ کہ معاویہ نے اس پر تہمت لگائی۔ مہاجرین و انصار اس سے پہلے اور اس محبت علی علیہ السلام کے جو چاہئے اور آپ کے فضائل کی حدیثیں سنائیں۔ حتیٰ کہ اس نے معاویہ کے دعویٰ کو شک کی نگاہ سے دیکھا۔

عدی بن حاتم کا شام میں آنا

عدی بن حاتم بصرہ جانے سے پہلے کوفہ میں علی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور عرض کی یا امیر المومنین ہم معاویہ سے ڈرتے ہیں۔ میری قوم کا ایک آدمی ہے جس کا خیال ہے کہ وہ اپنے ابن عم سے ملے جو شام میں ہے۔ جس کو حابس بن سعد کہتے ہیں۔ اگر آپ حکم دیں تو ممکن ہے وہ معاویہ اور اہل شام میں اختلاف پیدا کر سکے۔ آپ نے فرمایا کہ ایسا کام کرو۔ اس سے اپنا شک پیدا کرو۔ جب شام میں پہنچا اپنے ابن عم کے بیٹے کے پاس گیا جو شام کے قبیلہ کا سردار تھا۔ اس نے مدینہ کے حالات دریافت کئے۔ اس نے بتایا کہ میں قتل عثمان کے وقت مدینہ میں موجود تھا پھر حضرت علی علیہ السلام کے ساتھ کوفہ میں آیا۔ یہ شخص

زبان دراز اور ہیبت والا تھا۔ صبح کو اسے معاویہ کے پاس لے گیا۔ اور کہا کہ یہ میرا ابن عم ہے جو کوفہ سے آیا ہے۔ یہ حضرت علی کے ساتھ تھا۔ قتل عثمان کے وقت مدینہ میں موجود تھا۔ یہ قابل اعتماد آدمی ہے۔

معاویہ نے پوچھا کہ عثمان کس طرح قتل ہوا۔ اس نے کہا کہ محمد بن ابی بکر اور عمار بن یاسر نے اس کو قتل کیا۔ عدی بن حاتم، اشتر نخعی اور عمرو بن حصین نے قتل کرنے میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ طلحہ اور زبیر نے سیاسی چال سے قتل کے اسباب پیدا کئے۔ حضرت علی کا خون عثمان سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ قتل عثمان کے بعد لوگ حضرت علی کی بیعت کرنے کے لئے اس طرح ٹوٹ پڑے جس طرح شمع پر پروانے گرتے ہیں۔ اتنا ہجوم غفیر ہو گیا کہ اس بھیڑ میں آپ کی جوتی گم ہو گئی، چادر گر پڑی اور خود روندے گئے۔ آپ نے نہ تو قتل عثمان کا ذکر کیا اور نہ ہی اس بارے میں لوگوں سے کوئی بات کی۔ جب آپ کوفہ جانے لگے تو مہاجرین و انصار آپ کے ساتھ ہو گئے۔ مندرجہ ذیل تین آدمیوں نے جنگ میں آپ کا ساتھ نہ دیا۔ عبداللہ بن عمر، سعد بن ابی وقاص، اور محمد بن مسلمہ، آپ نے کسی کو بیعت کرنے پر مجبور نہیں کیا۔ آپ چل کر جبل طے کے پاس آئے آپ کی خدمت میں طے کی ایک بھاری جماعت حاضر ہوئی۔ راستے میں طلحہ، زبیر اور عائشہ بصرہ جاتے ہوئے ملے۔ آپ نے کوفہ میں اپنے قاصد روانہ کئے۔ انہوں نے آپ کی دعوت کو قبول کیا۔ جب آپ کوفہ میں تشریف لائے تو بچے بوڑھے، بوڑھی عورتیں اور دلہنیں خوشی سے سرشار آپ کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ پھر آپ بصرے تشریف لے گئے۔ طلحہ، زبیر اور ان کے ساتھیوں نے آپ سے جنگ کی۔ تھوڑے ہی عرصہ میں آپ کو اللہ تعالیٰ نے فتح عطا فرمائی۔ پھر بصرہ اور گردونواح کے لوگ آپ کی مٹھی میں آ گئے۔ میں ان کو اس حالت میں چھوڑ آیا ہوں کہ ان کو تمہاری اور شام کے علاقہ کی فکر ہے۔ کہ ان کو کس طرح قابو میں لیا جائے۔

اس کی بات سن کر معاویہ کا دل ٹوٹ گیا۔ اور کہنے لگا۔ یہ حضرت علی کا جاسوس ہے اس کو نکال دو یہ کہیں شام کے علاقہ کو خراب کر دے۔ معاویہ نے کہا عثمان کیونکر زندہ ہوتا، جب کہ خود اس کے معتمدین نے اسے چھوڑ دیا۔ خدا کی قسم اگر ہم لوگ باقی رہے تو ان کو اس طرح روند دیں گے۔ جس طرح خشک گھاس کو اونٹ روند دیتے ہیں۔

حضرت علی علیہ السلام کا عبداللہ بن عباس کو بصرہ کا عامل مقرر کرنا۔

حضرت علی جب اصحاب جمل سے فارغ ہونے کے بعد بصرے سے واپس جانے لگے تو وہاں کا عامل عبداللہ بن عباس کو مقرر کیا۔ اور اس سے کہا کہ میں تمہیں اللہ تعالیٰ سے ڈرنے کی وصیت کرتا ہوں۔ جن کا تم کو اس نے نگران مقرر کیا ہے۔ ان کے ساتھ انصاف کرنا۔ لوگوں سے با اخلاق پیش آنا۔ علم و حکمت کی باتیں بتانا۔ تمہیں حماقت سے بچنا چاہیئے یہ دلوں اور حق کو مار دیتی ہے۔ تمہیں معلوم ہونا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ کا قرب تجھے آگ سے دور کر دے گا۔ اور اللہ تعالیٰ سے جدائی تمہیں دوزخ کے قریب کر دے گا۔ اللہ تعالیٰ کو زیادہ یاد کرو غافل نہ ہو۔

جب آپ کوفہ لوٹے تو اسی وقت شام جانے کا ارادہ کیا، ابن عباس کو ساتھ لے جانا چاہا اور بصرہ کا عامل زیاد بن ابوسفیان کو مقرر کیا۔

احنف بن قیس کا علی علیہ السلام سے عرض کرنا

احنف بن قیس نے علیؑ سے کہا یا امیر المومنین اگر بنو اسد نے جمل کے روز آپ کی مدد نہیں نہیں کی تو آپ کے خلاف بھی مدد نہیں کریں گے۔ مجھے ان لوگوں پر تعجب ہے کہ جنہوں نے اس روز آپ کی مدد کی اور تعجب ہے ان لوگوں پر جنہوں نے آپ کو چھوڑ دیا۔

انہیں طلحہ اور زبیر کے بارے میں شک ہو گیا ہے اور انہیں عمرو اور معاویہ کے باطل ہونے پر کوئی شک نہیں ہے۔ میرے رشتہ دار بصرہ میں مقیم ہیں اگر ان کو بلائیں تو وہ ہمارے پاس آجائیں گے۔ ہم ان کے ذریعے دشمن سے جہاد کریں گے۔ اور انصاف حاصل کر سکیں گے۔ کل جو کچھ کہہ چکے ہیں ان کو پالیں گے۔ چلنے والے کو محصور نہیں کریں گے اور مقیم کو چلنے کے لئے نہیں کہیں گے۔ جو آپ کے ساتھ ہے آپ کو نفع دے گا کچھ مقیم ایسے ہوتے ہیں جو چلنے والے سے بہتر ہوتے ہیں۔ خدا کی قسم ہم تو چاہتے ہیں کہ ہمارے مرد بھی واپس آجائیں۔ ہم ان کے ذریعے دشمن پر غالب آجائیں گے آپ کو تو وہی شخص فائدہ پہنچا سکتا ہے۔ جو آپ کے ساتھ ہو گا۔ میری قوم کافی تعداد میں ہے۔ ہم ان کے ذریعے ایک ایسے شخص سے نہیں ڈریں گے جو معاویہ سے زیادہ دشمن ہو۔ ہم ایسی سرحد کو بند نہیں کریں گے جو شام کی سرحد سے زیادہ سخت ہو۔

احنف کا اپنی قوم کو خط لکھ کر علی علیہ السلام کی مدد کے لئے بلانا

آپ نے احنف سے اپنی قوم کو خط لکھنے کے لئے کہا۔ احنف نے بنو اسد کو اس مضمون کا خط لکھا

"بنو تمیم کے ہر آدمی نے اپنے سردار کی مخالفت کی، اور تم نے نہیں کی۔ میری رائے کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے تمہیں محفوظ رکھا، حتیٰ کہ تم وہ چیز پالو جو چاہتے ہو۔ خوف سے امن پالو۔ مگر اس حالت میں کہ تو مصیبت والوں سے تمہارا کوئی تعلق نہ ہو۔ خیر و عافیت والوں کے ساتھ تمہاری شمولیت ہو۔ میں تمہیں آگاہ کرتا ہوں کہ ہم کوفہ میں بنو تمیم کے پاس ملے۔ انہوں نے دو دفعہ ہم پر احسان کیا۔ ایک دفعہ وہ ہمارے پاس حضرت علی علیہ السلام کے ساتھ آئے آپ شام جانے کے لئے تیار ہیں۔ ہم ان کے ساتھ لگے ہوں گے۔ ہمارے پاس آؤ اور باتیں نہ بناؤ۔ سستی نہ کرو جیلے کی تاخیر محرومی کا باعث ہوتی ہے۔ مدد کرنے میں تاخیر چھوڑنے پر محمول ہوتی ہے۔ جیلے کی محرومی عموماً جلنے پر مبنی ہوتی ہے۔ اور مدد سے بیٹھے رہنا سستی کا باعث ہوتا ہے۔ حقوق کا فیصلہ رضامندی سے ہوتا ہے۔ پریشان حال

طلب پیدا ہونے سے کہیں زیادہ تھی جب جناب احنف کا خط ملا تو وہ تمام کر دئے گئے۔

اہل عراق کا خط مصقلہ کی طرف

سرداران بکر بن وائل امیر المومنین کی خدمت میں اس وقت حاضر ہوئے، جب آپ بصرہ سے کوفہ تشریف لا چکے تھے۔ عرض کیا یا امیر المومنین مصقلہ کا بھائی نعیم آپ سے مصقلہ کے فعل کی وجہ سے شرمسار ہے۔ ہمیں یقین ہے کہ مصقلہ کا بھائی صرف اسی وجہ سے آپ کے پاس نہیں آتا جب سے ہم سے جدا ہوا ہے۔ اس نے کبھی بھی ذرہ برابر آپ کے خلاف کوئی حرکت نہیں کی۔ ہم اس کی طرف خط لکھیں یا قاصد بھیجیں تو وہ ضرور واپس آجائے گا۔ ہمیں خوف ہے کہ ابن سعد کی طرح ہمیں چھوڑ کر معاویہ سے نہ مل جائے۔

آپ نے فرمایا اسے خط لکھو۔ انہوں نے اسے ان الفاظ میں خط لکھا۔ ——

"اما بعد! ہمیں علم ہے کہ تم معاویہ سے اس لئے نہیں ملے کہ تمہیں دین اجازت دیتا تھا نہ ہمیں اس سے دنیا کی کوئی رغبت تھی۔ وہ حضرت علی ابن ابی طالب کے کسی عیب سے تو مطلع ہے۔ اور تو ان سے روگرداں تھا۔ تم نے معاویہ کو اختیار کیا۔ ظن کو تقویت دی اور امید کو کمزور کیا۔ ان دونوں باتوں سے بہتر تو یہ تھا کہ تو کہتا کہ معاویہ سے مل کر مال لوں گا۔ تو شام کو عراق سے تبدیل نہیں کر سکتا۔ خدا کی قسم تو ربیعہ کو گیا تھا اور معاویہ کو مل گیا کے ساتھ۔ جو شخص اللہ تعالیٰ سے جتنا زیادہ قریب ہوتا ہے۔ وہ شخص اتنا ہی معاویہ سے دور ہو جاتا ہے۔ وطن واپس آجاؤ اور امیر المومنین سے گناہ کی بخشش طلب کر لو۔ بوجھ کو اتار دو۔ تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ آج تیرا واپس آجانا۔ کل کے آنے سے بہتر ہے۔ کل کی بھلائی، آج کی بھلائی سے بہتر ہے۔ اگر تم ابوالحسن سے شرم محسوس کرتے ہو تو تم اس امر میں کس بات کا خیال کرتے ہو اللہ تعالیٰ اس کو تباہ کرے جس میں نہ دنیا ہے نہ آخرت۔"

جب ان کا خط مصقلہ کو ملا۔ ان کا قاصد صاحب عقل اور صاحب زبان تھا۔ قاصد نے مصقلہ سے کہا تم نے کیا چھوڑا اور کیا پایا۔ غور کرو، کس کو پکڑا اور کس کو چھوڑا، کس کی ہمسائیگی کی اور کس کو چھوڑ دیا۔ عقل سے فیصلہ کرو، خواہش نفسانی سے نہیں۔

وہ معاویہ کے پاس خط لے کر گیا اور اسے سنایا۔ معاویہ نے اسے کہا کہ تم میرے نزدیک مشکوک آدمی نہیں ہو۔ لیکن جب تمہارے پاس کوئی چیز آئے تو اسے مجھ سے پوشیدہ رکھو۔ مصقلہ گھر آیا اور قاصد کو بلایا اور اسے کہا اے بھائی مجھ میں حضرت علیؑ سے صرف اکیلا بھاگ کر آیا ہوں۔ میں ان کی غیبت نہیں کرتا اور نہ ہی کبھی مجھ سے ان کی شان میں کہا ہے میرا

یہ خط میری قوم کے پاس لے جاؤ۔

مصقلہ کا جواب

مصقلہ نے قوم کو لکھا کہ تمہارا خط ملا۔ تمہیں معلوم ہونا چاہیئے کہ جس کو تھوڑی چیز فائدہ نہیں دیتی۔ اس کو زیادہ بھی فائدہ نہیں پہنچا سکتی۔ تم کو معلوم ہے کہ میں حضرت علیؑ سے قطع تعلق کیوں کیا۔ اور معاویہ سے دوستی کیوں کی۔ یہ مجھے علم ہے کہ اگر میں تمہارے اور حضرت علیؑ کے پاس آ گیا تو میرا گناہ بخش دیا جائے گا۔ لیکن میں حضرت علیؑ کے حق کو قائم رکھتا ہوں اور معاویہ کی محبت کو نہیں چھوڑتا۔ اگر میں حضرت علی علیہ السلام کے پاس آیا تو بدنما عیب کا دھبہ میری پیشانی پر ہوگا۔ میں شرم و ننگ کی زندگی بسر کروں گا۔ میں دو ملامتوں میں گرفتار ہو جاؤں گا۔ ایک خیانت اور دوسری بے وفائی۔ شام میں رہوں گا۔ اگر عراق پر معاویہ غالب آ گیا تو پھر میرا گھر عراق ہوگا۔ اگر حضرت علیؑ غالب آ گئے تو میرا گھر روم میں ہوگا۔ میری محبت تمہاری طرف پرواز کرتی ہے۔ حضرت علیؑ سے جدائی بعض عذر کی بنا پر مجھے پسند ہے۔ برعکس معاویہ کی جدائی کے جو بالکل بے عیب ہے۔

پھر قاصد سے کہا اے جاتی کے فرزند تم نے لوگوں سے حضرت علیؑ کے متعلق میرا جو نظریہ ہے بات کی تھی۔ اس نے کہا ہاں۔

کہا ـــــــ خدا کی قسم میں اس بات پر قائم رہوں گا۔ حتیٰ کہ مر جاؤں گا۔

قاصد واپس آیا۔ حضرت علی علیہ السلام نے خط پڑھ کر فرمایا اپنے ساتھی کو چھوڑ دو، یہ واپس نہیں آنے گا۔ حتیٰ کہ مر جائے گا۔

حصین نے کہا ـــــ خدا کی قسم! اس کو مرنا ہی نافع ہے۔

عبداللہ بن عامر کا شام جانا

عبداللہ بن عامر شام گیا۔ لیکن وہ اس خوف سے معاویہ کے پاس نہ گیا۔ کہ جنگ جمل کی طرح کوئی اور جنگ ہو جائے۔ معاویہ نے بے حد اصرار کیا کہ میرے پاس آؤ عامر نے جواب میں لکھا کہ ـــــــ میں بصرہ میں طلحہ اور زبیر کا سرگرم کارکن تھا۔ لوگوں نے ام المومنین کو جدھر دیکھا اس کا ساتھ دیا۔ زبیر نے عائشہ کو چھوڑ دیا اور مروان نے طلحہ کو۔ اگر لوگ عائشہ کا ساتھ چھوڑ دیتے تو تب بھی زبیر کا ساتھ نہیں چھوڑنا چاہیئے تھا۔ اگر لوگ بے وفائی نہ کرتے تو کرتے مروان بے وفائی نہ کرتا۔ عائشہ ناراض ہو گئی۔ زبیر عائشہ کا ساتھ چھوڑ گیا۔ مروان نے طلحہ کو قتل کر دیا۔ لوگوں کی آج بھی وہی حالت ہے جو کل تھی۔ اگر تم نے مجھے آرام سے رہنے دیا تو ٹھیک ہے۔ ورنہ میں تمہیں چھوڑ کر چلا جاؤں گا۔ والسلام۔"

معاویہ نے جواب دیا کہ ——— تم نے اپنا مذہب قاتلان عثمان کی مدد قرار دیا تھا اپنا مال عبداللہ بن زبیر کے لئے خرچ کیا۔ عراق کو شام پر ترجیح دی۔ اللہ تعالےٰ نے تمہیں جنگ سے خالی ہاتھ نکالا، تم نے حق سے نطعت نہیں اٹھایا اور نہ ہی تم مقتول کا بدلہ لے سکے۔

عامر کو جب معاویہ کا خط ملا تو وہ معاویہ کے پاس آیا۔ اور اس کی بیعت کر لی۔ معاویہ نے اس سے اچھا سلوک کیا اور اس کو اپنا رشتہ دار بتلایا۔

عمار بن یاسرؓ کی علیؑ کی خدمت میں گزارش

عمار بن یاسرؓ نے حضرت علیؑ سے کہا ہم نے آپ کی بیعت کی ہے۔ ہم میں سے کسی نے بھی آپ سے جنگ نہیں کی، آپ ان سے جنگ کرتے ہیں جنہوں نے آپ کی بیعت کی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ان سے وہ چیز دلوائی جس کا وعدہ اس نے اپنے اس قول میں کیا ہے۔

ومن بغی علیہ لینصرنہ اللہ - وقولہ یا ایھا الناس انما بغیکم علی انفسکم - وقولہ - ومن نکث فانما ینکث علی نفسہ

جو کسی کے خلاف بغاوت کرے گا - اللہ اس کی مدد کرے گا۔ اے لوگو! تمہاری بغاوت تمہاری ذات کے لئے مضر ہوگی۔ جس نے بیعت توڑ دی۔ اس نے اپنی ذات کا نقصان کیا"۔ کوفہ ہمارے ساتھ ہے اور بصرہ ہمارے خلاف ہے۔ شام پر ایسا شخص قابض ہے جو آسانی سے دست بردار نہیں ہوگا۔ معاویہ کے آنے سے قبل آپ اس کے پاس پہنچ جائیں۔ اس کے جنگ سے پہلے آپ اس پر ٹوٹ پڑیں۔

اشتر نے حضرت علی علیہ السلام سے عرض کیا۔

اشتر نخعی نے حضرت علیؑ سے عرض کیا۔ یا امیرالمومنینؑ ہم آپ کے فرمانے سے پہلے باتیں کرتے ہیں۔ جب آپ کسی کے کام کرنے کا پکا ارادہ کرتے ہیں۔ تو ہم خاموش ہو جاتے ہیں۔ اگر اس وقت آپ شام تشریف لے چلیں تو بے حد مفید ہوگا۔ جلدی کیجئے۔ پھر ایسا وقت ہاتھ نہیں آئے گا۔ لوگوں کے دل آپ کے حق میں درست ہیں۔ اور آنکھیں آپ کی حقیقت کو صحیح طور پر اندازہ کرتی ہیں۔ سنگ دل اور اندھی آنکھوں والے لوگوں کے ساتھ جلدی جاؤ۔

حضرت علی علیہ السلام کا خط جریر بن عبداللہ کی طرف

آپ نے عبداللہ بن جریر کی طرف خط لکھا عثمان نے اس کو سرحد ہمدان کا عامل مقرر کیا تھا۔ زفر بن قیس کے ذریعے خط بھیجا ———

۔ اما بعد! اللہ تعالیٰ اس قوم کی حالت اس وقت تک نہیں بدلتا۔ جب تک کہ

خود اپنی حالت بدل لے۔ جب اللہ تعالیٰ کسی قوم کو امتحان میں مبتلا کرتا ہے تو اس کو کوئی نہیں روک سکتا۔ اس کا اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی چارہ ساز نہیں ہے۔ میں تمہیں اپنے بارے میں اور ان لوگوں کے بارے میں جن سے تم نے جنگ کی آگاہ کرتا ہوں۔ طلحہ اور زبیر نے کن کن لوگوں کو جمع کیا، بیعت کرنے کے بعد ان کا بیعت توڑنا اور ان دونوں نے میرے عامل عثمان بن حنیف سے کیا سلوک کیا۔ انصار اور مہاجرین لیکر میں مدینے سے چلا۔ راستے میں اپنے بیٹے حسنؑ اور اپنے عم زاد عبداللہ بن عباس عمار بن یاسر اور قیس بن سعد بن عبادہ کو کوفہ بھیجا۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کا واسطہ دیکر کوفیوں کو جہاد پر آمادہ کیا۔ انہوں نے رضامندی کا اظہار کیا۔ میں نے بصرہ کے باہر ڈیرہ لگایا۔ ان کی غلطیوں سے درگزر کیا اور ان سے کہا کہ تم میری بیعت کر چکے ہو اس کا لحاظ کرو۔ انہوں نے میری بات نہ سنی اور لڑنے کے لئے تیار ہوگئے۔ میں نے اللہ تعالیٰ سے امداد طلب کی۔ جو قتل ہوا سو ہوا باقی اپنے اپنے علاقے میں بھاگ گئے۔ اب وہ جنگ سے پہلے دی گئی میری صلح و آشتی کی دعوت پر آمادہ ہیں۔ میں نے ان کی بات کو منظور کر لیا۔ تلوار کو ان سے روک لیا ہے۔ عبداللہ بن عباس کو ان کا حاکم مقرر کیا ہے۔ میں تمہارے پاس زفر بن قیس کو بھیج رہا ہوں۔ اس سے ان کے اور ہمارے حالات دریافت کرنا۔

زفر بن قیس کا خطبہ

جب زفر بن قیس آپ کا خط لیکر جریر بن عبداللہ کے پاس پہنچا، جریر نے خط پڑھا۔ زفر نے اپنے خطبہ میں اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کے بعد کہا:

"اے لوگو! علی علیہ السلام نے تمہارے پاس خط لکھا ہے۔ لوگوں نے حضرت علیؑ کی مدینے میں کسی مجبوری کے بغیر بیعت کی ہے۔ کیونکہ آپ عالم کتاب خدا ہیں۔ کتاب میں حق کو جانتے ہیں۔ طلحہ اور زبیر نے بغیر کسی وجہ کے آپ کی بیعت کو توڑا اور آپ سے جنگ کی لوگوں کو اس پر آمادہ کیا۔ ام المومنین عائشہ کو پردہ سے نکالا۔ جو اللہ اور اس کے رسولؐ نے اس پر قائم کیا تھا۔ یہ چشم دید حالات ہیں۔ اگر اور وضاحت چاہو گے تو میں بیان کروں گا۔"

جریر بن عبداللہ بجلی کا خطبہ

جریر بن عبداللہ نے خطبہ میں کہا کہ اے لوگو! یہ حضرت علی علیہ السلام کا خط ہے وہ دین اور دنیا کے مالک ہیں۔ ان کے اور اپنے دشمنوں کو تم جانتے ہو۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس نے ٹھیک فیصلہ کیا۔ آپ کی بیعت مہاجرین اولین سابقین اور انصار تابعین نے کی ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ خلافت کے بارے میں شوریٰ قائم کرے تو حضرت علی سے زیادہ حقدار

کوئی مستحق نہیں۔ حضرت علی تمہیں حق پر چلائیں گے۔ جب تک تم ان کا ساتھ دو گے۔ اگر تم سے کوئی غلطی ہو گئی تو اسے درست کر دیں گے۔ لوگوں نے کہا کہ ہم بسر و چشم ان کو قبول کرتے ہیں۔ ہم بھی راضی ہیں اور ہمارے بعد آنے والے بھی راضی ہوں گے۔

حضرت علیؑ کا اشعث بن قیس کی طرف خط

آپ نے اشعث بن قیس کو خط لکھا۔ جس کو زیادہ بن کعب لے کر گیا۔ اشعث ان دنوں عثمان کی طرف سے آذربائیجان کا والی تھا۔

اگر تم میں لغزشیں نہ ہوتیں تو تم لوگوں سے عامل بننے کے زیادہ مستحق تھے۔ تمہیں معلوم ہو چکا ہے کہ لوگوں نے میری بیعت کر لی ہے۔ سب سے پہلے طلحہ اور زبیر نے میری بیعت کی۔ اور پھر بغیر کسی وجہ کے توڑ دی۔ پھر ام المومنین کو بصرہ لے گئے۔ میں انصار و مہاجرین کو لے کر ان کے پاس گیا۔ ہم ان کے سامنے ہوئے۔ میں نے ان کو حق کی طرف لوٹنے کی دعوت دی۔ انہوں نے انکار کر دیا۔ میں نے لوٹانے میں مبالغہ کیا۔ میں تجھ کو اچھا سمجھتا تھا۔ تیرا کام صرف کھانا پینا نہیں ہے۔ بلکہ یہ ایک امانت ہے جو تمہاری گردن پر ہے۔ یہ مال اللہ تعالیٰ کا مال ہے اور تم میری طرف سے اس کے نگران ہو۔

زیاد بن کعب کا خطبہ

اشعث ابن قیس نے جب علی علیہ السلام کا خط پڑھا تو زیاد بن کعب نے خطبہ دیا۔ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کے بعد کہا۔ لوگو جس شخص کو تھوڑی چیز کافی نہیں ہوتی اسے زیادہ بھی کوئی فائدہ نہیں پہنچاتی عثمان کا معاملہ ایسا ہے کہ نہ اس کو دیکھنے والا فائدہ اٹھا سکتا ہے اور نہ سننے والا کسی نتیجہ پر پہنچ سکتا ہے اس واقعہ کو سننے اور دیکھنے والا دونوں برابر ہیں۔ مہاجرین و انصار نے بڑی خوشی سے حضرت علی علیہ السلام کی بیعت کی۔ طلحہ اور زبیر نے بغیر کسی وجہ کے آپ کی بیعت کو توڑ دیا اور نامناسب طور پر ام المومنین کو گھر سے نکال کر لے گئے۔ حضرت علی ان کے پیچھے گئے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں زمین کا وارث بنایا

اشعث بن قیس کا خطبہ

اشعث بن قیس نے کہا۔ اے لوگو عثمان نے مجھے آذربائیجان کا گورنر مقرر کیا تھا وہ ہلاک ہو گئے اور آذربائیجان ابھی میرے قبضہ میں ہے۔ لوگوں نے حضرت علی علیہ السلام کی بیعت کر لی ہے۔ ہم پر ان کی اطاعت فرض ہے۔ تمہیں علی اور ان کے دشمنوں کے حالات کا پتہ ہے وہ ان حالات کو جانتے ہیں جو ہم اور تم سے پوشیدہ ہیں۔

اشعث کا اپنے معتبر آدمیوں کو شام میں معاویہ کے پاس چلے جانیکا مشورہ

اشعث گھر میں آیا اور اپنے معتبر آدمیوں سے مشورہ کیا کہ میرے پاس حضرت علیؑ کا خط آیا ہے۔ جس نے مجھے پریشان کر دیا ہے۔ میں نے آذربائیجان میں جو مال کھایا ہے۔ اس سلسلہ میں مجھے وہ گرفتار کریں گے۔ اب میں معاویہ کے پاس جاتا ہوں۔ قوم نے کہا اس سے تو موت بہتر ہے تم اپنے شہر اور قوم کو چھوڑنا چاہتے ہو۔ تم اہل شام کے لئے ایک محتاج بن جاؤ گے۔

جریر کا خط اشعث کو

جریر نے اشعث کو خط لکھا کہ میرے سامنے حضرت علی علیہ السلام کی بیعت پیش ہوئی میں نے اسے قبول کر لیا۔ اس کے سوا کوئی چارہ نہ تھا۔ میں نے عثمان کے بارے میں غور کیا میرے لئے عثمان کا ساتھ دینا ضروری نہ تھا۔ علی علیہ السلام کی بیعت مہاجرین و انصار نے کر لی ہے ان لوگوں کے لئے بہتر تو یہ تھا کہ توقف سے کام لیتے (بیعت نہ کرتے) تم علی علیہ السلام کی بیعت کر لو۔ اس سے بہتر کوئی شئے نہیں ہے۔ اہل بصرہ کی شکست سے آپ کی بیعت بہتر ہے۔ اپنے بارے میں تدبر سے کام لو۔ والسلام

حضرت علی علیہ السلام کا جریر کو معاویہ کے پاس بھیجنا

جب جریر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا کہ میرا خط لیکر معاویہ کے پاس جاؤ۔ میری اُمید کے مطابق پورا اُترنا، تم دیکھ رہے ہو کہ میرے ساتھ اصحاب رسولؐ ہیں (جو بدری اور عقبی) جنھیں رات میرا ساتھ دینے والے ہیں۔ میں نے ان سب کے تمہیں منتخب کیا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان کے مطابق کہ یمن کے بہترین آدمی جریر ہے۔ میرا خط اور پیغام لیکر معاویہ کے پاس جاؤ۔ اگر وہ اس بات میں داخل ہو جائے۔ جس میں اور مسلمان داخل ہو گئے ہیں تو ٹھیک ورنہ کہو کہ جنگ کے لئے تیار ہو جائے۔ اس کو آگاہ کر دو کہ میں اس کے امیر ہونے پر راضی نہیں ہوں۔ عام لوگ اس کا حاکم ہونا پسند نہیں کرتے۔

جریر نے عرض کیا میں آپ کی مدد کے لئے تیار ہوں لیکن مجھے آپ کے مقابلہ میں معاویہ سے کوئی دلچسپی نہیں۔ اللہ تعالیٰ کو جو منظور ہو گا۔ وہی ہو گا۔

حضرت علی علیہ السلام کا معاویہ کے پاس دوسرا خط

آپ نے معاویہ کے پاس جو خط جریر کے ذریعے بھیجا۔ اس کا مضمون یہ تھا۔ ـــــــــ

"امابعد! لوگوں نے میری بیعت جو مدینہ میں کی تھی وہ تم پر بھی واجب ہے۔

میری بیعت ان لوگوں نے کی ہے۔ جنہوں نے ابوبکر، عمر اور عثمان کی بیعت کی تھی موجودہ آدمی کے لئے انکار اور غائب کرنے کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ شوریٰ کا حق مہاجرین و انصار کو حاصل ہے۔ جب وہ کسی آدمی پر متفق ہو جاتے ہیں تو اس کو امام کہتے ہیں، یہ اللہ تعالیٰ کی رضا مندی ہوتی ہے۔ جو شخص اس میں شامل نہ ہو اس کو شامل کر دو اگر وہ انکار کرے۔ تو اس کو قتل کر دو، کیونکہ اس نے مومنین کی راہ اختیار نہیں کی۔ اللہ تعالیٰ اس کو دوست رکھتا جو اس کو دوست رکھتا ہے جو اس کے حکم پر نہیں چلتا۔ اسے وہ جہنم میں جلائے گا۔ وہ برا ٹھکانا ہے۔ طلحہ اور زبیر نے مدینہ میں میری بیعت کی اور پھر توڑ دی۔ توڑنا رد کرنے کے مترادف ہے۔ میں نے اتمام حجت کے بعد ان سے جہاد کیا۔ حق ظاہر ہوا۔ اللہ تعالیٰ کا حکم غالب آیا۔ اگرچہ وہ ناپسند کرتے تھے۔ جس بات میں مسلمان شامل ہوئے ہیں۔ تم بھی شامل ہو جاؤ مجھے تمہاری عافیت مطلوب ہے۔ اگر ایسا کرو گے تو آزمائش میں پڑ جاؤ گے۔ اگر آزمائش میں پڑ گئے تو میں تم سے جنگ کروں گا اور اللہ تعالیٰ سے مدد مانگوں گا۔ کہ وہ مجھے تم پر فتح عطا فرمائے تم نے عثمان کے قاتلوں کے بارے میں کافی حیلے بہانے بنائے ہیں تمہارے لئے ضروری ہے کہ میری اطاعت قبول کرو پھر لوگوں کو میرے پاس لے آؤ۔ میں تمہارا اور ان کا معاملہ خدا کی کتاب پر پیش کروں گا۔ اور جو بہانے تم بناتے ہو وہ بچے کو دودھ چھڑانے کے بہانے کے سوا کچھ نہیں ہے۔ اگر خواہشاتِ نفسانی کو چھوڑ کر عقل سے کام لو تو مجھے قتل عثمان سے بری الذمہ پاؤ گے۔ معاویہ تم آزاد کردہ غلاموں کی اولاد سے ہو۔ جن کے لئے خلافت جائز نہیں ہے۔ امامت ان کے لئے مناسب نہیں۔ تم شوریٰ میں شامل ہونے کے بھی مستحق نہیں۔ میں جریر بن عبداللہ کو تمہارے پاس بھیج رہا ہوں جو صاحب ایمان اور مہاجرین ہیں بیعت کر لو۔ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہ

جریر کا معاویہ کے پاس آنا

جریر آپ کا خط لیکر معاویہ کے پاس شام میں آیا۔ اور خطبہ میں لوگوں سے کہا کہ مدینہ میں جو لوگ قتل عثمان کے وقت موجود تھے۔ وہ کوئی فیصلہ نہیں کر سکے کہ حق پر کون تھا۔ اور باطل پر کون اور وہ لوگ جو وہاں موجود نہیں تھے۔ اپنے گمان سے کام لیکر صحیح فیصلہ کیسے کر سکتے ہیں۔ لوگوں نے حضرت علی کی بیعت کی۔ طلحہ اور زبیر نے بیعت توڑ دی۔ مذہب اسلام فتنہ برداشت نہیں کر سکتا۔ جنگ کا بھی متحمل نہیں۔ کل تک بصرہ خوف و ہراس کا گڑھ بنا ہوا تھا۔ اگر دوبی جملہ دہرایا گیا تو اس میں لوگوں کی بقا نہیں ہوگی۔ عام لوگوں نے حضرت علی علیہ السلام کی بیعت

کرلی ہے۔ اگر خلافت کے معاملہ میں ہماری رائے لی جاتی تو ہم حضرت علیؑ کے سوا کسی کو منتخب نہیں کریں گے۔ جس نے آپ کی مخالفت کی اس نے اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈال دیا۔ اگر تم کہو کہ عثمان نے مجھے عامل بنایا اور معزول نہیں کیا۔ تو ہمارا یہ جواب ہے کہ یہ بات تو تب چلتا۔ اگر اللہ تعالیٰ کا دین تمام نہ ہوتا ہر ایک انسان کو سوچ بوجھ سے کام کرنا چاہیئے۔"

لوگوں کا حضرت علیؑ کو کوفہ میں قیامؑ کا مشورہ دینا

اسی سال آپ نے لوگوں سے جنگ کرنے کے بارے میں مشورہ کیا۔ اشتر نخعی، عدی بن حاتم اور شریح بن ہانی کے سوا باقی تمام نے آپ کو کوفہ میں قیام کرنے کے متعلق کہا۔ لیکن اشتر نخعی وغیرہ نے عرض کی کہ یہ لوگ آپ کو اہل شام سے جنگ کرنے سے ڈراتے ہیں۔ ان سے جنگ کرنے میں کوئی دقت پیش نہیں آئے گی۔ ہمیں موت سے ڈرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ ہم تو موت کے منہ میں جانا چاہتے ہیں۔ میں اہل شام سے جنگ کرنے کو تیار ہوں مگر جریر ان کے پاس گئے ہوئے ہیں۔ میں نے ان کے لئے ایک وقت مقرر کیا ہوا ہے۔ جس کے بعد وہ شام میں نہیں رہیں گے اور نہ گردان رہے۔ یا تو وہ دھوکہ میں آجائیں گے یا میری نافرمانی کریں گے۔ میں آپ کی تجویز کو ناپسند نہیں کرتا۔

جریر نے شام میں دیر لگائی، حضرت بور ہو گئے۔ جب معاویہ نے جریر کو جواب دینے میں کافی تاخیر کی تو جریر نے اس کو بیعت کرنے پر کافی اکسایا۔ معاویہ نے جریر سے کہا:

"بیعت کرنا کوئی معمولی بات نہیں اس کے لئے مجھے مہلت درکار ہے۔"

معاویہ کا با اعتماد لوگوں سے مشورہ کرنا۔

اس بارے میں معاویہ نے اپنے معتبر آدمیوں سے مشورہ کیا عتبہ بن ابوسفیان نے کہا کہ اس بارے میں عمرو بن عاص سے مدد طلب کرو وہ جانا پہچانا آدمی ہے۔ اس کو عثمان نے اپنی زندگی میں معزول کر دیا تھا۔ اگر تم نے اس کو خوش نہ کیا۔ تو وہ تم کو تمہارے موجودہ عہدے سے بالکل معزول کر دیں گے۔

معاویہ کا خط بنام عمرو عاص

معاویہ نے عمرو عاص کو خط لکھا، جو اس وقت فلسطین میں تھا۔ آپ کو حضرت علیؑ طلحہ اور زبیر کا حال معلوم ہو چکا ہو گا۔ مروان بصرہ کو چھوڑ کر ہمارے پاس آچکا ہے۔ علی علیہ السلام کی بیعت کا پیغام لیکر جریر بن عبداللہ میرے پاس پہنچ چکا ہے۔ میں اپنا معاملہ تمہارے سپرد کرتا ہوں۔

علی علیہ السلام سے معاویہ کا مطالبہ

معاویہ نے جریر سے کہا کہ میں نے ایک تجویز سوچی ہے۔ کہ آپ علی کو لکھ دیں کہ مجھے شام اور مصر کا علاقہ دیدیں۔ اگر آپ ایسا کریں گے تو آپ کے بعد میری گردن پر کسی کی بیعت نہیں ہو گی میں ان کو ان شرائط پر خلیفہ تسلیم کرتا ہوں۔

جریر نے کہا جو چاہو لکھو۔ معاویہ کا مصر و شام طلب کرنا، اور آپ کے بعد کسی کی بیعت نہ کرنا اس بات پر دلالت کرتا تھا کہ وہ آپ کے بعد خود خلیفہ بننا چاہتا تھا۔ معاویہ نے اس مضمون کا خط آپ کو لکھا۔ جب آپ کو خط ملا تو آپ سمجھ گئے کہ یہ دھوکا ہے۔

آپ کا خط بنام جریر بن عبداللہ

اما بعد! معاویہ نے کہا ہے۔ کہ میری بیعت تو اس کی گردن پر رہے گی مگر وہ جو چاہے کرتا رہے۔ جب میں مدینہ میں تھا تو مغیرہ بن شعبہ نے کہا تھا۔ کہ میں معاویہ کو شام کا عامل بنا دوں۔ میں نے انکار کر دیا۔ مجھے اللہ تعالیٰ گمراہوں کا بازو نہیں بنانا چاہتا۔ اگر معاویہ بیعت کرے تو ٹھیک ورنہ واپس آجاؤ۔ والسلام!

عمرو عاص کا اپنے بیٹوں اور غلاموں سے مشورہ کرنا

جب معاویہ کا خط عمرو کو ملا تو وہ فلسطین میں تھا۔ اپنے بیٹے عبداللہ اور محمد سے مشورہ کیا کہ مجھ سے عثمان کے بارے میں ایسی غلطیاں ہوئی ہیں۔ ایسی غلطیاں میں آئندہ نہیں کروں گا۔

جریر علی علیہ السلام کی بیعت لینے کے لئے معاویہ کے پاس پہنچ چکا ہے۔ اور اس نے مجھے اپنے پاس بلایا ہے۔ اس کے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے؟

اس کے بڑے لڑکے عبداللہ نے کہا کہ میری رائے یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نبی کی وفات کے وقت آپ سے راضی تھے۔ اسی طرح دونوں خلفا کی حالت ہے۔ عثمان کے وقت آپ غائب تھے۔ اب آرام سے گھر میں بیٹھو، آپ خلیفہ بننے سے تو رہے۔ زیادہ سے زیادہ یہ ہو گا کہ آپ تھوڑی سی دنیا کے لئے معاویہ کے حاشیہ بردار بنے رہیں گے۔

محمد نے کہا کہ آپ صاحب امر قریش ہیں۔ اگر خلافت کا مسئلہ طے ہو گیا اور آپ غفلت میں پڑے رہے تو اس سے آپ کی سبکی ہوگی۔ حق بات یہ ہے کہ شام والوں سے مل جائیے اور خون عثمان کا بدلہ لیجئے۔ اس سے بنو امیہ میں آپ کی عزت بڑھ جائے گی۔

عمرو عاص نے کہا اے عبداللہ تمہاری رائے میں میرے دین کی بہتری ہے۔ اور محمد سے کہا کہ تمہاری رائے میں میری دنیا کی بہتری ہو جائے گی۔

کرلی ہے۔ اگر خلافت کے بارے میں ہماری رائے لی جائے تو ہم حضرت علیؑ کے سوا کسی کو منتخب نہیں کریں گے۔ جس نے آپ کی مخالفت کی اس نے اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈال دیا۔ اگر تم کہو کہ عثمان نے مجھے عامل بنایا اور معزول نہیں کیا، ہمارا یہ بہانہ تو تب چلتا۔ اگر اللہ تعالیٰ کا دین قائم نہ ہوتا۔ ہر ایک انسان کو سوجھ بوجھ سے کام لینا چاہیئے۔

لوگوں کا حضرت علیؑ کو کوفہ میں قیامؑ کا مشورہ دینا

اسی سال آپ نے لوگوں سے جنگ کرنے کے بارے میں مشورہ کیا۔ اشتر نخعی، عدی بن حاتم اور شریح بن ہانی کے سوا باقی تمام نے آپ کو کوفہ میں قیام کرنے کے متعلق کہا۔ لیکن اشتر نخعی وغیرہ نے عرض کی کہ یہ لوگ آپ کو اہل شام سے جنگ کرنے سے ڈراتے ہیں۔ ان سے جنگ کرنے میں کوئی دقت پیش نہیں آئے گی۔ آپ موت سے ڈرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ ہم تو موت کے منہ میں جانا چاہتے ہیں۔ میں اہل شام سے جنگ کرنے کو تیار ہوں مگر جریر ان کے پاس گئے ہوئے ہیں۔ میں نے ان کے لئے ایک وقت مقرر کیا ہوا ہے۔ جس کے بعد وہ شام میں نہیں رہیں گے اور اگر وہاں رہے۔ یا تو وہ دھوکہ میں آجائیں گے یا میری نافرمانی کریں گے۔ میں آپ کی تجویز کو ناپسند نہیں کرتا۔

جریر نے شام میں دیر لگائی، حضرت ملول ہوگئے۔ جب معاویہ نے جریر کو جواب دینے میں کافی تاخیر کی تو جریر نے اس کو بیعت کرنے پر کافی اکسایا۔ معاویہ نے جریر سے کہا:

”بیعت کرنا کوئی معمولی بات نہیں اس کے لئے مجھے مہلت درکار ہے۔“

معاویہ کا با اعتماد لوگوں سے مشورہ کرنا۔

اس بارے میں معاویہ نے اپنے معتبر آدمیوں سے مشورہ کیا عتبہ بن ابوسفیان نے کہا کہ اس بارے میں عمر بن عثمان سے مدد طلب کرو وہ جانا پہچانا آدمی ہے۔ اس کو عثمان نے اپنی زندگی میں معزول کر دیا تھا۔ اگر تم نے اس کو خوش نہ کیا۔ تو وہ تم کو تمہارے موجودہ عہدے سے بالکل معزول کر دیں گے۔

معاویہ کا خط بنام عمرو عاص

معاویہ نے عمرو عاص کو خط لکھا، جو اس وقت فلسطین میں تھا۔ آپ کو حضرت علیؑ طلحہ اور زبیر کا حال معلوم ہو چکا ہوگا۔ مروان بصرہ کو چھوڑ کر ہمارے پاس آچکا ہے۔ علی علیہ السلام کی بیعت کا پیغام لیکر جریر بن عبداللہ میرے پاس پہنچ چکا ہے۔ میں اپنا معاملہ تمہارے سپرد کرتا ہوں۔

علی علیہ السلام سے معاویہ کا مطالبہ

معاویہ نے جریر سے کہا کہ میں نے ایک تجویز سوچی ہے۔ کہ آپ علی کو لکھ دیں کہ مجھے شام اور مصر کا علاقہ دیدیں۔ اگر آپ ایسا کریں گے تو آپ کے بعد میری گردن پر کسی کی بیعت نہیں ہوگی میں ان کو ان شرائط پر خلیفہ تسلیم کرتا ہوں۔

جریر نے کہا جو چاہو لکھو۔ معاویہ کا مصر و شام طلب کرنا، اور آپ کے بعد کسی کی بیعت نہ کرنا اس بات پر دلالت کرتا تھا کہ وہ آپ کے بعد خود خلیفہ بننا چاہتا تھا۔ معاویہ نے اس مضمون کا خط آپ کو لکھا۔ جب آپ کو خط ملا تو آپ سمجھ گئے کہ یہ دھوکا ہے۔

آپ کا خط بنام جریر بن عبداللہ

امابعد! معاویہ نے کہا ہے۔ کہ میری بیعت تو اس کی گردن پر ہے گی مگر وہ جو چاہے جو چاہے کرتا ہے۔ جب میں مدینہ میں تھا تو مغیرہ بن شعبہ نے کہا تھا۔ کہ میں معاویہ کو شام کا عامل بنا دوں۔ میں نے انکار کر دیا۔ مجھے اللہ تعالیٰ گمراہوں کا بازو نہیں بنانا چاہتا۔ اگر معاویہ بیعت کرے تو ٹھیک ورنہ واپس آجاؤ۔ والسلام!

عمرو عاص کا اپنے بیٹوں اور غلاموں سے مشورہ کرنا

جب معاویہ کا خط عمرو کو ملا تو وہ فلسطین میں تھا۔ اپنے بیٹے عبداللہ اور محمد سے مشورہ کیا کہ مجھ سے عثمان کے بارے میں ایسی غلطیاں ہوئی ہیں۔ ایسی غلطیاں میں آئندہ نہیں کروں گا۔

جریر علی علیہ السلام کی بیعت لینے کے لئے معاویہ کے پاس پہنچ چکا ہے، اور اس نے مجھے اپنے پاس بلایا ہے۔ اس کے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے؟

اس کے بڑے لڑکے عبداللہ نے کہا کہ میری رائے یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نبیؐ وفات کے وقت آپ سے راضی تھے اسی طرح دونوں خلفا کی حالت ہے۔ عثمان کے وقت آپ غائب تھے۔ اب آرام سے گھر میں بیٹھو، آپ خلیفہ بننے سے تو رہے۔ زیادہ سے زیادہ یہ ہوگا کہ آپ تھوڑی سی دنیا کے لئے معاویہ کے حاشیہ بردار بنے رہیں گے۔

محمد نے کہا کہ آپ صاحب امر قریش ہیں۔ اگر خلافت کا مسئلہ طے ہو گیا اور آپ غفلت میں پڑے رہے تو اس سے آپ کی سبکی ہوگی۔ حق بات یہ ہے کہ شام والوں سے مل جایئے اور خون عثمان کا بدلہ لیجئے۔ اس سے بنو امیہ میں آپ کی عزت بڑھ جائے گی۔

عمرو عاص نے کہا اے عبداللہ تمہاری رائے میں میرے دین کی بہتری ہے۔ اور محمد سے کہا تمہاری رائے میں میری دنیا کی بہتری ہو جائے گی۔

پھر اپنے غلام وردان کو جو دھوکہ باز تھا بلا کر کہا۔ سامان باندھو اور چلو۔ وردان نے کہا جو کام آپ کرنا چاہتے ہیں اگر کہیں تو آگاہ کروں۔ عمرو نے کہا بتاؤ۔ ——

اس نے کہا —— آپ دنیا و آخرت کے مسئلہ میں پھنسے ہوئے ہیں۔ یاد رکھو اگر علی علیہ السلام کا ساتھ دو گے تو آخرت ملے گی۔ اور دنیا نہیں ہوگی اور اگر معاویہ کا ساتھ دو گے تو دنیا تو ملے گی۔ مگر آخرت نہیں ملے گی اور نہ ہی آخرت کی تنگی میں کسی کا کوئی حصہ ہو گا۔ تم ان دونوں کے درمیان معلق ہو اور سوچ رہے ہو کس کا ساتھ دو؟

عمرو نے کہا —— تم نے بالکل غلطی نہیں کی۔ میرے دل میں یہی بات ہے اب وردان یہ بتاؤ کہ اس معاملہ میں تمہارا کیا خیال ہے؟

کہا —— گھر میں بیٹھ جائیے۔ اگر اہل دین غالب ہو گئے تو ان کے ساتھ آرام کی زندگی بسر کیجئے گا اور اگر اہل دنیا غالب ہو گئے تو تب بھی ان کو آپ کی ضرورت ہوگی۔ عمرو عاص نے کہا۔ اب یہ کیسے ممکن ہے جب کہ تمام عرب میں یہ مشہور ہو چکا ہے کہ میں شام جا رہا ہوں۔

عمرو کا معاویہ کے پاس آنا

—— عمرو عاص معاویہ کے پاس آیا اور اسے اپنی ضروریات سے آگاہ کیا۔ لیکن عمرو دل سے معاویہ کو نہیں چاہتا تھا معاویہ عمرو کو اور عمرو معاویہ کو دھوکا دینا چاہتا تھا۔ عمرو نے کہا۔ اگر مجھ سے کام لینا چاہتے ہو تو مصر کا علاقہ مجھے دیدو۔

معاویہ نے چاپلوسی سے کام لیتے ہوئے کہا کہ تجھے معلوم ہے کہ مصر شام کی مانند ہے اگر مصر تمہارے پاس ہو گا تو تب بھی میرے پاس ہو گا۔ مصر اس وقت تمہاری حکومت میں ہو گا جب حضرت علی پر غالب ہو کر عراق پر قبضہ کر لو گے۔

عتبہ بن ابوسفیان معاویہ کے پاس آیا۔ اور کہا کہ کیا تم اس بات پر رضامند نہیں ہو کہ مصر کے بدلے عمرو عاص کو خرید لو۔ اور میں تمہیں یہ بھی بتا دوں کہ اگر تم ایسا نہیں کرتے تو پھر تمہارا شام پر قابض رہنا بھی ضروری نہیں ہے۔

معاویہ نے یہ بات سنی تو اس نے عمرو عاص کو بلا کر اسے مصر کی حکومت سونپ دی۔ جب معاویہ نے مصر کی حکومت عمرو کو لکھ کر دی تو خط کے نیچے لکھا کہ اطاعت کی شرط کو نہ توڑنا۔ اور عمرو بن عاص نے نیچے لکھا کہ مشروط اطاعت کو مت بھولنا۔

جب عمرو خط لیکر خوشی خوشی آیا تو اس کے ابن عم کو خوشی سے بہت تعجب ہوا۔ عمرو سے کہا کہ تم قریش میں عزت کی زندگی بسر کر رہے تھے۔ تم نے اپنے آپ کو غیر آدمی کے ہاتھ فروخت کر دیا ہے

تاقتلِ عثمان مصری بن علی علیہ السلام کی زندگی ہی میں مصر معاویہ کے حوالے کرنے والے ہیں۔ اگر مصر مستقل معاویہ کی ملکیت میں آگیا تو اس ابن حذیفہ کی بازی کی وجہ سے تم سے نہیں لے گا۔
عمرو نے کہا بھائی کے فرزند یہ خدا تعالیٰ کا حکم ہے۔ معاویہ اور علی علیہ السلام کا مصر پر کوئی حق نہیں ہے۔ اگر میں علی علیہ السلام کے ساتھ ہوتا تو میرا گھر ولی سے بچتا اس کے باوجود میں نے معاویہ کا ساتھ دیا ہے۔ جوان نے کہا تم دل سے معاویہ کو نہیں چاہتے بلکہ تم معاویہ کی دولت چاہتے ہو اور وہ تمہارا دین خریدنا چاہتا ہے۔ معاویہ کو جوان کی بات معلوم ہوئی تو اس نے اسے قتل کرنا چاہا۔ جب نوجوان نے سنا تو وہ بھاگ گیا۔ اور حضرت علیؑ سے مل گیا۔ آپ کو معاویہ اور عمرو کی گفتگو سے آگاہ کیا۔ یہ سن کر آپ خوش ہوئے اور اس کو مقرب بنایا۔

عمرو عاص سے معاویہ کا مشورہ

معاویہ نے عمرو سے کہا مجھے ایک رات میں تین خبریں ملی ہیں۔ میں اس سے بہت پریشان ہوں۔ (۱) ابن ابی حذیفہ مصر کا قید خانہ توڑ کر بھاگ گیا ہے۔ (۲) قیصر روم شام پر غلبہ کرنا چاہتا ہے (۳) حضرت علیؑ شام پر چڑھائی کرنا چاہتے ہیں۔ تمہاری کیا رائے ہے؟
عمرو عاص نے کہا یہ تمام باتیں بری ہیں۔ ابن ابی حذیفہ کو جو لوگوں کا بھیس بدل کر فرار ہو گیا ہے۔ کسی کو بھیج کر اسے قتل کرا دیجئے۔ اگر وہ قتل ہو گیا تو اس سے کوئی نقصان نہ ہوگا۔ قیصر روم کو تحفے تحائف بھیجیں۔ روم کے نے غلام اور سونا چاندی بھیجیے جس سے وہ تم سے مل جائے گا۔ حضرت علی کو جنگ کی کوشش میں لطف آتا ہے۔ ان کا ہمسر کوئی نہیں ہے اور وہ خلافت کے مستحق ہیں۔
معاویہ نے کہا تم نے سچ کہا۔ لیکن میں ان پر خونِ عثمان کا الزام لگا کر جنگ کروں گا۔
عمرو عاص نے کہا۔ انتہائی افسوس کا مقام ہے۔ مجھے آپ تو قتل عثمان کا نام نہیں لینا چاہیے۔
معاویہ —— وہ کیوں؟
عمرو عاص۔ تمہارے پاس شام کے لوگ بھی موجود تھے۔ اور تم نے اس کو بے یار و مددگار چھوڑ دیا۔ وہ تم سے مدد مانگتے تھے۔ اور تم نے انتہائی کوتاہی سے کام لیا۔ میں جان بوجھ کر اسے چھوڑ کر فلسطین بھاگ گیا۔
معاویہ —— ان باتوں کو چھوڑیئے اور میری بیعت کیجئے۔
عمرو —— میں اس وقت تک تمہاری بیعت نہ کروں گا جب تک اپنا دین دیکر تمہارا مال نہ لے لوں۔
معاویہ نے پوچھا۔ مانگو کیا مانگتے ہو۔
عمرو —— گزارہ کے لئے مصر کی حکومت چاہیئے۔

یہ سن کر مروان بن حکم ناراض ہو گیا۔ اور بولا کہ مجھے پرواہ نہیں ہے۔ میں یہ سودا نہیں خریدوں گا معاویہ نے کہا میرے چچا کے فرزند چپ رہو۔ میں تمہارے لئے ایک آدمی نہیں کئی آدمی خریدتا ہوں۔ معاویہ نے مصر کا ملک بطور گزارہ عمرو عاص کو لکھ دیا۔

معاویہ کا خط مکہ اور مدینہ والوں کی طرف اور ان کا جواب

معاویہ نے عمرو سے کہا کہ میں اہل مکہ اور مدینہ کے پاس خط لکھ کر خون عثمان کا مطالبہ کرتا ہوں۔ ممکن ہے اس سے ہمارا مقصد پورا ہو جائے۔

عمرو عاص —— کن کن لوگوں کے پاس خط لکھو گے؟

معاویہ —— تین آدمیوں کے پاس خط لکھوں گا۔ ایک وہ شخص جو صرف حضرت علی کو چاہتا ہے۔ دوسرا وہ جس کا جھکاؤ عثمان کی طرف ہے اور تیسرا جو جنگ نہیں چاہتا خاموش ہے۔

عمرو عاص —— ایسے لوگوں کے پاس خط لکھو گے۔

معاویہ —— ہاں!

عمرو عاص —— لکھو! معاویہ نے اہل مکہ اور مدینہ کو خط لکھا۔

"حضرت علیؑ نے عثمان کو قتل کرایا ہے اس کا ثبوت یہ ہے کہ قاتل ان کے پاس موجود ہیں۔ ہم اس وقت تک خون عثمان کا مطالبہ کرتے رہیں گے۔ جب تک آپ قاتلان عثمان کو ہمارے حوالے نہیں کر دیتے۔ ہم کتاب خدا کے حکم کے مطابق انہیں قتل کر دیں گے اگر قاتل ہمارے حوالے کر دیئے جائیں تو پھر بھی حضرت علی سے کوئی سروکار نہیں ہوگا۔ خلافت کے مسئلہ کو تم عمر کی طرح شوریٰ میں لے جائیں گے۔ ہم خلافت کے طلبگار نہیں ہیں ہماری مدد کرو۔ اللہ تعالیٰ تم پر رحم کرے۔ تم کونے سے اٹھ کر کھڑے ہو جاؤ۔"

دونوں کا جواب

اہل مکہ اور مدینہ نے متفق ہو کر اپنا نمائندہ مسور بن مخرمہ کو منتخب کیا۔ کہ وہ معاویہ کو جواب تحریر کرے۔ چنانچہ اس نے لکھا ——

"تم نے بہت بھاری غلطی کی اور اب نصرت کرنے والوں سے مدد حاصل کرنا چاہتے ہو۔ معاویہ تمہیں خلافت سے کیا واسطہ تم تو خود آزاد کردہ غلام ہو۔ تمہارا باپ احزاب میں سے تھا۔ ہمیں چھوڑیئے۔ ہماری طرف سے نہ تمہارا کوئی دوست ہے اور نہ مددگار[1]

معاویہ کا خط ابن عمر کی طرف

اہل مدینہ کے علاوہ معاویہ نے ایک خط عبداللہ

[1] شرح ابن ابی الحدید صفحہ ۲۵۸۔ یہ جواب عبداللہ بن عمر کی طرف منسوب ہے۔ ۱۲

بن عمر کو لکھا کہ میرے نزدیک سب سے ناپسندیدہ بات یہ تھی کہ عثمان کی وفات کے وقت تمہیں خلیفہ بنا لیتے۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم حضرت علی علیہ السلام کے خلاف ہوگئے ہو۔ اور ان پر اعتراض کیا ہے۔ اللہ تم پر رحم کرے۔ اس خلیفہ مظلوم کے بارے میں ہماری مدد کرو۔ میں تمہارے ہوتے ہوئے حکومت نہیں چاہتا۔ میں اپنی تمام کوششیں تمہارے لیے صرف کرتا ہوں۔ اگر تم نے انکار کر دیا۔ تو پھر خلافت کے بارے میں مسلمانوں کے درمیان شوریٰ ہوگا۔ جس کو وہ چاہیں خلیفہ بنائیں۔

عبداللہ بن عمر کا جواب

"تم نے مجھے جس چیز کا لالچ دیا ہے۔ اس کے بارے میں تم نے جہاں دیا تھا جان چکے ہو۔ علی علیہ السلام کے ساتھ مہاجر و انصار تھے۔ میں نے ان کو چھوڑ دیا۔ طلحہ، زبیر اور بی بی عائشہ کو چھوڑ دیا۔ تو کیا جس کی تم اتباع کرو گے۔ میں اس کی اتباع کر دوں گا۔!

تمہارا یہ قول کہ میں نے حضرت علیؑ پر اعتراض کیا ہے سراسر غلط ہے۔ مجھے اپنی زندگی کی قسم میں علی علیہ السلام کا مقابلہ ہجرت کرنے اور اسلام لانے کے سبب کیسے کر سکتا ہوں! نیز آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جو رتبہ ملا ہے۔ وہ میں کہاں پا سکتا ہوں ہاں اتنا ضرور کہوں گا کہ ان سے ایک ایسا فعل ضرور سرزد ہوا ہے۔ جس کا ثبوت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان سے نہیں آیا۔ اگرچہ خوف کے باعث میں توقف سے کام لیا۔ اگر یہ کوئی نیکی ہے۔ تو میں اسے چھوڑ چکا ہوں۔ اگر گمراہی ہے تو بھی اس کے شر سے نجات پا چکا ہوں۔ مجھے اپنے معاملات میں معاف کیجئے۔

معاویہ کا خط بنام سعد بن ابی وقاص

"اما بعد۔ اہل شوریٰ پر زبردست فرض عائد ہوتا ہے کہ عثمان کی مدد کریں۔ اور ان لوگوں پر بھی جنہوں نے خلافت عثمان کو حق قرار دیا۔ غیر کے معاملہ میں اسے منتخب کیا طلحہ و زبیر نے اس کی مدد کی۔ وہ دونوں خلافت اور شوریٰ میں تمہارے شریک ہیں۔ اسلام لانے میں تمہاری مانند ہیں۔ اس سے ام المومنین نے ان کا ساتھ دیا۔ ازواج نبی نے ان کی باتوں کو برا نہیں سمجھا اور جو کچھ انہوں نے قبول کیا اس کو رد نہیں کیا۔ ہم خلافت کے لیے مسلمانوں کے درمیان شوریٰ منعقد کرنا چاہتے ہیں۔

سعد بن ابی وقاص کا معاویہ کو جواب

اما بعد۔ اہل شوریٰ میں کوئی شخص بھی حضرت علی علیہ السلام سے زیادہ خلافت کا مستحق نہیں ہے۔ علی علیہ السلام سابق الاسلام ہیں۔ آپ میں وہ خصوصیات ہیں جو ہم میں قطعاً

نہیں ہیں۔ آپ ہماری خوبیوں میں شریک نہیں ہیں اور آپ ہم سب سے زیادہ خلافت کے مستحق ہیں اس معاملہ میں جھگڑے کی زیادہ ضرورت نہیں ہے۔ ان باتوں کو چھوڑ دیجئے۔ اے معاویہ ہم تمہاری رائے کو شروع سے آخر تک ناپسند کرتے ہیں اگر طلحہ اور زبیر گھر میں بیٹھ جاتے تو بہتر تھا۔ واللہ تعالیٰ یغفر لعائشۃ ام المومنین۔ ام المومنین عائشہ کو خدا بخش دے گا۔

معاویہ کا خط بنام محمد بن مسلمہ انصاری

آپ فارس انصار اور ان میں سے بہادر آدمی تھے معاویہ نے آپ کی طرف خط لکھا۔

" اما بعد! میں خط لکھ کر تمہاری بیعت کا آرزو مند ہوں۔ لیکن اس سے پہلے تمہیں اس نعمت کی یاد دہانی کرانا چاہتا ہوں جس سے تم نکل چکے ہو۔ تم فارس انصار اور عدۃ المہاجرین ہو۔ تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایسا دعویٰ کیا تھا جس کا ذکر کرنا تمہارے دین کی بات نہیں تھی یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز پڑھنے والوں سے لڑنے کو منع فرمایا تھا۔ یہ دعویٰ تو تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منسوب کر دیا۔ لیکن اہل صلوٰۃ اگر لڑتے ہوں تو ان کو لڑنے سے کیوں منع نہیں فرمایا کیا عثمان اور اہل دار مسلمان نہیں تھے؟ تیری قوم انصار جن کو اللہ تعالیٰ نے گناہ سے محفوظ رکھا ہے۔ عثمان کی کوئی مدد نہیں کی تھی۔ اس بارے میں اللہ تعالیٰ قیامت کے روز انصار اور تم سے پوچھے گا۔

محمد بن مسلمہ کا جواب

" اما بعد! تم نے اس بات کا ذکر کیا، جو ہو چکی ہے۔ اب تو میں نے اپنی تلوار کو توڑ دیا ہے اور گھر میں بیٹھ گیا ہوں۔ جو امر معروف اور نہی عن المنکر کی صحیح تشخیص ہو تو پھر اس میں دلائے زنی کرنا دین پر تہمت لگانے کے مترادف ہے۔ مجھے اپنی زندگی کی قسم کہ تم تو دنیا طلب کرتے ہو۔ اور خواہشات کی پیروی کرتے ہو۔ زندہ عثمان کی مدد نہ کی اور اب مردہ کی مدد کرتے ہو جب ہم اور ہم سے پہلے مہاجر اور انصار حالات کو بہتر جانتے ہیں۔

جب لوگوں نے معاویہ کی امیدوں کے خلاف جواب دیئے تو عمرو عاص نے کہا اے معاویہ تمہاری اور میری رائے کا کیا نتیجہ نکلا۔ میں نے اس نتیجہ سے قبل ہی تمہیں آگاہ کیا تھا۔ معاویہ نے کہا میں پشیمان ہوں۔ ڈرتا نہیں ہوں۔

معاویہ نے علی علیہ السلام کو خط لکھا جس کا مطلب یہ ہے ———

" کہ یہ درست ہے کہ آپ کی بیعت ان لوگوں نے کی ہے۔ جنہوں نے ابو بکر کی

عمر کی بیعت کی تھی۔ اس لحاظ سے آپ پر خونِ عثمان کا الزام نہیں لگایا جا سکتا۔ مگر آپ نے مہاجرین کو عثمان کے قتل پر آمادہ کیا اور انصار کو ان کی مدد سے روکے رکھا۔ جاہل لوگوں نے آپ کی اطاعت کی اور کمزور آپ کی وجہ سے طاقتور ہو گئے۔ اہل شام نے آپ کی اطاعت سے انکار کر دیا ہے۔ اور آپ سے اس وقت تک لڑیں گے جب تک آپ قاتلانِ عثمان کو ان کے حوالے نہیں کر دیں گے۔ جب آپ قاتل ان کے حوالے کر دیں گے تو پھر خلافت کے بارے میں مسلمانوں میں شوریٰ ہو گا۔ مدینہ والے جب تک برحق ہیں ان کے ہاتھ میں حق ہے۔ جب انہوں نے حق کو چھوڑ دیا ہے تو اب حق اہل شام کے پاس ہے۔ مجھے میری زندگی کی قسم آپ جس طرح اہل بصرہ پر حجت قائم کر سکتے ہیں۔ اس طرح اہل شام پر حجت قائم نہیں کر سکتے۔ اہل بصرہ نے آپ کی بیعت کی ہے شامیوں نے آپ کی بیعت نہیں کی۔ طلحہ اور زبیر نے آپ کی بیعت کی تھی، میں نے آپ کی بیعت نہیں کی۔ جہاں تک اہل اسلام کے لحاظ سے فضیلت اور قرابت نبیؐ کا تعلق ہے۔ میں نہ تو اس کو مٹا سکتا ہوں اور نہ ہی اس کا انکار کر سکتا ہوں۔

حضرت علیؑ کا معاویہ کو جواب

حضرت علیؑ نے معاویہ کے خط کے جواب میں تحریر فرمایا:

" اما بعد! مجھے آپ کا خط ملا۔ یہ ایسے شخص کا خط ہے جس کی نگاہ ہدایت نہیں پا سکتی۔ ایسا قائد جو ہدایت یافتہ نہیں اور ایسا قائد جو ہدایت نہیں پا سکتا۔ خواہش نفسانی نے اس کو دعوت دی۔ اس نے اس کو قبول کیا۔ گمراہی نے اس کو کھینچا اور اس نے گمراہی کو کھینچا۔ تمہارا یہ خیال ہے کہ میں نے خونِ عثمان میں ملوث ہو کر غلطی کی ہے۔ مجھے میری زندگی کی قسم میں نے وہ کام کیا جو مہاجرین نے سرانجام دیا۔ جس جگہ وہ اترے میں وہیں اترا۔ جہاں سے وہ نکلے میں وہیں سے نکلا۔ اللہ تعالیٰ ان کو گمراہی پر جمع نہیں کرے گا۔ اور وہ ان کو اندھے پن کی وجہ سے عذاب دے گا۔ میں نے عثمان کے قتل کا حکم نہیں دیا۔ جس سے میری غلطی لازم آئے۔ اور میں نے عثمان کو قتل نہیں کیا کہ جس کا مجھ سے بدلہ لیا جائے۔ تمہارا یہ کہنا کہ اہل شام لوگوں پر حاکم ہیں۔ اگر یہ بات ہے تو قریش کے کسی ایک آدمی کو پیش کرو جس کو شوریٰ میں شامل کیا گیا ہو۔ یا وہ خلافت کا مستحق ہو۔ اگر کسی ایک کا نام لو گے تو مہاجر و انصار تمہاری تکذیب کر دیں گے۔ میں مدینہ کے قریش سے ایک آدمی ہوں جو خلافت کا مستحق ہے۔ تمہارا یہ کہنا کہ میں قاتلانِ عثمان کو تمہارے حوالے کر دوں۔ تم عثمان کے کیا لگتے ہو۔ تم بنی امیہ کے ایک فرد ہو جب کہ عثمان کی وارث عثمان کی اولاد ہے۔ اگر یہ خیال ہے کہ

تم اس بارے میں زیادہ قوی ہو تو پہلے میری اطاعت کرو پھر یہ مقدمہ میرے سامنے پیش کرو۔ اہل شام اور بصرہ میں فرق کرنا اور تمہارا طلحہ اور زبیر کا ذکر کرنا۔ دراصل اس میں کوئی فرق نہیں ہے۔ میری بیعت، بیعت عامہ تھی۔ پھر ہر آدمی اس سے منہ نہیں موڑ سکتا۔ اس میں بیعت کرنے یا انکار کرنے کا حق نہیں دیا جا سکتا۔ تم نے مجھ سے خواہ مخواہ قتل عثمان کے بارے میں بحث کی ہے۔ خدا کی قسم میں اس بارے میں مشاہدہ کے علاوہ بھی کوئی نہیں کہہ سکتا۔ تم بھی یا دوستی غیر سے مجھے اس کا پتہ ہے۔ مجھ کو ملی ہے میری قرابت اور قریش میں میری عزت۔ خدا کی قسم اگر آپ کو اس بات کی قدرت ہوتی تو آپ میرے ان فضائل کو ضرور ختم کر دیتے۔"

عبیداللہ بن عمر کا معاویہ کے پاس آنا

عبیداللہ بن عمر شام میں معاویہ کے پاس آیا۔ اس کو دیکھ کر معاویہ خوش ہوا۔ اور اہل شام بھی بہت خوش ہوئے۔ قریش میں سب سے زیادہ خوش عمرو بن عاص تھا۔ معاویہ نے عمرو عاص سے کہا عبیداللہ کو کس چیز نے منع کیا ہے کہ وہ بھی عبیداللہ کی طرح کرتا۔ عمرو ہنس پڑا اور کہا کہ تم نے مجھے معاف نہیں کیا۔ عبیدہ تو تیرے پاس اس خوف کی وجہ سے آیا ہے۔ کہ کہیں حضرت علی علیہ السلام ہرمزان کے قتل کے بدلے اسے قتل نہ کر دیں۔ عبداللہ نے تیری موافقت کی ہے نہ مخالفت۔ اگر وہ تیرے ساتھ ہوتا تو تجھے فائدہ دیتا۔ اور اگر تیرے خلاف ہوتا تو نقصان پہنچاتا۔

معاویہ کا اہل شام کو حضرت علیؑ سے جنگ کیلئے تیار کرنا

معاویہ نے رؤسائے شام کو جمع کر کے کہا کہ تم صاحب فضل ہو۔ تم میں سے ایک آدمی کو بات چیت کرنی چاہیئے۔

ایک آدمی نے کہا کہ اگر ہم عثمان کے جھگڑے کے وقت مدینہ میں موجود ہوتے اور اس کے قاتلوں کو جانتے۔ سنی سنائی باتوں پر ہمیں کوئی اعتماد نہیں ہے۔ ہمارے نزدیک سب سے خرابی کی وہ ہے جو علی ابن ابی طالب سے جنگ کرے گا۔ کیونکہ آپ سب سے پہلے اسلام لائے اور جنگ میں سب سے زیادہ بہادرانہ کارنامے انجام دینے والے ہیں۔

حوشب نے کہا ——— خدا کی قسم ہم تمہاری مدد نہیں کریں گے۔ تمہاری خاطر نادم نہیں ہوں گے اور تمہاری حمایت نہیں کریں گے۔ گھوڑوں کو گھوڑوں سے اور مردوں کو مردوں سے بھڑ دو۔ جس طرح تم نے حکم دیا ہے اسی طرح ہم نے ان کو حکم دیا ہے ہم نے تم کو اپنے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان وسیلہ قرار دیا ہے۔ ہم تمہارے اور ان کے درمیان وسیلہ ہیں۔ جس بات کو تم پسند کرتے ہو۔ اس کا حکم دو اور جس کو

ناپسند کرتے ہو۔ اس سے منع کرو۔ جب معاویہ صفین کی طرف جانے لگا تو اہل شام نے لشکر کی ترتیب یوں کی۔

مقدمۃ لشکر پر ابا الاعور سلمی ۔ ساقہ پر بشیر بن ارطاۃ ۔ گھوڑ سواروں پر عبیداللہ بن عمر کو مقرر کیا۔ معاویہ نے اہل شام سے کہا کہ تم لڑائی کے لئے اس لئے جا رہے ہو۔ تاکہ شام کو بچا سکے۔ اور عراق کو لے سکے۔ مجھے میری زندگی کی قسم شام میں کیا رکھا ہے۔ عراق کے مرد اور مال کا کیا کہنا۔ اہل عراق میں اہل شام جیسی سوجھ بوجھ نہیں۔ معاویہ ۸۳ ہزار فوج لیکر صفین میں پہنچا کر پندرہ محرم کو چیاتی زمین پر قبضہ کر لیا۔ فرات کے قریب حضرت علی علیہ السلام کو اس کی خبر دی۔

حضرت علی علیہ السلام کا اہل عراق کو جنگ کے لئے تیار کرنا۔

آپ کو جب معاویہ کی تیاری کا علم ہوا۔ تو آپ نے لوگوں سے فرمایا کہ اہل شام نے معاویہ کی بیعت کی ہے شامیوں کے علاوہ اس کا کوئی دوست اور مددگار نہیں ہے۔ تم میں حجازی عراقی اور مصری سب قسم کے لوگ موجود ہیں۔ شامیوں نے معاویہ کو اپنے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان وسیلہ قرار دیا ہے دنیا اور آخرت میں اس کی بات نہیں سنی جائے گی۔ میں لوگوں کو روم بھیج رہا ہوں۔ اگر تم ان پر غالب آ گئے تو زیادہ سے زیادہ موت کے گھاٹ اتار دیں گے۔ اللہ عزیز الحکیم کی طرف بھاگنا چاہیئے۔

معاویہ کا خیال ہے کہ شامی صبر والے اور مدد والے ہیں۔ مجھے میری زندگی کی قسم اس معاملہ میں تم ان سے بہتر ہو۔ کیونکہ تم مہاجرین و انصار اور تابعین ہو۔ اگر صبر کرو تو کامیابی ہو گی۔

لوگ آپ کے فرمان کے بعد تیاری میں لگ گئے اور جنگ کے لئے تیار ہو گئے۔ علی علیہ السلام جب کوفہ سے صفین کی طرف روانہ ہوئے تو اس وقت آپ کے لشکر کی تعداد ایک لاکھ نوے ہزار تھی۔

مقدمۃ الجیش پر اشتر نخعی، ساقہ پر شریح بن ہانی کو سردار مقرر کیا۔ بصرہ والوں کا عبداللہ بن عباس، مہاجرین و انصار کا سردار محمد بن ابی بکر، کوفہ والوں کا عبداللہ بن جعفر، گھوڑ سواروں کا عمار بن یاسر، قلب میں حسن بن علی علیہ السلام کو سردار مقرر کیا۔ آپ مع لشکر صفین پہنچے میدانی زمین پر فرات کے قریب معاویہ نے قبضہ کر لیا۔

معاویہ کا اصحاب علی علیہ السلام کا پانی بند کرنا۔

معاویہ نے صفین پر قدم رکھنے سے پہلے یہ کام کیا کہ فرات کے پانی پر قبضہ کر لیا۔ ابو الاعور کو ایک جماعت دیکر پانی کی حفاظت کرنے کے لئے کہا۔ جب اہل عراق پہنچے تو انہوں نے اپنے نوکروں کے ذریعے فرات کا پانی پینے کے لئے منگوایا۔ لیکن معاویہ کے گھوڑے ان کے اور فرات کے درمیان حائل ہو گئے۔ نوکروں نے آکر حضرت علی علیہ السلام کو ان حالات سے آگاہ کیا۔

آپ نے اشعث سے کہا کہ معاویہ کے پاس جاؤ اور اس سے کہو کہ ہم کسی اور مقصد کی خاطر آئے ہیں پانی پر قبضہ کرنے نہیں آئے۔ اگر ہم پہلے پانی پر قبضہ کر لیتے تو پانی بند نہ کرتے، اگر چاہو تو پانی کو ہمارے لئے خالی کر دو، ورنہ ہم اس کو خالی کرانے کے لئے بالکل تیار ہیں۔

اشعث معاویہ کے پاس آئے اور کہا کہ تم پانی بند کرتے ہو، خدا کی قسم ہم ضرور بالضرور پانی پا کر دم لیں گے۔ خدا کی قسم ہم اس حالت میں ہرگز نہیں مریں گے۔ کہ ہماری تلواریں کندھوں پر ہوں اور ہم مر جائیں۔

معاویہ نے اپنے اصحاب کی رائے طلب کی۔ ان میں سے ایک آدمی نے کہا کہ ——

"میری رائے یہ ہے کہ ہم ان کو اسی طرح پیاسا قتل کر دیں۔ جس طرح انہوں نے عثمان کو ظلم سے قتل کیا ہے۔"

عمرو عاص نے معاویہ سے کہا کہ —— یہ گمان دل سے نکال دو کہ حضرت علی علیہ السلام کے پاس گھوڑ سواروں کی جماعت ہو اور وہ پیاسے رہ جائیں۔ وہ فرات کا پانی پئیں گے یا اس کی خاطر جان دیدیں گے۔ لشکر فرات کے کنارے سے ہٹا لو اور انہیں پانی پینے دو۔

معاویہ نے کہا خدا کی قسم یہ پہلی کامیابی ہے۔ خدا مجھے حوض رسول سے پانی نہ پلائے اگر انہوں نے فرات سے پانی پی لیا۔ ہاں اگر مجھ پر غالب آ جائیں تو پی سکتے ہیں۔ عمرو نے کہا کہ:

"یہ پہلا ظلم ہے۔ جب کہ تمہیں مظلوم ہونا چاہیے۔ ان میں غلام، مزدور، کمزور اور بیگناہ وال موجود ہیں۔ بزدلی کے لئے بہادر بن بیٹھے ہو، جو لڑنا نہیں چاہتے ان پر حملہ کر دیا ہے۔"

حضرت علی کا پانی پر قبضہ کر لینا۔

فرات پر معاویہ کے قبضہ کے بعد لوگوں کو پیاسا دیکھ کر آپ کو بہت رنج ہوا۔ آپ رات کو باہر نکل پڑے۔ لوگ ایک دوسرے سے اس بات کی شکایت کرتے تھے کہ اہل شام نے پانی پر قبضہ کر لیا ہے۔ اشعث نے امیر المومنینؑ سے عرض کی کہ آپ کی موجودگی میں یہ لوگ ہمیں پانی پینے سے منع کرتے ہیں۔ حالانکہ ہمارے پاس تلواریں بھی موجود ہیں۔ ہمیں ان سے خود فیصلہ کرنے دیجئے خدا کی قسم میں واپس نہیں آؤں گا جب تک کہ انہیں گھاٹ سے دور نہ کر دوں یا خود مر جاؤں۔ اشتر نخعی کو حکم دیجئے کہ وہ فرات میں گھوڑے ڈال دے۔

آپ نے فرمایا —— تمہیں اختیار ہے۔

اشعث نے واپس آ کر لوگوں میں اعلان کیا کہ جو شخص پانی پینا چاہتا ہے وہ جمع ہو جائے کافی لوگوں نے ساتھ چلنے کو کہا۔ اشعث پیدل فوج لے کر آگے بڑھتا رہا۔ حتی کہ ان لوگوں نے

لے لیا۔ سر سے عمامہ اتار کر کہا کہ:۔ ——

میں اشعث بن قیس ہوں۔ پانی کا راستہ خالی کر دو۔

ابوالاعور نے کہا —— تم گرفتار کرنے سے قبل پانی پر قبضہ نہیں کر سکو گے۔ تمہیں تلواریں نہیں چلانی چاہئیں۔

اشعث نے اشتر کو کہلا بھیجا کہ سواروں سے حملہ کر دو۔ اشتر نے ایسا زوردار حملہ کیا کہ گھوڑوں کی سمیں فرات کے پانی تک پہنچ گئیں۔ اشتر نے پیدل فوج پر حملہ کیا۔ دشمن نے بھی تلواریں نکالی ہیں۔ ابوالاعور اور اس کا ساتھی گھاٹ چھوڑ کر بھاگ گئے۔ اشتر نے امیرالمومنین علیہ السلام کی خدمت میں کہلا بھیجا ——

مولا آ کر دیکھو، اللہ تعالیٰ نے آپ کو غلبہ دیا ہے۔ اور پانی ہمارے قبضہ میں آ گیا ہے۔

جب اہل عراق کا پانی پر قبضہ ہو گیا تو عمرو عاص نے معاویہ پر چوٹ کی کہ کل کس طرح تم نے علی پر پانی بند کر دیا تھا۔ کیا اب علی بھی تمہارے ساتھ ایسا ہی سلوک کریں گے؟

معاویہ نے کہا —— یہ باتیں چھوڑیئے۔ عمرو نے کہا علی علیہ السلام تیرے لئے وہ بات جائز تصور نہیں کریں گے۔ جو تم ان کے لئے تصور کرتے ہو۔ آپ جس مقصد کے لئے آئے ہیں وہ پانی بند کرنا نہیں ہے۔

علی علیہ السلام کا معاویہ کو مقابلہ کی دعوت دینا

چالیس روز صفین میں لوگ صبح و شام لڑتے رہے۔ درحقیقت تباہی و بربادی کی جنگ تین روز قائم رہی۔ جب حضرت علی علیہ السلام نے بہت زیادہ لوگوں کو قتل اور فنا ہوتے دیکھا تو ایک دن میدان میں تشریف لائے اور معاویہ سے باآواز بلند فرمایا۔ معاویہ اس وقت ایک ٹیلے پر بیٹھا ہوا تھا۔ کہا:۔ ——

اے ابوالحسن کیا کہتے ہو؟

فرمایا —— کیوں لوگوں کو تباہ کرا رہے ہو۔ اگر یہ سب کچھ ملک کی خاطر ہے اگر تم نے حاصل کر لیا۔ تو تمہارے لئے ہو گا کہ ان کے لئے ہو رہے ہیں۔ تم خود آؤ اور میرے ساتھ جنگ کرو۔ جو غالب آئے گا خلافت اس کے لئے ہو گی:

عمرو عاص نے معاویہ سے کہا کہ —— علی علیہ السلام نے انصاف سے کام لیا ہے۔ یہ سن کر معاویہ ہنس پڑا۔ اور کہنے لگا تم خود خلافت لینا چاہتے ہو؟

عمرو نے کہا خدا کی قسم خلافت تجھے اس وقت ملے گی۔ جب تم علی علیہ السلام سے مقابلہ کرو گے۔

معاویہ نے کہا ــــــ آپ مذاق کرتے ہیں۔ ہم زنج سے مقابلہ کریں گے

عمرو عاص کا علی علیہ السلام کے مقابلہ میں نکلنا

عمرو عاص نے معاویہ سے کہا۔ تم علی علیہ السلام سے لڑنے میں بزدلی کا مظاہرہ کرتے ہو اور میری نصیحت نہیں مانتے؟ خدا کی قسم میں علی علیہ السلام کا مقابلہ ضرور کروں گا۔ اگرچہ پہلی لڑائی ہی میں ہزار بار مروں تو پرواہ نہیں ہے۔ عمرو آپ کے مقابلہ میں نکلا۔ آپ نے نیزہ مار کر پچھاڑ دیا۔ اس نے شرمگاہ ننگی کرکے جان بچائی۔ حضرت نے اس کو چھوڑ دیا اور منہ پھیر کر چل دیئے۔ آپ نے حیا اور بزرگی کی وجہ سے تمام زندگی کسی کی شرمگاہ کو نہیں دیکھا۔ آپ جیسے انسان کے لئے یہ بات شایانِ شان نہیں تھی۔ کرم اللہ وجہہ۔

ابوہریرہ اور ابو درداء کا علی علیہ السلام کے پاس آنا

ابوہریرہ اور ابو درداء حمص سے معاویہ کے پاس پہنچے وہ صفین میں تھا۔ دونوں نے اسے نصیحت کی کہ: ــــــ

"تم علی علیہ السلام سے کیوں لڑتے ہو۔ وہ تم سے زیادہ خلافت کے مستحق ہیں فضیلت و سبقت اسلام میں مہاجرین اولین و سابقین میں سے ہیں۔ خدا کی قسم ہم اس لئے نہیں کہہ رہے کہ ہمیں عراق، شام سے زیادہ پسند ہے۔ ہم بقا کو فنا پر، اصلاح کو فساد پر ترجیح دیتے ہیں۔" معاویہ نے کہا: ــــــ

"میں یہ تو نہیں کہتا کہ میں خلافت کا زیادہ مستحق ہوں۔ میں اس لئے لڑ رہا ہوں کہ وہ قاتلانِ عثمان کو میرے حوالے کر دیں۔"

انہوں نے کہا پھر تم کیا کرو گے؟

کہا ــــــ پھر میں عام مسلمانوں جیسا ہو جاؤں گا۔ تم دونوں علی علیہ السلام کے پاس جاؤ اگر وہ قاتلانِ عثمان کو تمہارے حوالے کر دے تو پھر میں خلافت کے معاملہ میں شوریٰ منعقد کر دوں گا۔

وہ دونوں علی علیہ السلام کے لشکر میں گئے۔ ان کے پاس مالک اشتر آئے۔ اس نے ان دونوں سے کہا: ــــــ

"تم دونوں جیسے معاویہ اور شام کی محبت کا دم بھرتے ہو۔ اور تمہارا یہ خیال ہے کہ وہ قاتلانِ عثمان کو چاہتا ہے۔ کیا معاویہ کا تو یہ خیال ہے کہ مجھ کو تو علی علیہ السلام نے قتل کیا ہے۔ تم دونوں اللہ تعالیٰ سے ڈرو۔ ہم قتلِ عثمان کے وقت موجود تھے اور تم غیر حاضر تھے۔ غیر حاضر کو ہم جیسے حالات سے آگاہ کر سکتے ہیں۔"

اس روز وہ واپس چلے گئے۔ دوسرے روز صبح کے وقت حضرت علیؑ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور عرض کیا۔

"ہم آپ کی فضیلت کا انکار نہیں کرتے۔ معاویہ قاتلان عثمان طلب کرتا ہے اگر آپ قاتلان عثمان کو معاویہ کے حوالے کردیں اور اس کے بعد بھی وہ آپ سے جنگ کرے تو ہم آپ کے ساتھ ہوں گے"

حضرتؑ نے پوچھا ——— تم قاتلوں کو جانتے ہو؟"

کہنے لگے ——— ہاں جانتے ہیں۔

فرمایا ——— پکڑ لو۔

دونوں محمد بن ابی بکر، عمار یاسر اور مالک اشتر کے پاس گئے۔ اور کہا تم عثمان کے قاتل ہو ہم تمہیں گرفتار کرنے کا حکم لائے ہیں۔

ابوہریرہ اور ابو درداء کے پاس دس ہزار آدمی پہنچ گئے۔ انہوں نے یک زبان ہو کر کہا کہ ہم نے عثمان کو قتل کیا ہے۔

دونوں نے کہا سخت مصیبت میں پھنس گئے۔ ہم قائل اور جاہل ہو گئے۔ دونوں واپس اپنے گھروں کو حمص چلے گئے۔ حمص میں عبدالرحمان بن عثمان ان سے ملا اور ان سے ان کے مشن کے حالات دریافت کئے۔ انہوں نے بالتفصیل حالات و واقعات سے آگاہ کیا۔ اس نے کہا مجھے تمہاری حالت پر حیرانی ہوتی ہے۔ تم اصحاب رسولؐ ہو۔ خدا کی قسم اگر تمہارے ہاتھ رک جاتے لیکن تمہاری زبانیں باز نہ رہتیں۔ تم علی علیہ السلام کے پاس جا کر قاتلان عثمان طلب کرنے گئے۔ تمہیں علم ہے کہ اگر مہاجر و انصار عثمان کا خون بہانا حرام تصور کرتے تو ضرور عثمان کی مدد کرتے۔ انہوں نے قتل عثمان کے بعد علی علیہ السلام کی بیعت کی انہوں نے ایسا نہیں کیا۔ تعجب یہ ہے کہ ان کی حاصل کردہ چیز واپس لینا چاہتے ہو۔ علی علیہ السلام سے مطالبہ کرتے ہو کہ خلافت کا مسئلہ شوریٰ میں رکھ دیجئے اور بیعت کو بھی گردن سے اتار دیجئے۔ کیا تمہیں علم ہے کہ جن لوگوں نے علی علیہ السلام کی بیعت کی ہے۔ ان لوگوں سے اچھے ہیں۔ جنہوں نے بیعت نہیں کی آزاد کردہ شخص کے قاصد بن کر گئے ہو۔ جو کسی طرح بھی خلافت کا مستحق نہیں؟"

جب معاویہ کو عبدالرحمن بن عثمان کی اس گفتگو کا علم ہوا۔ تو اس نے عبدالرحمن کو قتل کرنا چاہا۔ لیکن اس کے رشتہ داروں نے بیچ بچاؤ کرا دیا۔

عمرو علی علیہ السلام کے قدموں میں ——— جو حیوان کا بیٹا بننے والا تھا

معاویہ کے پاس آیا۔ برد نے عمرو عاص سے کہا ہمارے بزرگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ حدیث سنی ہے :۔

من کنت مولاہ فعلیٌ مولاہ

" جس کا میں سردار ہوں اس کے علی سردار ہیں"۔

یہ حدیث سچی ہے یا جھوٹی؟

عمرو ——— سچی ہے۔ مزید براں علی علیہ السلام کے جسقدر فضائل ہیں۔ صحابہ میں سے کسی کے بھی اتنے نہیں ہیں۔

برد ——— (گھبرا کر) ہیں! کیا ایسا ہی ہے؟

عمرو ——— عثمان کے امر میں علی علیہ السلام ملوث ہیں لہذا یہ فضائل ختم ہو گئے ہیں۔

برد ——— علی علیہ السلام نے عثمان کے قتل کا حکم دیا یا خود قتل کیا؟

عمرو ——— نہیں نہ حکم دیا اور نہ خود قتل کیا۔ بلکہ عثمان کے قاتلوں کو پناہ دی ہے اور واپس کرنے سے انکار کیا ہے۔

برد ——— اس کے باوجود لوگوں نے علی علیہ السلام کی بیعت کی ہے؟

عمرو ——— ہاں۔

برد ——— تم نے بیعت کیوں نہیں کی؟

عمرو ——— علی علیہ السلام خونِ عثمان میں ملوث ہیں۔

برد ——— تم خود بھی خونِ عثمان میں ملوث ہو۔

عمرو ——— آپ نے سچ کہا۔ میں فلسطین چلا گیا تھا۔

برد ——— اپنی قوم میں آیا اور کہا کہ میں ایسی قوم کے پاس سے ہو کر آیا ہوں۔ جن سے میں نے حق کو انہی کی زبان سے نکلوایا ہے۔ حضرت علی علیہ السلام حق پر ہیں آپ کی پیروی کرو۔

معاویہ کا خط ابوایوب انصاری کے نام

معاویہ نے ابوایوب انصاری کو خط لکھا کہ

" میں تجھے تو بھول سکتا ہوں۔ لیکن شیبا کو نہیں بھول سکتا "

آپ نے خط پڑھا تو حضرت علی علیہ السلام کے پاس لیکر آئے اور آپ کو خط پڑھایا۔ حضرت نے فرمایا :۔ ———

" شیبا سے مراد شمطا عورت ہے۔ جس کے آدھے سر کے بال سفید اور آدھے

میاہ ہوں تو اپنے بیٹے کی موت کو تو بھول ہو، معاویہ کا مقصد ہے کہ بن عثمان کے قتل ہونے کو نہیں بھول سکتا۔

ابو ایوب انصاری نے معاویہ کو لکھا :-

"ہمارا قتل عثمان سے کیا تعلق ہے۔ عثمان کا قاتل وہ ہے۔ جس نے اہل شام کو اس کی مدد سے روکے رکھا۔ اور خود کچھ نہ کیا وہ تم ہو۔ عثمان کو اور لوگوں نے قتل کیا۔ انصار نے نہیں"

قیس بن سعد سے نعمان بن بشیر نے کیا کہا

نعمان ابن بشیر نے لشکر کی صفوں کے درمیان کھڑے ہو کر قیس بن سعد سے کہا "جس شخص نے اپنے ذاتی مقصد کی خاطر تمہیں ساتھ شامل کر رکھا ہے۔ اس نے تم سے انصاف نہیں کیا۔ اے گروہ انصار تم نے یوم دار عثمان کو بے یار و مددگار چھوڑ دیا۔ عثمان کے انصار کو جمل میں قتل کر دیا۔ صفین میں اہل شام پر چڑھائی کر دی ہے۔ جب تم نے عثمان کو چھوڑ دیا تھا۔ حضرت علیؑ کو بھی چھوڑ دیتے۔ کام برابر ہو جاتا۔ تم نے حق کو چھوڑ کر باطل کی مدد کی۔ پھر عام لوگوں کی طرح آرام سے نہ بیٹھے۔ بلکہ جنگ کی آگ بھڑکا دی۔ مقابلہ کی دعوت دی۔ خدا کی قسم شام کے مرد بہت جلد تمہارے مقابلے میں آ جائیں گے۔ جنگ سے ہرگز منہ نہ موڑیں گے۔ یہ ٹھیک ہے کہ تم نے علی علیہ السلام کی مصیبتوں کو ہلکا کر دیا۔ آپ سے فتحیابی کا وعدہ کیا۔ خدا کی قسم در حقیقت تم نے ان کی مخالفت کی ہے۔ ہمارا تم سے لڑنا آسان ہے۔ اپنے آپ کو بچا نہ سکو گے جنگ کی سختی سے تم اہل شام کی نظر میں حقیر ہو۔ تمہاری جنگ جوئی کو وہ کوئی چیز نہیں سمجھتے۔ البتہ تمہاری تعداد اور نصرت کے مواقع زیادہ ہیں۔ خدا کی قسم ہم قلت کے باوجود تمہیں شکست دیں گے۔ اگر کثرت تم جیسے لوگوں کی ہو تو وہ بے وقعت ہے۔ جنگ میں ذلیل ہو جاؤ گے اور ہمیشہ ذلت کی زندگی بسر کرو گے۔ اگر اہل شام تمہارے ساتھ ہوں تو یہ ایسی بات نہیں ہے۔ جنگ نے تمہارے اور ہمارے کس قدر آدمی لے لئے ہیں۔ اس سے تم بخوبی آگاہ ہو۔ ہمارے باقی آدمی بہت اچھے ہیں۔ فتح ان کا مقدر بن چکی ہے۔ تم اپنے باقی بچے ہوئے لوگوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرو"

یہ سن کر قیس ہنس پڑا اور کہا :-

"اے نعمان! اس موقع پر تم ایسی جرأت کرتے ہو۔ تم نے خود اپنے نفس کو

دھوکا دیا ہے۔ عثمان کے بارے میں مختصر طور پر سن لو۔ عثمان قتل ہو گیا۔ تم اس سے اچھے نہیں ہو جس نے عثمان کی مدد نہیں کی۔ ہم نے اصحاب جمل سے اس لئے جنگ کی تھی کہ انہوں نے بیعت توڑ دی تھی۔ اگر تمام عرب معاویہ کی بیعت کرتے تو تب بھی انصار ان سے لڑتے.....

ہم علی علیہ السلام کو کیونکر چھوڑ سکتے ہیں۔ ہم تو اس جنگ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جنگ کی مانند خیال کرتے ہیں۔ تلواروں کو چہروں پر اور تیروں کو سینے پر لیں گے۔ جب تک حق کامیاب اور اللہ تعالیٰ کا امر غالب نہیں ہوتا۔

دیکھو نعمان معاویہ کیا ہے صرف آزاد کردہ غلام دیہاتی بدو یا یمن کے کرایہ کے لوگ ہیں جبکہ علی کے ساتھ مہاجرین، انصار اور تابعین ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جن سے اللہ تعالیٰ راضی ہے اور یہ اللہ تعالیٰ سے راضی ہوں گے۔ معاویہ کے پیچھے چلنے والے تم جیسے ہیں صرف۔ اور تمہارے ساتھ کوئی بدری یا عقبی صحابی نہیں ہے۔ نہ ہی تم دونوں کو سبقت اسلام کا شرف حاصل ہے۔ قرآن مجید کی ایک آیت بھی تمہاری شان میں نازل نہیں ہوئی۔

عمرو کا خط بنام ابن عباس

معاویہ نے عمرو سے کہا ——————

"اہل عراق کے سردار اور عبداللہ ابن عباس علی علیہ السلام کے ساتھ تو ہیں۔ اگر تم ان کے پاس نرم خط لکھو تو امید ہے کہ وہ علی علیہ السلام سے کوئی بات منوا سکیں۔ جنگ نے ہمارا بھرکس نکال دیا ہے۔ ہم اہل عراق کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ اہل شام اس جنگ سے ہلاک ہو جائیں گے"

عمرو نے کہا —————— ابن عباس کو دھوکا نہیں دیا جا سکتا۔ اگر ابن عباس دھوکہ کھا گئے تو سمجھنا کہ علی علیہ السلام دھوکہ کھا گئے۔

معاویہ نے کہا —————— درست کہتے ہو۔

عمرو نے ابن عباس کی طرف خط لکھا۔ ——————

"یہ پہلی مصیبت نہیں ہے۔ جس میں ہم اور آپ مبتلا ہوئے ہیں۔ جس سے امن و سکون جاتا رہا ہے۔ آپ علی علیہ السلام کے بعد اس قوم کے سردار ہیں۔ دیکھو کتنے لوگ باقی رہ گئے ہیں اور کتنے مر چکے ہیں۔ خدا کی قسم جنگ نے ہمیں اور آپ کو زندگی کے آثار مٹا دیئے ہیں۔ اور صبر ختم ہو چکا ہے۔ اہل عراق اہل شام کو ہلاک کر کے ہلاک ہوں گے اسی طرح اہل شام اہل عراق کو ہلاک کر کے ہلاک۔ اور مجھے امید ہے کہ

تمہاری نفری کم کردی اس میں ہماری خیر نہیں ہے اگر آپ نے ہماری نفری کم کردی اس میں آپ کی بھلائی نہیں ہے ہم یہ تو نہیں کہہ سکتے کہ جنگ میں جو کچھ کھویا ہے وہ واپس آسکتا ہے ہاں یہ ضرور کہتے ہیں کہ کاش جنگ شروع ہی نہ ہوئی ہوتی۔ ہم میں اور آپ میں ایسے لوگ ضرور موجود ہیں جو زندگی کو ناپسند کرتے ہیں اور جنگ ان کی فطرت بن چکی ہے۔ یہ تین قسم کے لوگ ہیں امیر، سعادت یا مامور مطیع اور متضاد رجحان نافرمان کسی شمار و قطار میں نہیں ہیں لہذا وہ ثقاہت اہل شوریٰ اور نہ ہی خواص اہل نجویٰ میں انہیں بلایا جاتا ہے۔

عبداللہ بن عباس کا عمرو کو جواب

ابن عباس کو جب عمرو عاص کا خط ملا تو وہ اسے لیکر حضرت علی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ نے خط پڑھ کر سنایا۔ فرمایا:۔ ———

" خدا عمرو کو قتل کرے اس کو جواب لکھو۔"

آپ نے لکھا ——— "عرب میں کوئی شخص تم سے زیادہ بے حیا نہیں ہے خواہش نفسانی نے تجھے معاویہ کا گرویدہ بنا دیا ہے۔ تم نے تھوڑے سے لیکر اپنا دین بیچ دیا ہے۔ پھر لوگوں کو ملک کی لالچ دے کر گمراہی میں مبتلا کر دیا ہے جب دونوں طرف مقابلہ ہونے لگا تو جنگ کرنا گوارا تھا کہ اہل دین کی عظمت کی پرہیزگاروں کی طرح جنگ کو ناپسند کیا۔ اس سے تمہارا مقصد جنگ کی ابتداء کرنا ہے اور اہل دین میں تفرقہ پیدا کرنا ہے۔ اگر تجھے اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی مطلوب ہے تو وہ ملک چھوڑ دے اور گھر چلا جا۔ اس جنگ میں معاویہ کی وہ پوزیشن نہیں ہے جو علی علیہ السلام کو حاصل ہے آپ نے اس جنگ کی ابتدا حق پر کی ہے اور انتہائی مجبوری سے کی ہے۔ معاویہ نے جنگ کی ابتدا بغاوت سے اور انتہا گھاٹے میں کی ہے۔ شامی عراقیوں کی طرح نہیں ہیں۔ عراقیوں نے علی علیہ السلام کی بیعت کی ہے اور وہ ان سے بہتر ہیں شامیوں نے معاویہ کی بیعت کی ہے شامی معاویہ سے افضل ہیں۔ تم اور میں اس جنگ میں برابر نہیں ہیں۔ مجھے اللہ تعالیٰ کی رضا مطلوب ہے اور تو ملک مصر چاہتا ہے مجھے یہ تو معلوم ہے کہ تو مجھ سے کیوں دور ہے لیکن مجھے اس کا علم نہیں کہ تو معاویہ کے کیوں قریب ہے۔ اگر اس سے تمہارا مقصد برائی ہے تو ہم اس میں نہ ڈالیں اور اگر بھلائی ہے تو تم ہم سے سبقت نہیں کرسکو گے"

معاویہ کا مروان کو اشتر سے لڑنے کا حکم دینا۔ ——— معاویہ نے مروان کو بلا کر کہا

"اشتر سے مجھے سخت تکلیف ہے۔ گھڑسواروں کو ساتھ لیکر اس سے جنگ کرو۔"

مروان نے کہا ——— اس کام کے لئے عمرو عاص کو بھیجو۔ وہ آپ کا خاص چمچہ ہے۔"

معاویہ نے کہا ——— "تم میری جان ہو۔ وزیر تو تم ہی ہو۔"

مروان نے کہا ——— "اگر یہ بات ہوتی تو تم نے جس طرح عمرو کو بخشش سے نوازا ہے اسی طرح مجھے بھی نوازتا۔ لیکن تم نے مجھے محروم رکھا۔ جو کچھ تیرے پاس تھا۔ وہ اسے دیدیا۔ اور مصر دے دیا جو غیر کے قبضہ میں ہے۔ اگر غالب آگئے تو آرام سے رہو گے اور اگر شکست کھا گئے تو بھاگنا آسان ہوگا۔"

معاویہ نے کہا ——— "اللہ تعالیٰ مجھے تمہارا محتاج نہ کرے۔ مروان آج تمہیں ضرورت نہیں ہے۔" معاویہ نے عمرو کو مالک اشتر سے لڑنے کا حکم دیدیا۔

عمرو نے کہا ——— "تمہیں مصر کا غم کھائے جا رہا ہے۔ لوگ کہتے ہیں کہ عمرو کو مصر کی حکومت کیوں دی۔ اگر تم حق کو صرف اس صورت میں خوش رکھ سکتے ہو تو مصر مجھ سے لے لو۔ مجھے مصر کی ضرورت نہیں۔ خدا مصر پر لعنت کرے۔ خدا کی قسم، مروان تم کو مجھ سے دور کرنا چاہتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ کو یہ بات پسند نہیں ہے وہ ہمیں ایک دوسرے کے قریب کرنا چاہتا ہے۔"

معاویہ کا خط ابن عباس کے پاس

معاویہ نے عبداللہ ابن عباس کو خط لکھا: ———

"اما بعد! اے گروہ اولاد ہاشم آپ لوگوں نے عثمان کے مددگاروں کو تکلیف دینے میں جلدی کی ہے۔ خلافت بنو امیہ کا حق تھا۔ جس کے مالک عدی اور تیم بن گئے۔ آپ کو حالات کا بخوبی علم ہے۔ جنگ میں ہم نے ایک دوسرے کو ستایا۔ ہم اسی میں برابر ہیں جو آپ ہم سے چاہتے ہیں۔ وہی ہم آپ سے چاہتے ہیں۔ آپ کو جو امید ہم سے ہے۔ وہی ہمیں آپ سے ہے۔ ہم گزشتہ باتوں کو نہیں چاہتے جو کچھ ہوا۔ اس سے ڈرتے ہیں۔ جن سے کل جنگ ہوئی آج بھی ان سے ہوگی۔ ہم شام والوں کی حفاظت کرتے ہیں۔ آپ عراقیوں کی۔ قریش کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرو۔ قریش کے تو صرف چھ آدمی باقی رہ گئے ہیں۔ دو شام میں۔ دو عراق میں اور دو حجاز میں۔ ——— حجاز میں سعد اور عبداللہ ابن عمر۔ شام میں، میں اور عمرو، عراق میں حضرت علی علیہ السلام اور آپ۔ وہ مجھ سے جنگ کر رہے ہیں اور وہ نے توقف کیا ہے۔ آپ آج ہوں یا کل اسی گروہ کے سردار ہیں۔ اگر عثمان کے قتل

کے بجائے آپ بیعت کرلیتے تو علی علیہ السلام سے پہلے آپ کی بیعت کرتے۔

ابن عباس کا جواب

جب معاویہ کا خط ابن عباس کو ملا تو آپ ہنس پڑے۔ فرمایا معاویہ اس وقت تک میرا سر کھاتا رہے گا۔ جب تک میں اپنے دل کا غبار نکال لوں۔ آپ نے تحریر کیا۔ ——

"تمہارا خط ملا۔ تم نے تحریر کیا ہے کہ ہم نے عثمان کے مددگاروں کا ساتھ دینے میں جلدی سے کام لیا ہے۔ بنو امیہ کی حکومت میں علیحدگی کی قسم تم نے عثمان کے ذریعے اپنی حاجت پوری کی ہے۔ اس نے تمہیں مدد کے لئے بلایا۔ لیکن تم نے اس کی مدد نہ کی۔ جو راہ تم نے اختیار کی ہے۔ ہر کوئی نے اپنائی ہے۔ عثمان تمہارا ابن عم تھا اور عثمان کا بھائی ولید بن عقبہ تھا۔ تمہارا یہ کہنا کہ قریش میں صرف چھ آدمی باقی رہ گئے ہیں۔ وہ آدمی بہت زیادہ ہیں۔ جن سے باقی لوگ اچھے ہوں قریش کے بہترین آدمیوں نے تم سے جنگ کی ہے۔ ہم کو ان لوگوں نے چھوڑ دیا۔ جنہوں نے تم کو چھوڑا ہے۔ تم یہیں ہو اور تم کے خلاف ہو رہتے ہو حالانکہ ابوبکر اور عمر صرف تم سے بہتر تھے بلکہ عثمان سے بھی۔ اسی طرح علی علیہ السلام تم سے بہتر ہیں۔ تیرا یہ کہنا کہ اگر لوگ میری بیعت کرتے تو تو بھی میری بیعت کرتا تو لوگوں نے علی علیہ السلام کی بیعت کرلی ہے۔ جو مجھ سے افضل ہیں۔ تم علی علیہ السلام کی بیعت کیوں نہیں کرتے۔ خلافت ان کا حق ہے جو شوریٰ میں شامل تھا۔ تیرا خلافت سے کیا تعلق ہے۔ تم اسلام کے آزاد کردہ غلام ہو۔ تمہارا باپ احزاب کا سردار تھا۔ تم بدر کی جنگ میں شہداء کے جگروں کو چبانے والی کے بیٹے ہو۔

علی علیہ السلام کا خطبہ

"ہر شخص کے مقسوم میں جو کم یا زیادہ ہوتا ہے اسے بکر فرشتگان آسمان سے زمین پر اس طرح اترتے ہیں۔ جس طرح بارش کے قطرات۔ لہذا اگر کوئی شخص اپنے کسی بھائی کے اہل و مال میں اور نفس میں فراوانی و وسعت پائے۔ یہ چیز اس کے لئے کبیدگی خاطر کا سبب نہ بنے بے شک مال و اولاد دنیا کی کھیتی اور نیک عمل آخرت کی کھیتی ہیں اور بعض لوگوں کے لئے اللہ تعالیٰ ان دونوں چیزوں کو ایک جگہ جمع کر دیتا ہے۔ اس لشکر میں وہ شخص بھی شامل ہے جس کو معاویہ کی طرف سے کچھ ملا ہے۔ دنیا کی خواہشات کو چھوڑ دو۔ اور آنے والی فتنوں کے متعلق کیا دیکھو۔ اگر تمہارے نفس اس چیز کو برداشت نہ کریں۔ تو ان کو

میری طرف لوٹاؤ۔ تسلی اور تسکین ان کا شعار بناؤ۔ اللہ تعالیٰ سے رزق طلب کرو۔ وہ ایسی جگہ سے رزق عطا کرے گا جس کا تمہیں گمان نہیں ہے۔ انہیں مصقلہ بن ہبیرہ چھوڑ کر چلا گیا ہے۔ آخرت کے بدلے دنیا کو خرید لیا ہے۔ بشر بن ارطاۃ بھی چھوڑ کر چلا گیا ہے اس کی پشت قرض کے بوجھ سے بوجھل ہو چکی ہے۔ مال سے پیٹ بھر لیا ہے۔ زید بن عدی بن حاتم بھی چھوڑ کر چلا گیا ہے۔ وہ واپس آنا چاہتا ہے۔ خدا کی قسم میں چاہتا ہوں کہ معاویہ کے آدمی میرے ساتھ ہوتے۔ جنہوں نے آخرت کے بدلے دنیا خریدی ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ میرے ساتھی معاویہ کے ساتھ ہوتے جنہوں نے دنیا کے بدلے آخرت کو خریدا ہے۔

ابن ابی محجن کا معاویہ کے پاس آنا

عبداللہ بن ابو محجن ثقفی معاویہ کے پاس آیا اور کہا: ———

"یا امیر المومنین! میں کند ذہن، بزدل اور بخیل ابو طالب علیہ السلام کے فرزند سے مل کر آ رہا ہوں"

معاویہ نے کہا۔ خدا کی قسم جانتے ہو۔ تم نے کیا کہا؟ تیرا قول کہ علی علیہ السلام غبی ہیں۔ خدا کی قسم یہ نہیں ہے۔ اگر تمام لوگوں کی زبانیں اکٹھی کر کے ایک زبان بنا دی جائے۔ تو صرف علی علیہ السلام کی اکیلی زبان ان سب کے لئے کافی ہے۔

تیرا یہ قول کہ علی علیہ السلام بزدل ہیں۔ تیری ماں تیرے ماتم میں بیٹھے۔ علی علیہ السلام کا جس سے بھی مقابلہ ہوا۔ وہ قتل نہیں ہوئے۔ تیرا یہ قول کہ علی علیہ السلام بخیل ہیں۔ خدا کی قسم اگر علی علیہ السلام کے دو گھر ایک سونے کا اور دوسرا تنکوں کا ہو تو آپ سونے کے گھر کو پہلے اللہ کی راہ میں خرچ کر دیں گے۔"

ثقفی نے کہا: ———

"پھر تم علی علیہ السلام سے جنگ کیوں کرتے ہو۔؟"

معاویہ نے کہا ——— "خون کا قصاص لینے کے لئے اور اس (خلافت) کی خاطر جس کے ہاتھ میں یہ ہوتی ہے۔ اس کا حکم نافذ ہوتا ہے اور اپنے اہل و عیال کو کھانا کھلا سکتا ہے۔ اور ان کے لئے کچھ جمع کر سکتا ہے"

ثقفی ہنس پڑا اور حضرت علی علیہ السلام سے مل گیا۔ اور عرض کیا یا امیر المومنین میرے سابقہ جرم کو معاف کر دیجئے۔ نہ تو میں نے دنیا کو پایا۔ اور نہ ہی آخرت کو۔ علی علیہ السلام بخش دیئے۔

اہل شام کا قرآن مجید کو اٹھانا

فریقین نے لیلۃ الہریر کی ابتداء میں جنگ کی۔ علی علیہ السلام نے اپنے ساتھیوں کو آواز دی وہ اپنے اپنے حملے کر کے تیار ہو گئے۔ جب معاویہ نے دیکھا کہ وہ جنگ کے لئے تیار ہو گئے ہیں تو عمرو عاص سے کہا۔

تم جانتے ہو کہ ہم ایک ایسی مصیبت میں پھنس گئے ہو جس سے نکلنا مشکل ہو گیا ہے کیا اب نکلنے کی کوئی تدبیر ہے؟

عمرو نے کہا ——— ہاں! خدا کی قسم میں اب انہیں ایک ایسے امر کی دعوت دوں گا۔ جس سے ان میں اختلاف پیدا ہو جائے گا۔ اور تیری جمعیت زیادہ ہو جائے گی اگر تیری اطاعت کریں گے۔ تب بھی پھوٹ پڑ جائے گی۔ اگر تیری مخالفت کریں گے تو تب بھی پھوٹ پڑ جائے گی۔

معاویہ نے کہا ——— وہ کیا تجویز ہے؟

عمرو نے کہا ——— لشکر کو حکم دو کہ قرآنوں کو نیزوں پر بلند کریں اور پھر علی علیہ السلام کے لشکر کو قرآن مجید پر عمل کرنے کی دعوت دیں۔ اگر حضرت علی علیہ السلام نے اس بات کو قبول کر لیا۔ تو تب بھی ان کی ایک جماعت ان سے الگ ہو جائے گی۔ اگر اسے رد کر دیا۔ تو ان کے ساتھی ان کو کافر سمجھیں گے (نعوذ باللہ)

معاویہ نے قرآن مجید منگوایا۔ ایک آدمی کو بلایا جس کا نام ابن سعید تھا اس نے قرآن مجید کو دونوں صفوں کے درمیان پھیلا کر آواز دی: ———

اللہ اللہ ہمارا اور تمہارا خون۔ ہمارے باقی اور تمہارے باقی لوگوں کا کتاب خدا کے مطابق فیصلہ ہوگا۔ جب لوگوں نے سنا تو غصے کی حالت میں علی علیہ السلام کے پاس آئے اور عرض کیا کہ معاویہ نے آپ کو حق کی دعوت دی ہے۔ اور کتاب خدا کی طرف بلایا ہے۔ اس بات کو قبول کر لیجئے۔

معاویہ کے ساتھی نے قرآن مجید بلند کر کے کہا: ———

"تمہارے اور ہمارے درمیان قرآن مجید فیصلہ کرنے والا ہے۔ پھر اس نے یہ آیت پڑھی: ———

الم تر الی الذین اوتوا نصیبا من الکتاب یدعون الی کتاب اللہ لیحکم بینھم ثم یتولی فریق منھم وھم معرضون۔

Presented by Ziaraat.Com

پھر علی علیہ السلام نے جنگ روک دی۔

"دشمن کا بچھونا ان پر ہے۔"

اشعث نے کہا ——— یہ بات ہرگز نہیں ہوگی۔ ہم آپ سے خوش نہیں ہیں اور آپ کے ساتھ مل کر جنگ نہیں کریں گے۔ اشعث کا اکثر یمن نے ساتھ دیا۔ صلح کے لئے تیار ہو گئے۔ اور جنگ کو ناپسند کیا۔

اہل عراق سے عبداللہ بن عمرو عاص کی بات چیت

معاویہ نے عبداللہ بن عمرو عاص کو بلا کر کہا کہ ———

"تم اہل عراق سے جا کر بات چیت کرو۔" اس نے دونوں صفوں کے درمیان جا کر کہا کہ ———

"میں عبداللہ بن عمرو عاص ہوں۔ ہمارے اور تمہارے درمیان دینی اور دنیاوی رشتہ مشترک ہے۔ خدا کی قسم اگر یہ جھگڑا دین کی خاطر ہے تو اس میں ہم نے اور تم نے زیادتی کی ہے۔ اگر دنیاوی جھگڑا ہے تو اس کی تلافی ہو سکتی ہے۔ ہم نے آپ کو ایک نیک امر کی دعوت دی ہے۔ اگر یہی دعوت آپ ہمیں دیتے تو ہم ضرور قبول کر لیتے۔ اگر تم ایک فیصلہ پر جمع ہو جاؤ تو اللہ تعالیٰ کا احسان ہوگا۔ ضد موجودہ کشمکش کو دور کرنے کی کوشش کرو۔ تاکہ اللہ تعالیٰ زندہ آدمی کو زندگی عطا کرے اور مقتول کا بدلہ ملے۔ جنگ میں بچنے والے کے حق کا بچنا بہت کم ہے۔"

علی علیہ السلام نے سعید بن قیس سے کہا کہ اس کو جواب دو۔ عبداللہ بن عمرو عاص نے صفین کی جنگ میں دو تلواروں سے جنگ کی تھی۔ جب لوگوں نے اس پر اعتراض کیا تو جواب دیا ———

"مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم دیا تھا کہ میں اپنے باپ کی اطاعت کرتا رہوں۔"

سعید بن قیس نے صفوں میں پھر کر شامیوں کو مخاطب کیا ———

"ہمارے اور تمہارے درمیان دینی اور دنیاوی امور ہی جھگڑے کا باعث بنے

---

۱ روایت ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے اپنے ساتھیوں سے فرمایا کہ تم حق اور صداقت پر قائم رہتے ہوئے دشمن سے جنگ کرو۔ معاویہ اور اس کے ساتھی خلافت کی بات کرتے ہیں اور نہ وہ قرآن کو مانتے ہیں۔ میں ان کو زیادہ جانتا ہوں۔ تم پر بنا عمل لغو ہے۔ خدا کی قسم انہوں نے قرآن کو صرف دھوکا اور جدل کی وجہ سے بلند کیا ہے۔

ہوئے ہیں۔ عراقی اور شامی اپنے اپنے موقف سے باز نہیں آئیں گے۔ بہتر ہے کہ حکم خدا کے مطابق فیصلہ کر لیا جائے اب جنگ پانی سر سے اونچا نہیں ہوا ہے۔ ورنہ جلدی پھر جنگ کرنا ہوگی ہم ایسا ہرگز نہیں کریں گے لیکن ہمارے جو مرنے ہو وہ مقرر کردہ

عبداللہ بن عمرو عاص کے کلام سے قطع نظر کچھ لوگ حضرت علی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا کہ

"ان لوگوں کی دعوت کو قبول کریں جس طرح ہم نے عثمان سے مطالبہ کیا تھا اسی طرح ہم آپ سے مطالبہ کرتے ہیں۔ عثمان نے ہمارا مطالبہ ماننے سے انکار کر دیا تھا۔ اس لئے ہم نے اُسے قتل کر دیا تھا"

علی علیہ السلام نے اشعث کو تشکیک کے عالم میں معاویہ کے پاس بھیجا اور انہیں ان کے مقاصد پر بات کرنے کو کہا تاکہ وہ قطعی فیصلہ کر سکیں۔

عتبہ بن ابی سفیان نے اشعث بن قیس سے کہا

معاویہ نے عتبہ کو بلا کر کہا کہ

"اشعث کے پاس جاؤ۔ اس سے نرم نرم باتیں کرو۔ اور اپنی طرف مائل کرنے کی کوشش کرو۔ کیونکہ اگر وہ صلح پر راضی ہو جائے گا تو وہ صلح پر راضی ہو گیا تو سارے لوگ بھی راضی ہو جائیں گے۔

عتبہ نے دونوں صفوں کے درمیان کھڑے ہو کر اشعث کو آواز دی۔ وہ آگیا۔ عتبہ نے اشعث سے کہا

"اگر معاویہ تیرے علاوہ کسی سے ملتا تو علی علیہ السلام سے ملتا۔ تم عراقیوں اور یمنیوں کے سردار ہو۔ آپ کا عثمان کا مخبر ہونا بھی معلوم ہے۔ میں آپ کے اطراف بیٹھا ہوں جنہوں نے عثمان کو قتل کیا اور ہم نے اس بات کا اتہام کیا۔ سعید بن قیس نے علی علیہ السلام کے ہاتھوں دین بیچ دیا۔ شریح بن ہانی اور زحر بن قیس معذور ہیں وہ جانتے ہیں آپ نے حضرت کی مدد کی ہے اور حضرت کی حمایت میں اہل شام سے جنگ کی ہے۔ لیکن آپ کے خیالات کا علم ہو چکا ہے اور ہم آپ کے خیالات کی تائید کرتے ہیں کیونکہ وہ ہمارے ساتھ ہیں۔ ہم آپ سے یہ نہیں کہتے کہ آپ علی علیہ السلام کو چھوڑ دیں اور معاویہ کی مدد کریں بلکہ ہم تو آپ کو اس بات کی دعوت دیتے ہیں کہ دونوں طرف کے لوگوں کا خیال کریں۔ جس میں آپ کا اور ہمارا بھلا ہے۔"

اشعث نے عتبہ سے کہا کہ

"تیری یہ بات کہ اگر معاویہ میرے جیسا کسی سے ہوتا تو علی علیہ السلام سے بھی مل جاتا سے ملے گا تو میرے لئے یہ کوئی عزت کی بات نہیں ہوگی۔ اور نہ ہی میرے نزدیک اس کی کوئی عظمت یا ذلت ہوگی۔ جب تو یہ چاہتا ہوں کہ میں معاویہ اور علی علیہ السلام کی صلح کرا دوں، اور تیرا یہ کہنا کہ میں اہل عراق کا امیر اور اہل یمن کا سردار ہوں تو یہ اس امیر کو کہتے ہیں اور سیدہ فاطمہ کی اولاد کی اطاعت کی جانے والوں کو کہتے ہیں۔ یہ دونوں خصوصیات علی علیہ السلام کے لئے ہیں۔ اور یہ جو تم نے عثمان کے خیر ہونے کا ذکر کیا ہے تو ان کے خیر ہونے نے تیری عزت میں کوئی اضافہ نہیں کیا ہے۔ تم نے میرے اصحاب پر عیب لگایا ہے یہ بات مجھے تیرے قریب نہیں کرنے کی۔ لہذا تم عراقی اہل مدد کا جو ذکر کیا ہے اس کی مجھے ضرورت نہیں ہے۔"

خط معاویہ بنام حضرت علی علیہ السلام

روایت ہے کہ علی علیہ السلام نے فرمایا کہ صبح میں معاویہ سے جنگ کروں گا جب معاویہ کو اس بات کا علم ہوا تو اہل شام خوف زدہ ہوئے۔ جنگ کو ٹالنے کے لئے جوڑ توڑ کرنے لگے۔ معاویہ نے عمرو عاص سے کہا کہ۔ ——

"میں نے ایک تجویز سوچی ہے میں دوبارہ علی علیہ السلام کے پاس خط لکھتا ہوں۔ اور ان سے ملک شام دوبارہ مانگتا ہوں۔"

عمرو عاص نے معاویہ سے کہا —— تم علی علیہ السلام کو دھوکا نہیں دے سکتے۔

معاویہ نے کہا —— کیا ہم عبد المناف کی اولاد نہیں ہیں؟

عمرو عاص نے کہا —— یہ ٹھیک ہے۔ لیکن بنو ہاشم میں نبوت آئی۔ تم میں نہیں۔ مگر خط لکھنا ہے تو ضرور لکھو۔

معاویہ نے آپ کی طرف خط لکھا ——

"مجھے اس بات کا خیال ہے کہ اگر آپ کو اس بات کا پہلے سے علم ہوتا کہ جنگ نے جو حشر برپا کیا ہے تو ہم ہرگز جنگ نہ کرتے۔ جب یہ تمام قتل عام ہو گیا تو ہمیں بقیہ کا فکر ہونے کا وقت نہیں ہے پیش آنے والے واقعات سے قبل صلح کر لینی چاہیئے۔ میں نے پہلے بھی عرض کیا تھا کہ میں آپ کی اطاعت کرتا ہوں اور دوستی کے بعد خط لکھتا ہوں۔ مگر آپ نے اس سے انکار کیا؟ چونکہ آپ نے نہیں دی مجھے اللہ تعالیٰ نے عطا کر دی ایسی بات کا مطالبہ کیا کیونکہ اسی کا آج کرتا ہوں۔ آپ کو اس کی ضرورت نہیں ہے۔ مجھے [illegible] جنگ کی قسم [illegible]

آدمیوں کا کچومر نکل گیا۔ ہم عبد المناف کی اولاد ہیں۔ ہمیں ایک دوسرے پر فضیلت نہیں ہے۔

آپ کا جواب

جب معاویہ کا خط آپ کے پاس گیا تو آپ نے اپنے کاتب عبد اللہ بن رافع کو بلا کر خط لکھوایا۔ جس کا مضمون یہ تھا ——

"تمہارا خط ملا تم نے یہ بیان کیا ہے کہ اگر جنگ کے انجام کا علم ہوتا تو ایک دوسرے کے خلاف جنگ نہ کرتے۔ چاہے ہم ایسی انتہا پر پہنچ چکے ہیں جس کی آگے انتہا نہیں ہے۔ تم نے شام کا مطالبہ کیا ہے میں نے جو چیز کل نہیں دی تھی آج کیسے دے سکتا ہوں خوف و امید پر برابری کا ذکر جو تم نے کیا ہے۔ جتنا مجھے یقین۔ اس سے زیادہ تم شک میں مبتلا ہو۔ اہل عراق اہل شام سے زیادہ آخرت کے طلب گار ہیں۔ تیرا یہ کہنا کہ ہم عبد المناف کی اولاد ہیں یہ ٹھیک ہے لیکن ہاشم امیہ کا حرب کا اور ابوسفیان ابوطالب کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ مہاجر آزاد کردہ غلام کی مانند نہیں ہو سکتا۔ ہم میں فضیلت نبوت موجود ہے جو ہم میں اللہ تعالیٰ نے ودیعت کی ہے!

والسلام

جب معاویہ کو خط ملا۔ اس نے عمرو عاص کو پڑھایا۔ تو اس نے معاویہ کو برا بھلا کہا۔ جس روز سے عمرو نے علی علیہ السلام کا مقابلہ کیا تھا۔ اس روز سے وہ آپ کی عزت کرنے لگا تھا۔ معاویہ نے عمرو عاص سے کہا ——

"جس روز سے علی علیہ السلام نے تمہیں رسوا کیا ہے۔ تم اسی روز سے ان کی عزت کرتے ہو"

عمرو نے کہا —— "وہ شخص رسوا نہیں ہوا جس نے آپ کا مقابلہ کیا ہو رسوا تو وہ ہوتا ہے جس کو مقابلہ کے لئے بلائیں اور وہ نہ جائے۔"

اہل عراق کا صلح میں اختلاف

جب پانی سر سے اونچا ہو گیا اور جنگ کی آگ بھڑک اٹھی۔ اہل عراق کے سرداروں نے کہا جنگ نے ہمارا کچومر نکال دیا ہے۔ مرد ختم ہو گئے ہیں۔ میرے خیال میں صلح کر لینی چاہیئے۔ انہیں میں سے ایک آدمی نے کہا۔ کل تک جس بات پر اڑے رہے تھے۔ آج بھی اسی بات پر اڑیں گے۔ ایک جماعت نے صلح کی خواہش ظاہر کی۔ علی علیہ السلام نے ان لوگوں سے کہا ——

"میں نے ہمیشہ وہ کام کیا جس کو پسند کیا خدا کی قسم جنگ نے تم کو ختم کر دیا لا الہ کہ تم لوگ تنگ آ کر بیٹھ گئے۔ اور کچھ کو چھوڑ دیا ہے تمہارا دشمن تباہی کا باعث ہے۔ کل

تمہارا حاکم تھا۔ اور آج محکوم ہوں۔ کل تک میں منع کرنے والا تھا۔ آج لوگ مجھے منع کرتے ہیں۔ جو بات تم پسند کرتے ہو۔ میں اس کے کرنے پر تمہیں مجبور نہیں کر سکتا۔

کردوس بن ہانی کا بیان

کردوس بن ہانی نے لوگوں سے کہا:

"خدا کی قسم جس وقت سے ہم نے معاویہ پر تبرا کیا۔ پھر کبھی ان سے تولا نہیں کیا۔ جب سے علی علیہ السلام سے تولا کیا۔ پھر کبھی آپ سے بیزاری نہیں کی۔ اگر ہم جنگ میں قتل ہو جاتے تو شہید ہوتے۔ اگر زندہ بچ گئے تو کامیاب رہیں گے۔ علی علیہ السلام اپنے عہد کی دلیل پر قائم ہیں تو ہم نے انصاف کا [illegible] نہیں لیا۔ جو حق پر قائم ہوتا ہے وہ انصاف والا ہوتا ہے۔ جس نے حق کو سالم رکھا وہ نجات پا گیا۔ جس نے حق کی مخالفت کی وہ گمراہ ہو کر ہلاک ہو گیا۔"

سفیان بن ثور

سفیان بن ثور نے لوگوں سے کہا کہ:

"ہم نے اہل شام کو خدا کی کتاب کی طرف بلایا۔ انہوں نے انکار کیا۔ اس لئے ہم نے ان سے جنگ کی۔ اب انہوں نے کتاب خدا کی طرف دعوت دی ہے۔ اگر ہم اس کو منظور کر لیں تو ان کے لئے ہم سے وہ چیز جائز ہو جائے گی۔ جس کو ہم نے ان سے جائز کیا تھا۔ [illegible] جنگ نے ہمیں [illegible] ڈالا ہے۔ اپنے ساتھی کی صلح میں چلتے ہیں۔"

حریث بن جابر

حریث بن جابر نے لوگوں سے کہا:

"اگر علی علیہ السلام منع نہیں کرتے تو ہمارے [illegible] ہو سکتے ہیں۔ کل جس بات کی صورت [illegible] وہی بات قبول نہیں کرتے۔ یہ تعجب کی بات ہے۔ اس کلام کا انکار کرنے والا الٹے پاؤں پھرنے والے کی طرح ہے۔ جو ہم سے خلاف ہو گیا۔ اس کا فیصلہ تلوار کرے گی۔"

خالد بن معمر

خالد بن معمر نے امیر المومنین علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ:

"ہم سب ساتھی اس بات میں تصور کرتے ہیں۔ جس بات کی قوم نے آپ کو دعوت دی ہے۔ اگر آپ اس کو بہتر خیال کرتے ہیں۔ ورنہ آپ کی رائے بہتر اور افضل ہے۔"

حصین بن منذر

حصین بن منذر نے کہا:۔

"اے لوگو! دین کی بنیاد تسلیم اور صلح سے قائم ہوتی ہے۔ اس کو قیاس اور شبہ سے تباہ نہ کرو۔ خدا کی قسم اگر قابل قبول دینی امور ہوں جن کو ہم کراہت سمجھتے ہیں۔ تو حق بہت کم رہ جائے گا۔ اگر ہم نے جلد جیز کی اور چھوڑ دی تو ہمارا باطل کا اعتقاد ہی رہ جائے گا۔ ہمارا گمان ایسا ہے۔ جس کی سوچ کچھ کے ہم سب معترف ہیں۔ اس کو اپنے امور پر مسلط اور امین بنایا ہے۔ ہمیں ان کی ہاں میں ہاں اور نہ میں نہ ملانا چاہیے۔"

عثمان بن حنیف

آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب میں سے ہیں اور بصرہ پر علی علیہ السلام کی طرف سے بطور عامل مقرر تھے۔ یہ اس کے لیے فضیلت ہے انہوں نے لوگوں سے کہا:۔

"اپنے خیالات پر دوبارہ غور کرو۔ ہم لوگ یوم الجندل کے موقع پر حدیبیہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھے۔ ہم کفار مکہ سے جنگ کرنا چاہتے تھے۔ اور صلح سے انکار کرتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں جنگ سے باز رکھا۔ اہل شام نے مجبوراً ہمیں کتاب خدا کی طرف دعوت دی ہے۔ ہم نے بھی مجبوراً اس کو قبول کر لیا جیسے لوگ ہمارے برابر نہیں ہیں۔ خدا کی قسم زندہ، زندہ کا اور مردہ، مردہ کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ شامی عراقی کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ معاویہ حضرت علی علیہ السلام کے برابر نہیں ہو سکتا۔ صلح کرنا غیر مفید ہے۔ صلح کرنے سے نقصان ہے۔ جن حقائق کی بناء پر ہم جنگ کرتے تھے۔ ان میں شک و یقین پر غالب آگیا۔ وہ لحاظ سے ختم ہو گیا جس پر قائم تھے۔ صلح کے سارے ہی امکانات خیر و عافیت میں مسائل ہو جاتے۔ اگر جنگ کرتے تو انہی دلائل پر کرتے۔ جن پر کل کر چکے تھے۔ افسوس ہے کہ کل والی بات ختم ہو گئی اور آئندہ آنے والی بات پر ترجیح ہونے لگی۔"

حضرت علی علیہ السلام نے اس کی بات کو حیران کن تصور کیا انصار نے اس پر فخر کیا کہ ایسی اچھی بات کوئی نہیں کہہ سکتا۔

عدی بن حاتم

آپ نے فرمایا:۔

"اگر حضرت علیؑ کے علاوہ کوئی اور شخص بھی اہل صلوٰۃ کے ساتھ جنگ کرنے کو کہتا تو ہم اس کی بات منظور نہ کرتے۔ علی علیہ السلام کی بات نہ ماننے کے لئے ہمارے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے دلیل تھی۔ لوگوں کے پیش نظر اللہ تعالیٰ کی جانب سے ایک سبب تھا۔ آپ نے عثمان کی جانب سے ایک سفر کی وجہ سے توقف کیا۔ اہل جمل سے اس لئے جنگ کی کہ انہوں نے بیعت کر کے توڑ دی۔ اہل شام سے بغاوت کی وجہ سے لڑے۔ حضرت کے حکم کو بنظر غائر مطالعہ کرو۔ اگر آپ تم سے افضل ہیں اور تم میں آپ جیسا کوئی آدمی نہیں ہے تو آپ کی بات کو تسلیم کرو۔ اگر ایسا نہیں ہے تو تمہیں اختلاف کرنے کا حق ہے۔ خدا کی قسم اگر علم کے لحاظ سے دیکھا جائے کہ کتاب خدا اور سنت رسول کا سب سے بڑا عالم کون ہے تو پھر معلوم ہو جائے گا کہ آپ سے زیادہ ان دونوں کو جاننے والا اور کوئی نہیں ہے۔ اگر اسلام کے لحاظ سے غور کرو تو آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بھائی ہیں۔ اسلام کے سر ہیں۔ اگر زہد و عبادت میں دیکھو تو تمام لوگوں سے نمایاں ہیں۔ اگر عقل کے لحاظ سے دیکھا جائے تو سب سے زیادہ عقل مند ہیں۔ اگر قرابت و نجابت میں لحاظ کرو تو شرافت و نجابت میں سب سے بڑھ گئے ہیں۔ اگر فضیلت میں دیکھو تو ہم اور تم سب آپ سے خود ہی راضی تھے۔ عثمان کے بعد آپ کی بیعت کی۔ جنگ جمل اور اہل شام سے قتال میں آپ کی مدد کی۔ فضیلت تم کو اس سے کس طرف اور کس شخص یا کس گمراہی کی طرف لے جائیگا۔ خدا کی قسم اگر کسی امر واحد میں اتفاق کر لو تو آپ کے لئے اللہ تعالیٰ کی شان کو شکست اور نقصان والی بات کر جاؤ قرار دے گا۔"

اہل صفین نے عدی کی بات کا اعتراف کیا اور جو لوگ حضرت علی علیہ السلام سے الگ ہو گئے تھے واپس آ گئے۔

عبداللہ بن حجل

آپ نے امیر المومنینؑ کی خدمت میں عرض کیا۔ آپ نے جنگ جمل کے بارے میں مختلف امور کا حکم دیا۔ ہمارے نزدیک وہ ایک بات تھی ہم نے اس کو تسلیم کر لیا۔ یہ بات بھی ان باتوں کی طرح ہے۔ ہم آپ کے پہلے صحابی ہیں۔ ہم ان باتوں کو سب سے زیادہ جانتے ہیں۔ دنیا والوں کے واسطے ... والوں کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ جنگ ... آگے ... ایک ... امید باقی رہ گئی ہے۔ اگر آپ تمام ... قبول کریں یا ... کے لئے ہم ... آپ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ... ہے۔ اگر آپ جنگ کا چاہتے ہیں تو ہم ...

کرائیں عبادت کا غرور برباد رہا ہے دل سوائے سجدوں کی پیشانی پر طاری کئے ہیں۔ ہم اپنی مدد کا آپ کو پورا یقین دلاتے ہیں۔ اگر آپ کو جنگ چاہئے کرنی ہے تو آپ کو معلوم ہونا کہ کس حد تک ہمیں آپ کی اطاعت کا جذبہ موجود ہوگا۔ اور آپ کے دشمن سے دشمنی کے لئے تیار ہیں۔ آپ ہماری بصیرت کو زیادہ پائیں گے۔ آپ چونکہ سردار ہیں آپ کی اطاعت ہم پر فرض ہے۔ ہم آپ کی دعا اللہ پر رکھتے ہیں۔ آپ جب حقیقت کو ہم سے زیادہ جانتے ہیں آپ جناب نبی کے ہم سے زیادہ قریب ہیں۔ دین میں ہم سے اچھے ہیں آپ اپنے حکم سے مطلع فرمائیں۔ اگر فیصلہ کیجئے تاکہ ہم عمل کریں۔"

یہ سن کر علی علیہ السلام خوش ہو گئے اور ان کی بات کی تعریف فرمائی۔

صعصعہ بن صوحان

نے عرض کیا۔

"یا امیر المومنین! جب طلحہ اور زبیر گئے تو ہم نے آپ کے حکم پر لبیک کہا۔ آپ کے عامل عثمان بن حنیف کی مدد کے لئے ہمیں حکم دیا تو ہم نے ان کی بات مان لی۔ دشمن سے جہاد فرمایئے۔ حتیٰ کہ قوم میں میری حالت بنو عبد قیس کی طرح ہو جائے۔ انہوں نے اللہ تعالیٰ کی اس قدر عبادت کی کہ ان کے ہاتھ کی ہتھیلیاں اونٹ کے پاؤں کی مانند اور ان کے چہروں پر اس قدر محراب پڑ گئے جس طرح بکری کے گھٹنے۔ زندہ گرفتار فرمایئے، مقتول کا اسباب لوٹئے میں پہل اسیران و مقتولین ہوگا۔ آپ نے مصیبتوں میں ہمارا امتحان دیکھ لیا تھا۔ حقائق زخمی ہو کے بکھر جاتا رہا۔ حق درماندہ ہو کر رہ گیا موجودہ مسئلہ کی پیچیدگی آپ بہتر جانتے ہیں۔ فیصلہ کرنے سے آپ مجاز ہیں اللہ تعالیٰ جس طرح آپ کی رہنمائی کرے۔ ہمیں حکم دیں۔

منذر بن جارود

آپ نے کہا۔

"یا امیر المومنین! میرے خیال میں اہل شام مطیع نہیں ہوں گے۔ جب تک عراق والے ہلاک نہ ہو جائیں۔ عراق والے مطیع نہ ہوں گے جب تک اہل شام ہلاک نہ ہو جائیں۔ میرے خیال میں ان کی کی ہماری نجات نہیں ہوگی۔ اور ہم آپ کی اطاعت پر ہیں شرعی یہ دیانت ہیں ہیں۔ اگر کوئی اور بات ہے تو آگاہ فرمایئے۔ خدا کی قسم اس سے تو زیادہ بہتر کوئی کسی طرح نہیں ہوگی۔ اور نہ ہی اس سے کتا جھکایا جائے گا۔ ہم آپ کے ساتھ رہیں دخل نہیں دے سکتے۔"

احنف بن قیس

احنف بن قیس نے کہا ——

"یا امیر المومنینؑ لوگوں کی حالت یہ ہے کہ بعض تو حد سے آگے بڑھ جاتے ہیں اور بعض توقف سے کام لیتے ہیں بعض باتیں بناتے ہیں اور بعض خاموش ہیں لیکن مجھ کو یہی بات کہتے ہیں جو کل کہی تھی یہ ایک حق فیصلہ تھا ہم اگر اسے اپنی یا آپ کی خاطر نہیں رہنے دیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی خاطر رہتے ہیں اگر اللہ تعالیٰ کا حکم نازل ہو جائے تو اسے قبول کریجیے۔ آپ اولیٰ بالحق اور فیصلے کے زیادہ قریب ہیں۔ میری رائے جنگ کے سوا کچھ نہیں ہے"

عمیر بن عطارد

عمیر بن عطارد نے کہا۔ یا امیر المومنین طلحہ زبیر اور عائشہ معاویہ کے مقابلہ میں ہم سے قریب بصرہ بہ نسبت شام کے ہمارے زیادہ قریب ہے۔ اصحاب رسولؐ کے وہ لوگ جو آپ کے خلاف ہو گئے ہیں۔ معاویہ کے لوگوں سے اچھے ہیں، خدا گواہ ہے۔ ہم نے آپ کے جنگ لڑنے والوں کو قتل کرنے سے منع نہیں کیا اور توقف کرنے والے کو عیب لگانے سے قوم سے جہاد کیجیے۔ میں آپ کے ساتھ ہوں۔

حضرت علی علیہ السلام

آپ نے صفین کے بعد لوگوں سے فرمایا کہ ——

"تمہارا اور تمہارے دشمن کا جو حشر ہوا ہے تم نے دیکھ لیا ہے۔ دشمن کا کوئی آدمی نہیں بچا مگر آخری نفس جب حالات درپیش ہوتے ہیں تو آخر اہل کے لئے عبرت کا باعث ہوتے ہیں یہ وہ قوم ہے جس کا کوئی دین نہیں ہے۔ لیکن اس نے صبر سے کام لیا ہے ان کو اسے جو تکالیف پہنچا سکتیں وہ پہنچ چکیں۔ کل میں بذات خود ان پر حملہ کروں گا اور اپنی تلوار کے ذریعے ان کو خدا کے پیش کروں گا؟"

اہل شام کا علی علیہ السلام کو آواز دینا اور فریاد کرنا

جب معاویہ کو آپ کی یہ بات معلوم ہوئی تو اس نے عمرو عاص کو بلا کر کہا کہ یہی ایک رات باقی ہے کل علی علیہ السلام بذات خود ہم پر حملہ کریں گے۔ تمہاری کیا رائے ہے؟ عمرو نے کہا: ——

"تیرے مرد ان کا مقابلہ نہیں کر سکتے اور نہ ہی تم ان کی مثل ہو۔ جس مقصد کے لئے تم علی علیہ السلام سے لڑتے ہو وہ اس مقصد کے لئے تم سے نہیں لڑتے۔ تم بقا چاہتے ہو۔ وہ فنا چاہتے ہیں۔ [illegible]

علیہ السلام سامنے خوفزدہ نہیں ہیں اگر وہ ان پر کامیاب ہوجائیں۔ جتنا کہ عراق والے تم سے خوفزدہ ہیں۔ تم انہیں کتاب خدا کی طرف بلاؤ تمہارا مقصد پورا ہوجائے گا۔ اس سے قبل کہ علی علیہ السلام تم تک اپنے پیچھے گھوڑیں معاویہ نے شامیوں کو آواز دینے کو کہا انہوں نے رات کی تاریکی میں چیخ و پکار شروع کر دی۔

"اے اہل عراق! ہماری عورتوں اور بچیوں کی غلام بن جائے گی۔ اگر آپ نے ہمیں قتل کر دیا۔ خدا کا خوف کھائیے۔ باقی آدمیوں کے بارے میں جو ہمارے اور آپ کے درمیان کتاب خدا فیصلہ کرے گی!"

صبح کو انہوں نے قرآن مجید نیزوں پر بلند کیے۔ گھوڑوں کی گردنوں میں باندھا۔ جھنڈوں پر لٹکایا اور جنگ کے لئے تیار ہوگئے۔

عدی بن حاتم

نے آپ سے کہا:

"یا امیر المومنین۔ باطل والے حق والوں کو ہرگز نہیں مٹا سکتے۔ جب سے آپ بذات خود جنگ کے لئے تیار ہوئے ہیں آدمیوں میں خوف وہراس پیدا ہوگیا ہے۔ اس خوف و ہراس میں آپ کی کامیابی ہوگی۔ قوم کی جڑ کٹ چکی ہے۔

اشتر نے کہا

"یا امیر المومنین ہم نے معاویہ کے لیے آپ کا ساتھ نہیں دیا اور نہ ہی باطل یا آپ کی مدد کی ہے۔ ہم نے اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے آپ کا ساتھ دیا ہے۔ حق کے لئے آپ کی مدد کی ہے۔ اگر آپ کے سوا ہمیں کوئی اور دعوت دیتا تو اس کو کافی منت سماجت کرنی پڑتی اور وہ مدد مانگتا برگزیدوں سے کام لیا جاتا۔ حق تمہارا کچھ بچا ہے۔ ہم آپ کے معاملہ میں دخل نہیں دے سکتے۔

اشعث بن قیس

آپ نے کہا:

"یا امیر المومنین میں آج بھی آپ کا ساتھ دینے کے لئے اسی طرح تیار ہوں۔ جس طرح کل دیا تھا۔ مجھے اس کی پرواہ نہیں ہے کہ کل کیا ہوگا۔ مجھ سے زیادہ اہل عراق کی کوئی تعریف نہیں کرتا۔ اور مجھ سے زیادہ اہل شام سے کوئی کینہ نہیں رکھتا۔ لہٰذا آپ کتاب خدا کی طرف دعوت دیجئے کیونکہ ان سے زیادہ آپ اس دعوت کے حقدار ہیں۔ اللہ تعالیٰ کو ہماری بقا پسند ہے۔"

عبدالرحمٰن بن حارث

آپ نے کہا —— "یا امیر المومنین! اللہ تعالیٰ کے حکم کو جاری کیجئے۔ کہیں آپ کو وہ لوگ بدل نہ دیں جن کو یقین نہیں ہے۔ ظالم کے بعد حکم اور اس کے بعد امر فرمایئے۔ ہمارا خون بہے گا اور ان کا بہے گا۔ اللہ تعالیٰ اپنا حکم ان میں اور ہم میں جاری کرے گا۔"

عمرو بن حمق

نے کہا ——

"یا امیر المومنین! ہم نے دنیا کے لئے آپ کا ساتھ نہیں دیا اور نہ ہی باطل پر آپ کی مدد کی ہے۔ ہم نے تو اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی کے لئے آپ کا ساتھ دیا ہے۔ حق نے آپ کی مدد کی ہے۔ اگر آپ کے سوا یہی کرتی اور دعوت دیتا تو اس کو کافی منت سماجت کرنا پڑتی اور دور دراز تک سرگوشیوں سے کام لینا پڑتا۔ حق انتہا کو پہنچ چکا ہے۔ ہم آپ کے معاملے میں دخل نہیں دے سکتے۔"

حضرت علی علیہ السلام کی رائے [1]

آپ نے اشعث بن قیس اور اہل یمن کی رائے سے اتفاق کیا۔ ایک شخص سے فرمایا کہ اعلان کر دو ہم نے معاویہ کی دعوت کو قبول کر لیا ہے۔ معاویہ نے آپ کے پاس ایک شخص کو بھیجا کہ کتاب خدا بات تو نہیں ملتی۔ ہمیں اپنا اپنا آدمی مقرر کر دینا چاہیئے۔ تاکہ وہ کتاب خدا کے مطابق فیصلہ کریں۔ آپ نے کہا مجھے منظور ہے۔

عمار بن یاسر

جب عمار یاسر کو اس بات کا علم ہوا تو آپ نے کہا ——

"یا امیر المومنین! خدا کی قسم معاویہ نے آپ کو صاف جواب دیا ہے۔ جو اس بات کا اقرار کرے گا۔ وہ ہلاک ہو جائے گا۔ جو اس بات کا انکار کرے گا۔ وہ مالک بن جائے گا۔ اے ابو الحسن! آپ کو کیا ہو گیا ہے۔ آپ نے ہمارے دین میں شک ڈال دیا ہے۔ ہمیں الٹے پاؤں پھیر دیا ہے۔ باوجود اس کے کہ ہمارا اور ان کا ایک لاکھ آدمی قتل ہو گیا ہے کیا تلوار چلانے سے پہلے یہ بات نہیں ہو سکتی تھی۔ طلحہ، زبیر اور عائشہ نے

---

[1] حضرت علی علیہ السلام کو آپ کے [illegible] اصحاب نے معاویہ سے صلح کرنے پر مجبور کر دیا تھا، ورنہ آپ میدان جنگ ہی میں معاویہ سے فیصلہ کرنا چاہتے تھے۔ ۱۲

بھی اس بات کی دعوت دی تھی لیکن آپ نے انکار کر دیا تھا۔ آپ فرماتے تھے کہ میں اول باطل میں
جو میری مخالفت کر رہا ہے اور گروہ ہے اس کا خون بہانا جائز ہے اگر اللہ تعالیٰ نے اس بات کا
حکم دیا ہے کہ یہ قیامت تک رہے گی ہے۔ تو ہم ان سے قیامت تک فیصلہ کرتے رہیں گے۔ اور اسی وقت تک
نہیں بچیں گے جب تک کہ اللہ تعالیٰ امر پورا نہ ہو جائے۔ فتنہ ختم ہو جائے اور اللہ کا دین
مکمل نہ ہو جائے۔ خدا کی قسم مسلمانوں نے ہم کو ذرا نہیں دیا۔ فتنہ ختم نہیں ہوا۔
آپ نے فرمایا ـــــ میں اس بات کو ناپسند کرتا ہوں:

عمار بن یاسر کا قتل ہونا

جب حضرت علی علیہ السلام نے آپ کی بات کو نامنظور کیا تو عمار نے لوگوں سے کہا ـــــ

"کیا تم میں سے کوئی جنت کی خوشبو سونگھنا چاہتا ہے":

پانچ سو آدمی باہر نکلے انہوں نے اعلان کیا کہ ہم آپ کا ساتھ دیں گے ان میں ابو الہیثم خزیمہ بن ذوالشہادتین تھے۔ عمار نے پانی طلب کیا۔ غلام نے ایک پیالے میں دودھ پیش کیا۔ آپ نے دودھ دیکھ کر تکبیر کہی اور کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا تھا کہ تمہاری اس دنیا کی آخری غذا دودھ ہے۔ پھر عمار نے کہا کہ ـــــ

"کل میں اپنے دوستوں سے ملوں گا (محمد اور ان کے گروہ سے)"

پھر عمار اور ان کے ساتھیوں نے حملہ کر دیا۔ دو آدمیوں نے آپ سے مقابلہ کیا اور آپ کو قتل کر دیا اور آپ کا سر لئے ہوئے معاویہ کے پاس آ گئے اور جھگڑا کرنے لگے ہر ایک کہتا تھا کہ میں نے قتل کیا ہے دونوں سے عمرو عاص نے کہا کہ ـــــ

"تم جہنم میں جانے کا جھگڑا کر رہے ہو۔ کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا تھا کہ عمار کو باغی گروہ قتل کرے گا":

معاویہ نے کہا ـــــ خدا برے کو غارت کرے تجھے اپنی قوم کو پھسلاتا ہے کیا ہم نے عمار کو قتل کیا ہے۔ ان کو ان لوگوں نے قتل کیا ہے جو ان کو نکال کے لائے ہیں پھر اہل شام کی طرف متوجہ ہو کر کہا۔ کیا ہم باغی گروہ ہیں۔ جو کہ خون عثمان کا بدلہ لینا چاہتے ہیں۔ جب عمار قتل ہو گئے تو ادھر ادھر ٹل گئے۔ حضرت والوں نے غلبہ کر کے چھوڑ دیا شامی عمار شہید ہونے کے آخری وقت کی بات ہے۔ اگر حضرت علی علیہ السلام سے الگ ہو گئے۔ عدی نے کہا ـــــ

"یا امیر المومنین یہ بات ہمارے اور ان کے درمیان باقی نہیں رہے گی۔ اس وقت تک ان سے ربیعہ حتی کہ اللہ تعالیٰ آپ کو فتح دے۔ ہم میں کافی لوگ موجود ہیں" آپ نے عدی سے فرمایا کہ عمار قتل ہو گئے! اس نے کہا ہاں۔ یہ سن کر آپ رو پڑے اور فرمایا ـــــ

"اے عمارؓ! اللہ تعالیٰ تم پر رحم کرے۔ تم نے دائمی زندگی اور رزقِ کریم حاصل کیا
تم ہم سے کتنے ہیں جو تمہاری جیسی زندگی کو نا چاہتے ہیں؟"
کہا ——— "نوے سے زائد ہیں"

اہل شام کی شکست

اشتر نخعی ہو کر امیر المومنینؑ کی خدمت میں عرض گزار ہوا کہ:———
"دشمن کے گھوڑوں کے مقابل ہمارے گھوڑے ہیں اور دشمن کے مردوں کے مقابل ہمارے مرد ہیں۔ ہمیں اس وقت تک دشمن پر برتری حاصل ہے۔ آپ چلیں جنگ میں تشریف لے چلئے۔ لوگ آپ کا انتظار کر رہے ہیں"
آپ نے رسول اکرمؐ کا گھوڑا اور نیزہ طلب فرمایا اور آپ کا عمامہ سر پر باندھا۔ اس کے بعد اعلان فرمایا کہ:———
"جو شخص آج اپنی جان فروخت کریگا۔ کل اس کا نفع پائیگا۔ ایسا دن پھر واپس نہیں آئیگا۔ دشمن کا برا حال ہو چکا ہے۔ آگے بڑھو۔"
پھر آپ نے اور لشکر نے یک دم حملہ کر دیا۔ اہل شام کی صفیں الٹ گئیں، فوج معاویہ تک پہنچ گئی۔ حضرت علی علیہ السلام اپنی تلوار سے جہاد کر رہے تھے۔ جو دشمن آپ کے مقابلہ میں آجاتا دم دبا کر بھاگ جاتا۔ معاویہ نے گھوڑا منگوا کر بھاگنا چاہا۔ جب پاؤں رکاب میں ڈالنا چاہا۔ تو عمرو عاص کی طرف دیکھا اور اس سے کہا۔ "اے عاص کے فرزند آج صبر کا دن ہے۔ کل فخر کریں گے۔" اس نے کہا تم نے ٹھیک کہا۔ پاؤں رکاب سے نکال لیا۔ خود صبر سے کام لیا۔ اور دوسروں نے بھی صبر کیا۔ رات تک فریقین نے ذاتی جنگ لڑی۔ جنگ کو ناپسند کیا۔ جس روز حضرت عمار شہید ہوئے وہ دن بڑی مصیبت کا دن تھا۔ ہر ایک کو اپنی تباہی کا خیال تھا۔ فریقین نے لڑائی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ اسلام میں کبھی اس قدر مصیبت اور پیسے جانے پر قتل کا دن نہیں گزرا تھا۔ جس قدر ان تین دنوں میں کشتوں کے پشتے لگ گئے تھے۔ حضرت علی علیہ السلام نے آدھی رات کو اپنے لشکر کو کوچ کا حکم دیا۔ معاویہ نے جب اونٹوں کی آواز کو سنا تو عمرو عاص کو بلا کر کہا:———
"یہاں کیا ہو رہا ہے؟"
عمرو نے کہا ——— معلوم ہوتا ہے کہ حضرت علی علیہ السلام بھاگ رہے ہیں۔
صبح کو علی علیہ السلام ان کے پہلو میں موجود تھے اور لوگ ان کو گھیرے ہوئے تھے۔ جب معاویہ نے دیکھا تو عمرو سے کہا ایسا نہیں ہے۔ علی علیہ السلام تو نہیں بھاگے۔ یہ سن کر عمرو ہنس پڑا۔ اور کہا خدا کی قسم علامات سے ایسا ظاہر ہوتا تھا۔
اس کے بعد معاویہ کو اپنی ہلاکت کا یقین ہو چکا تھا۔ اہل شام نے اعلان کیا کہ کتاب خدا ہمارے اور تمہارے درمیان فیصلہ کرے گی۔ اس وقت اہل شام کی ذلت آمیز شکست دنیا پر ظاہر ہو گئی

انہوں نے قرآن مجید کو نیزوں پر بلند کیا پیچ چیخ کر کہنا شروع کیا :۔ ________

"اے ابا الحسن کتاب خدا کو رد نہ فرمایئے ۔ آپ ہم سے زیادہ اس حقیقت کو جانتے ہیں اور اس پر عمل کرنے والے ہیں "

اشعث بن قیس

اشعث بن قیس اہل یمن سے کثیر آدمی لیکر حضرت علی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا ۔ انہوں نے آپ سے کہا :۔ ________

"لوگوں کی استدعا کو رد نہ فرمایئے ۔ لوگوں نے آپ سے انصاف کیا ہے ۔ اگر آپ نے ان کی بات کو قبول نہ کیا ۔ تو ہم آپ سے وفا نہیں کریں گے نہ ہی آپ کے ساتھ رہ کر کسی کو تیر اور پتھر ماریں گے اور آپ کا ساتھ نہیں دیں گے "

قراء نے کہا

جب حضرت علی علیہ السلام نے اشعث کی بات کو سنا ، فیصلہ کن جنگ سے پہلے لوگوں کی حالت کو ملاحظہ فرمایا تو صلح پر تیار ہو گئے ۔ آپ کی خدمت میں قاریوں کی ایک جماعت حاضر ہوئی ۔ جن میں عبداللہ وہب راسبی بھی شامل تھا جس کے ساتھ کافی تعداد میں لوگ موجود تھے ۔ جنہوں نے تلواروں کو میانوں سے نکال کر کندھوں پر رکھا ہوا تھا ۔ انہوں نے علی علیہ السلام سے کہا :۔ ________

" اللہ تعالیٰ سے ڈرو ، اس نے وعدہ کیا ہے اور ہم نے وعدہ لیا ہے کہ ہم اپنے نفسوں کو فنا کر دیں گے یا اپنے دشمن کو فنا کر دیں گے یا اللہ تعالیٰ کا حکم پورا ہو گا ۔ ہم نے دیکھا ہے کہ آپ اس لشکر کی طرف جھک گئے ہیں ۔ جس میں اختلاف اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی پائی جاتی ہے ۔ اور دنیا میں ذلت کا باعث ہے ۔ دشمن سے لڑنے کے لئے تیار ہو جائیے اور تلواروں کے ذریعے انہیں اللہ کے پاس پہنچا دیں حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ ان کے اور ہمارے درمیان فیصلہ کرے وہ سب سے بڑا فیصلہ کرنے والا ہے ۔ لوگوں کے لئے حکومت نہیں ہے "

عثمان بن حنیف

عثمان بن حنیف نے لوگوں سے کہا :۔ ________

" اپنے خیالات کو درست کرو ۔ حدیبیہ کے روز ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھے ۔ اگر ہم جنگ کرنا بہتر سمجھتے تو جنگ کرتے ۔ چونکہ آپ کے اور اہل مکہ کے درمیان صلح بہتر تھی اس لئے صلح مان لی گئی اور یہ صلح بہتر ہے "

مالک اشتر و قیس بن سعد

اشتر اور قیس بن سعد نے صلح کو ماننے سے انکار کر دیا۔ اور تمام لوگوں سے زیادہ علی علیہ السلام کو صلح نہ کرنے پر مجبور کرنے والے یہی دو آدمی تھے۔

صلح کے حق میں مندرجہ ذیل آدمی تھے۔

اشعث بن قیس، عدی بن حاتم، شریح بن ھانی، عمرو بن حمق، زحر بن قیس اور اہل شام میں صلح کے حق میں یہ آدمی تھے۔ زید بن اسد، مخارق بن حارث، مرثد بن مالک۔ جب اس بات کو ابو الاعور نے دیکھا تو معاویہ کے پاس آ کر کہا ــــــــــ

" اس قوم نے ہماری دعوت کو مجبوراً تسلیم کیا ہے اگر یہ اس سال چلے جائیں اور اگلے سال آ کر لڑیں۔ تو اس وقت تک یہ بھی ٹھیک ہو چکا اور مقتول بھول چکا ہو گا۔ جنگ نے ہمارے اور دشمن کے کافی آدمی تباہ کر دیئے ہیں۔ علی علیہ السلام کے ساتھی ان سے اختلاف کرتے ہیں۔ اختلاف قتل سے بُرا ہے"

بشر بن ارطات نے کہا ــــــــــ شامی معاویہ کے لئے بہتر ہیں بہ نسبت عراقیوں کے جو علی علیہ السلام کے لئے ہیں۔ جو تمہارے ہاتھ میں ہے وہ تمہارا ہے۔ جو علی علیہ السلام کے ہاتھ میں ہے۔ وہ ان کے اور ان کے ساتھیوں کے لئے ہے۔ اگر تم تیاری کے لئے کچھ مہلت مانگو اور مدد کا انتظار کرو تو بہتر۔ اگر جنگ کا ارادہ ہے اور بقایا اہل شام کو لڑانا ہے تو وہ یہ بات نہیں مانیں گے"

صلح اور حکمین پر اتفاق

جب ایک مدت کے لئے صلح قرار پائی اور فریقین کی جانب سے حکم مقرر ہو گئے تو معاویہ نے اپنے ساتھیوں سے کہا ــــــــــ

" تمہارا کیا خیال ہے علی علیہ السلام کس کو اپنا حکم مقرر کریں گے۔ ہم نے تو اپنا حکم عمرو بن عاص کو مقرر کیا ہے"

عتبہ بن ابی سفیان نے کہا ــــــــــ تم علی علیہ السلام کو ہم سے بہتر جانتے ہو۔

معاویہ نے کہا ــــــــــ علی علیہ السلام کے پاس ان کے معتمد پانچ آدمی ہیں، عدی بن حاتم، عبداللہ بن عباس، سعد بن قیس، شریح بن ہانی اور احنف بن قیس، جہاں تک ابن عباس کا تعلق ہے انہیں زیر کرنا مشکل ہے۔ عدی ابن حاتم عمرو کی کوئی بات نہ چلنے دیگا۔ شریح بن ہانی عمرو کے قبضہ میں نہیں آنے گا۔ احنف بن قیس کا ظاہر اور باطن ایک ہے سعد بن قیس اگر قریشی ہوتا تو عرب اس کی بیعت کر لیتے ان باتوں کے باوجود یہ

اگر جنگ کو ناپسند کرتے ہیں۔ دیکھو کہ اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں سے کون ایسا شخص ہو سکتا ہے جس سے شامی مطمئن اور عراقی خوش ہوں۔
جس نے کہا کہ وہ ابو موسیٰ اشعری ہے۔

اہل عراق کا تحکیم کے بارے میں اختلاف

حضرت علی علیہ السلام نے اپنا حکم عبداللہ بن عباس کو اور معاویہ نے عمرو عاص کو مقرر کیا۔ اشعث بن قیس، شریح بن ہانی، عدی بن حاتم اور سعد بن قیس حضرت علی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے ان کے ساتھ ابو موسیٰ اشعری بھی تھا۔ انہوں نے عرض کی کہ ———

"یا امیر المومنینؑ آپ اپنا حکم ابو موسیٰ کو بنائیں۔ کیونکہ یہ اہل یمن کا وفد بن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آیا تھا۔ ابوبکر کے لئے مال غنیمت وصول کرتا تھا اور عمر کا عامل ہے۔ آپ نے اپنے سامنے اپنا حکم عبداللہ بن عباس کو بنایا ہے۔ چونکہ آپ کا یہ قریشی رشتہ دار ہے اور آپ کے معاملہ میں نہایت سخت خیال رکھتا ہے۔ خدا کی قسم اگر آپ نے عمرو کے مقابلے میں ابن عباس کو بھیجا تو یہ اس کی آنکھیں نکال دے گا اور بیٹھ کر تحکیم کر دے گا اگر ایک ایسے شخص پر اتفاق کرتے ہیں جو اہل شام اور اہل عراق کے نزدیک معتبر ہے اور وہ ابو موسیٰ اشعری ہے:

شبیب بن ربعی نے کہا ——— ہمیں ابو موسیٰ سے ڈر لگتا ہے کہ کہیں وہ عمرو کے دھوکے میں نہ آجائیں جب کہ شامیوں کو اس بات کا ڈر نہیں ہے کہ عمرو ابو موسیٰ کے قبضہ میں آجائے گا۔ ممکن ہے کہ ہمارا یہ خوف درست نہ ہو اور ممکن ہے کہ شامیوں کی توقع پوری نہ ہو اگر آپ یہ فرمائیں کہ عمرو کے مقابلہ میں ابو موسیٰ کمزور آدمی ہے تو اس کی کمزوری اور اس کی پرہیزگاری عمرو کی قوت اور اس کے فسق و فجور سے بہتر ہے اس سے آپ مصیبت کے دروازے بند کریں اور خیر و عافیت کے دروازے کھولیں۔

ابن الکوا نے کہا یا امیر المومنینؑ! آپ نے اللہ تعالیٰ کی بات مانی اور ہم نے آپ کی بات مانی۔ لیکن ہم اپنے اور آپ کے درمیان اللہ تعالیٰ کو ضامن قرار دیتے ہیں۔ اگر آپ کو موسیٰ کی عاجزی اور کمزوری کا ڈر ہے تو برائی کا ذمہ دار وہ ہے جو خائن اور عاجز کو حکم بنا کر بیٹھے گا۔ آپ کو اس سے کیا واسطہ آپ کو تو صرف ایک ہی طرف کی ضرورت ہے۔ آپ اپنا حق کسی غیر کو نہ دیجئے۔ وہ آپ اپنی مطلب برآری کر سکے۔ آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ معاویہ اسلام کا آزاد کردہ ہے۔ اس کا باپ رئیس احزاب ہے۔ اس نے بغیر مشورہ کے خلافت کا دعویٰ کیا ہے۔ اگر آپ کی بات کی تصدیق کرے تو اس کا خلافت سے الگ ہو جانا جائز ہے اگر آپ کی بات کی تکذیب کرے تو آپ کا اس سے کلام کرنا حرام ہے اگر یہ دعویٰ کرے کہ عمر اور عثمان نے شام کا عامل مقرر کیا ہے تو یہ بات ٹھیک ہے۔ مگر

نے اس کو عامل مقرر کیا تھا۔ لہذا وہ طبیب کی مانند ہوتا ہے۔ عثمان نے اس کو عامل مقرر کیا تھا اور ان کے زمانے میں اس نے خلافت کا دعویٰ نہیں کیا تھا۔ آپ کو علم ہونا چاہیئے کہ عمرو کے پاس ہر قسم کی چیز موجود ہے۔ خوشخبری بھی اور بری خبر بھی آپ اس سے لاپرواہ نہ ہوں۔ ابن الکواء نے بات کو جاری رکھتے ہوئے کہا کہ حضرت علی علیہ السلام کی بیعت ان لوگوں نے کی ہے۔ جنہوں نے ابوبکر، عمر اور عثمان کی بیعت کی تھی۔ ہدایت کی بیعت تھی۔ علی علیہ السلام سے جنگ نافرمان اور بیعت توڑنے والا کرے گا۔

ابوموسیٰ نے کہا ——— اللہ تعالیٰ تم پر رحم کرے۔ خدا کی قسم علی علیہ السلام کے سوا میرا کوئی امام نہیں۔ میں اپنی رائے سے دست بردار ہوتا ہوں۔ میرے اللہ کی رضامندی لوگوں کی رضامندی سے بہتر ہے۔ میں اور تم دونوں اللہ تعالیٰ کی رضامندی کے پابند ہیں۔

شامیوں نے عراقیوں سے کیا کہا

شامیوں نے عراقیوں سے کہا کہ اپنے آدمیوں سے آگاہ کیجئے۔ تاکہ ہم ان کو مقرر کریں۔ اور وہ آپ کے اور ہمارے حکم پر گواہ رہیں۔ ہمارے اور آپ کے درمیان صحیفہ خدا کے مطابق فیصلہ ہوگا۔

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا ——— "جن حضرات کو تم پسند کرتے ہو انہیں نامزد کر دو۔"

انہوں نے مندرجہ ذیل حضرات کو نامزد کیا ———

عبداللہ بن عباس، اشعث بن قیس، زیاد بن کعب، شریح بن ہانی، عدی بن حاتم، حجر بن عدی، عبداللہ بن طفیل، سفیان بن ثور، عمرو بن عامر، عبداللہ بن حجر اور خالد بن معمر۔

عراقیوں نے شامیوں کے مندرجہ ذیل افراد نامزد کئے ———

عتبہ بن ابوسفیان، عبدالرحمن بن خالد بن ولید، یزید بن اسید، ابوالاعور، حصین بن نمیر، حمزہ بن مالک، بسر بن ارطاۃ، نعمان بن بشیر اور مخارق بن حارث۔ جب عراقی شامیوں کے اور شامی عراقیوں کے آدمی نامزد کر چکے تو معاویہ نے کہا کہ دونوں حکم ابوموسیٰ اشعری اور عمرو بن عاص فیصلہ کہاں سنائیں گے۔ لوگوں نے بمقام دومۃ الجندل پر اتفاق کیا۔

احنف بن قیس

احنف بن قیس نے علی علیہ السلام سے کہا ———

"یا امیر المومنین ابوموسیٰ یمن کا رہنے والا ہے۔ اس کی قوم معاویہ کے ساتھ ہے۔ مجھے ابوموسیٰ کے ساتھ بھیج دیجئے۔ میں جو بات بھی کروں گا وہ آپ کے حق میں مفید اور

پائیدار ہو گی۔ اگر آپ یار تھا، فرمائیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا صحابی نہیں ہوں تو پھر عبداللہ بن عباس کو بھیج دیں۔

حضرت علی علیہ السلام

آپ نے فرمایا:

"انصار اور قاری میرے پاس ابو موسیٰ اشعری کو لائے تھے۔ اور کہنے لگے کہ ابو موسیٰ کو حکم بنا دیجئے ہم اس پر اتفاق کرتے ہیں۔ میں اور ماوی منظور نہیں ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کو منظور ہے وہی ہو گا۔"

صلح کی عبارت میں اختلاف

فریقین کے لشکروں نے ہتھیار اتار دیئے۔ جب صلح نامہ کی کتابت کا وقت آیا تو حضرت علی علیہ السلام نے کاتب سے فرمایا:

"لکھو۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ یہ وہ فیصلہ ہے۔ جس کو علی بن ابی طالب امیر المومنین اور معاویہ بن سفیان نے طے کیا ہے۔"

معاویہ نے کہا ———— اگر ہم آپ کو امیر المومنین مانتے تو آپ سے لڑائی کیوں کرتے۔"

آپ نے کاتب سے کہا صرف علی بن ابی طالب کا لفظ لکھو۔ اشعث نے آپ سے کہا امیر المومنین کا لفظ حذف فرما دیجئے اس سے آپ کو کوئی نقصان نہیں پہنچے گا۔ یہ سن کر آپ ہنس پڑے۔ پھر فرمایا کہ ————

"صلح حدیبیہ کے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے بلایا۔ جب کہ مشرکین مکہ نے آپ کو مکہ جانے سے روک دیا تھا۔ آنحضرت نے فرمایا تھا کہ یا علی لکھو۔ صلح نامہ محمد رسول اللہ اور مشرکین قریش نے کیا ہے۔ سہیل بن عمرو نے کہا کہ اگر ہم آپ کو اللہ کا رسول مانیں اور آپ سے جنگ کریں تو یہ آپ پر ظلم ہو گا۔ آپ اپنا اور اپنے باپ کا نام لکھئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا محمد بن عبداللہ لکھو۔ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو بات کا حکم دیتے میں اُسے بجا لانے میں جلدی کرتا تھا۔ لیکن مشرکین قریش نے رسول اللہ کے لفظ کو نہ لکھنے کو کہا تو میں نے تاخیر سے کام لیا۔ آپ نے فرمایا اس کو مٹا دو۔"

حضرت علی نے مقراض منگوا کر امیر المومنین کا لفظ کاٹ دیا۔ اور اس طرح لکھا ————

"بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ یہ وہ نوشتہ ہے۔ جس کا علی بن ابی طالب اور معاویہ بن سفیان نے فیصلہ کیا ہے۔ ابو الاعور نے کہا کہ پہلے معاویہ کا نام ہونا چاہیئے۔ بعد میں علی۔ اشعث نے کہا کہ ایسا نہیں ہو گا۔ پہلے اس کا نام ہونا چاہیئے۔ جو پہلے ایمان لایا اور ہجرت کی۔

معاویہ نے کہا ———— میرا نام خواہ پہلے لکھو یا بعد میں اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا لیکن یہ بات ضرور تحریر کرو کہ اس بات کے پابند حضرت علی علیہ السلام اور آپ کے شیعہ اہل عراق، معاویہ

اور اس کا ساتھ دینے والے شامی ہیں۔ ہم اللہ تعالیٰ کے حکم اور اس کی کتاب کے مطابق فیصلہ کریں گے۔ سورہ فاتحہ سے لیکر قرآن کے خاتمہ تک جو چیز قرآن کو زندہ رکھے گی ہم اس کو زندہ کریں گے اور جو چیز قرآن مٹائے گا ہم اس کو مار دیں گے۔ جو حکم عبداللہ بن قیس اور عمرو بن عاص قرآن میں نہ پائیں گے تو سنت عادلہ اور غیر متفرقہ کے مطابق فیصلہ کریں گے۔

حضرت علی علیہ السلام اور معاویہ پر ان دونوں کے حکم کی پابندی ضروری ہے۔ مقررہ مدت کے ختم ہونے سے پہلے ہتھیار نہیں اٹھائے جائیں گے۔ جنگ نہ کرنے کی مدت ایک رمضان سے آئندہ رمضان تک ہے۔ عبداللہ بن قیس اور عمرو بن عاص کا خون، مال اور عزت محفوظ ہوگی اور تمام امت ان کی مددگار رہے گی اور ان پر واجب ہوگا کہ کتاب خدا کے مطابق فیصلہ کریں گے۔ اگر کتاب خدا میں حکم نہ پائیں جو اس جنگ کے مطابق فیصلہ کریں گے جو سنت میں موجود ہوگا۔ اس مدت کے اندر فیصلہ کر دیں۔ تاخیر نہ کریں۔ اگر چاہیں تو اس سے پہلے فیصلہ کر سکتے ہیں۔ عراقی عراق کو اور شامی شام کو واپس چلے جائیں سال کے بعد اجتماع دومۃ الجندل میں ہوگا۔ اگر دونوں حکم کسی اور جگہ اجتماع منعقد کرنا مناسب خیال کریں تو ان کو اس بات کا اختیار ہے۔ جس کو وہ پسند کریں ان کے پاس جا سکتا ہے کوئی آدمی اپنی مرضی سے ان کے پاس نہیں جائیگا۔ عراق اور شام کے باشندے مقررہ مدت صلح اور امن و امان کے پابند ہوں گے۔

فریقین نے ایک دوسرے کو اس بات کا عہد لکھ کر دیا۔ تحریر عمرو بن عبادہ معاویہ کے کاتب نے تحریر کی۔ اہل عراق کے عہد نامہ پر شامیوں نے اور اہل شام کے عہد نامہ پر عراقیوں نے بطور گواہ دستخط کئے۔

جب دونوں عہد نامے تحریر ہو چکے تو بنو لشکر کا ایک آدمی گھوڑے پر سوار ہو کر دونوں کے درمیان کھڑا ہوا اور حضرت علی علیہ السلام سے مخاطب ہوا۔

"یا علی! اسلام لانے کے بعد کفر کرنا۔ عہد پکا کر کے توڑ دینا اور معرفت کے بعد مرتد ہو جانا حرام ہے۔ میں ان دونوں عہد ناموں سے بری الذمہ ہوں۔ جس نے اس کا اعتراف کیا۔ اس سے بھی لاتعلق ہوں۔ میں نے اصحاب معاویہ پر حملہ کر کے ان کو نیزے سے زخمی کیا۔ جب پیاسا ہوا تو علی علیہ السلام کے لشکر میں آیا اور پانی طلب کیا۔ مجھے پانی پلایا گیا۔ پھر علی علیہ السلام کے لشکر پر حملہ کیا۔ ان کو نیزے سے زخم لگائے۔ جب پیاسا ہوا تو معاویہ کے لشکر میں آیا، پانی طلب کیا۔ ان کو پانی پلایا گیا"

شریح بن ہانی کی ابو موسیٰ کو وصیت

شریح بن ہانی نے ابو موسیٰ اشعری کا ہاتھ پکڑ کر کہا:

"تم ایک عظیم امر طے کرنے کے لئے منتخب کئے گئے ہو۔ اگر تم سے تھوڑی سی بھی

منظور کیا تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ معاویہ کا حق ثابت ہو جائے گا۔ اور اس کے باطل پر پردہ پڑ جائے گا۔ اگر خلافت پر معاویہ قابض ہوگیا۔ تو اس میں اہل عراق کی خیر نہیں اور علی علیہ السلام خلیفہ ہو گئے تو شامیوں کے لئے خوف کی کوئی بات نہیں ہے۔ اس معاملہ میں سوچ بچار سے کام لینا اور حق کا ساتھ دینا۔

احنف بن قیس کی ابوموسیٰ کو وصیت

احنف بن قیس نے ابوموسیٰ سے کہا:۔

"اس امر کی نزاکت کا خیال رکھنا اور اس کے عواقب پر اچھی طرح غور کرنا اگر تم نے عراقیوں کے حقوق کا خیال نہ رکھا تو عراق تمہارے خلاف ہو جائے گا۔ اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور دین قائم رکھنا اور آخرت کا لحاظ کرنا ہوگا۔ عمرو عاص سے جب کل ملو تو اس کو پہلے سلام نہ کرنا۔ وہ سلام کا مستحق نہیں ہے اور اسے ہاتھ بھی نہ ملانا۔ کیونکہ یہ ایک امانت ہے معاویہ تمہیں صدر مجلس میں بٹھائے گا تم بالکل نہ بیٹھنا۔ یہ ایک دھوکا ہوگا۔ اس سے اکیلے تنہا ایسے مکان میں بھی معاویہ سے بات نہ کرنا۔ جہاں خفیہ دھوکا دہی ہو سکتی ہو۔ جس میں آدمی چھپے ہوئے ہوں۔ اگر عمرو عاص حضرت علی علیہ السلام کے خلیفہ ہونے پر رضامند نہ ہو تو اسے اس بات کا اختیار دینا کہ عراق شام کے جس قریشی کو چاہیں خلیفہ منتخب کریں۔ اگر انہوں نے انتخاب کا حق دے دیا تو عراق جس کو چاہیں گے خلیفہ منتخب کریں گے۔ اگر یہ بات نہ مانے تو پھر شامیوں کو اس بات کا اختیار دینا کہ وہ عراق کے جس قریشی کو چاہیں خلیفہ منتخب کریں۔ اگر وہ یہ منظور کریں تو پھر خلافت کا فیصلہ ہمارے ہاتھ میں ہوگا۔

معاویہ نے عمرو سے کیا کہا

معاویہ نے عمرو عاص سے کہا کہ:۔

"اہل عراق نے حضرت علی علیہ السلام کو ابوموسیٰ کے حکم مقرر کرنے پر مجبور کیا ہے میں اور اہل شام نے آپ کو خوشی سے حکم مقرر کیا ہے۔ میں کسی ترکیب سے اس جنگ کو ختم کرنا چاہتا ہوں۔ اور اہل شام کے لئے تقویت۔ اہل عراق میں نفاق اور اہل یمن کی مدد کرنا چاہتا ہوں۔ تمہارا مدمقابل ایک ایسا شخص ہے جو باتونی اور کم عقل ہے اس کے باوجود وہ صاحب دین اور فضل ہے۔ اس کو باتیں کرنے دینا اور خود خاموش رہنا۔ اپنا مطلب وہ نکال سکتا ہے۔ جس کی عقل زیادہ ہو۔ اگر تمہیں اہل عراق کی دوستی جتائے تو اس پر تم اہل شام کا رعب ڈالنا۔ اگر اہل مصر کا رعب ڈالے تو تم اہل یمن کا رعب ڈالنا۔ اگر علی علیہ السلام کا خوف دلائے۔ تو تم معاویہ کا خوف دلانا۔

اگر کوئی سختی سے پیش آئے تو تم بھی خوب سختی سے پیش آنا۔ عمرو عاص نے معاویہ سے کہا قبل از مرگ واویلا نہ کر۔ جس مقصد کے لیے مجھے بھیج رہے ہو۔ اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرو۔ یہ کام تلوار کی دھار سے زیادہ تیز ہے۔ جنگ میں تم اپنا مقصد حاصل نہیں کر سکے۔ جن خطرات سے دوچار ہوا ان سے بے پرواہ مت ہونا۔ ہم امید رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ تمہارے حق میں بہتری کرے گا۔ تم نے یہ جو ذکر کیا ہے۔ کہ ابو موسیٰ صاحب دین ہے تو اس کے متعلق یہ عرض ہے کہ دین منسوب ہے کسی کا محتاج نہیں اگر ابو موسیٰ حضرت علی علیہ السلام کے حق میں یہ دلیل دے کہ وہ تم سے پہلے اسلام لائے اور ہجرت کی اور لوگوں نے ان کی بیعت پر اجماع کیا ہے تو پھر میں کیا جواب دوں گا

معاویہ نے کہا —— جو مناسب سمجھو وہی جواب دینا۔

عمرو اپنے گھر چلا گیا اور اپنے اصحاب سے کہا کہ: ——

"معاویہ کا مقصد ابو موسیٰ کی توہین تھا۔"

انہوں نے کہا —— "جو مطلب یہ تھا کہ کل تم اسے دھوکہ دو گے۔"

شرجیل نے عمرو سے کہا

"شرجیل نے کہا تم قریشی آدمی ہو۔ معاویہ نے تمہیں معتبر شخص سمجھ کر حکم مقرر کیا ہے۔ اس بارے میں کمزوری نہ دکھلانا۔ اس جھگڑے کا بہتر فیصلہ تمہارے اور تمہارے صاحب کے حق میں مفید ہو گا۔ ہماری توقعات پر پورا اترنا۔"

ابو موسیٰ اور عمرو کا اکٹھا ہونا

ابو موسیٰ اور عمرو دومۃ الجندل میں اکٹھے ہوئے۔ اور دونوں کے قریب جمع ہوئے تاکہ دونوں کی بات چیت سن سکیں۔ جب دونوں اکٹھے ہوئے تو ابو موسیٰ کا عمرو نے استقبال کیا۔ ابو موسیٰ نے عمرو سے ہاتھ ملایا عمرو نے ابو موسیٰ کو سینے سے لگایا اور کہا: ——

"اے میرے بھائی خدا اس جھگڑے کا ستیاناس کرے جس نے ہمارے درمیان پھوٹ ڈال دی ہے۔"

ابو موسیٰ مسند مجلس میں بیٹھا اور عمرو کی طرف چہرہ کر لیا۔ لوگ جمع ہو گئے۔ دونوں کچھ دیر بیٹھ کر چلے گئے۔ چند یوم تک ظاہری اور خفیہ ملاقاتیں ہوتی رہیں اور بات چیت ہوتی رہی۔ اشعث بن قیس جو سب لوگوں سے زیادہ صلح کا حامی تھا اور جنگ سے جان چھڑوانا چاہتا تھا۔ دونوں کے پاس آیا اور کہا: ——

"ہم جنگ نہیں چاہتے۔ کہیں تم ہم پر دوبارہ جنگ مسلط نہ کر دینا۔"

سعید بن قیس

سعید بن قیس جو کہ حضرت علی علیہ السلام کو نصیحت کرنے والا تھا۔ آیا اور حکمین سے کہا کہ:۔ ——— تم نے فیصلہ کرنے میں دیر کر دی ہے تو قوم تم سے مایوس ہو چکی ہے۔ اگر تم نے کسی مفید نتیجہ پر اتفاق کر لیا ہے۔ تو بیان کرو۔ تاکہ ہم سن کر اس پر گواہی دے سکیں۔ اگر کسی بات پہ اتفاق نہیں کیا تو پھر سے ہم جنگ شروع کر دیں۔"

عدی ابن حاتم نے عمرو سے کہا

عدی نے عمرو سے کہا کہ:۔ ———

"غشا کی وجہ سے تم پہ بھروسہ نہیں ہے۔ اور ابو موسیٰ سے کہا کہ:۔ ———

"تم عقل کی کمی کے باعث بے اعتبار ہو۔ ہم تو صرف یہ دیکھنا چاہتے ہیں کہ تم کیا کہتے ہو ورنہ تم دونوں کو کتاب خدا کی ابجد تک کا پتہ نہیں۔"

ابو موسیٰ نے کہا ——— ہماری جان چھوڑیئے۔ ہم گزشتہ را صلات و آئندہ را احتیاط پر عمل کریں گے۔"

عمرو نے ابو موسیٰ سے کہا

عمرو صبح کو ابو موسیٰ کے پاس آیا اور کہا:۔ ———

"آپ کو علم ہے کہ معاویہ کی پوزیشن قریش میں کیا ہے۔ اولاد عبد المناف میں اس کے شرف سے بھی آپ آگاہ ہیں۔ ہندہ نامی عورت کا بیٹا اور ابو سفیان کا فرزند ہے۔ کیا یہ فضیلت کم ہے"

ابو موسیٰ نے کہا ——— قریش میں معاویہ علی علیہ السلام کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ اگر خلافت جاہلیت کی زندگی کی بزرگی کی وجہ سے ملتی (اصل کتاب دیکھو۔ حاشیہ کتاب پر شرح نہج البلاغہ ابن ابی الحدید صفحہ ۹۰ کے حوالے سے تحریر ہے کہ) ابو موسیٰ نے کہا کہ اگر شرف کی بنا پر خلافت حق تو سب لوگوں سے زیادہ ابرہہ بن صباح خلافت کا مستحق تھا۔ معاملہ کی نزاکت سے میں خود اور تم باخبر ہو۔ ابو موسیٰ نے عمرو کو دور کر دیا۔ اگلے روز صبح کو عمرو پھر ابو موسیٰ کے پاس آیا اور کہا:۔ ———

"اگر لوگ تجھے یہ کہیں کہ معاویہ آزاد کردہ غلام ہے۔ اس کا باپ رئیس الاحزاب ہے۔ مہاجرین و انصار نے اس کی بیعت نہیں کی تو یہ ٹھیک ہے اور اگر یہ کہیں کہ حضرت علی نے قاتلان عثمان کو پناہ دی ہے اور اس کے مددگاروں کو جمل کے روز قتل کیا ہے۔ اور صفین کے مقام پر اہل شام سے لڑائی کی ہے تو یہ بھی ٹھیک ہے۔ میں اور تم کو ان لوگوں کی فکر کرنا چاہیئے جو باقی بچ گئے ہیں اگر جنگ دوبارہ شروع ہوئی تو پچھلوں کی طرح یہ بھی ختم ہو جائیں گے۔

کیا یہ بہتر نہ ہوگا کہ دونوں کو خلافت سے الگ کر دیں اور عبداللہ بن عمر کو خلیفہ بنائیں۔ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا صحابی ہے اور موجودہ جنگ میں وہ کسی طرح کا ذمہ دار نہیں ہے۔
مجھے اس بات کا علم ہے کہ وہ کون ہے۔ بزرگی، زہد، پرہیزگاری اور عبادت میں اس کا کیا مقام ہے
ابو موسیٰ نے کہا ——— اللہ تعالیٰ تجھے اس چیز پر جزائے خیر دے۔ کیونکہ ابو موسیٰ عبداللہ بن عمر کے مقابلے میں کسی کو اس کا ہمسر خیال نہیں کرتا تھا۔ اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اپنے باپ سے کافی منزلت حاصل تھی۔ عبداللہ بذات خود بھی صاحب فضیلت تھا۔ اس پر دونوں نے اتفاق کر لیا اور چلے گئے۔ پھر صبح کو عمرو موسیٰ کے پاس آیا اور گواہوں کی ایک جماعت بھی ساتھ تھی عمرو نے موسیٰ سے کہا کہ ———

میں تجھے خدا کی قسم دیکر پوچھتا ہوں کہ خلافت کا مستحق کون ہے۔ کس نے وعدہ وفا کیا اور کس نے غداری کی؟

ابو موسیٰ نے کہا ——— کس نے وفا کی؟
عمرو نے کہا ——— میں تجھے خدا کی قسم دیکر پوچھتا ہوں کہ عثمان کے متعلق تمہاری کیا رائے ہے؟
ابو موسیٰ نے کہا ——— مظلوم مارا گیا
عمرو ——— قاتل کے متعلق کیا حکم ہے؟
ابو موسیٰ ——— کتاب خدا کے مطابق فیصلہ کیا جائے۔
عمرو ——— اس کو کون قتل کرے؟
ابو موسیٰ ——— عثمان کے ورثاء قتل کریں۔ اللہ تعالیٰ اپنی کتاب عزیز میں فرماتا ہے کہ جو شخص مظلوم کو قتل کرے ہم اس کے وارث کو قاتل سے بدلہ لینے کا پورا اختیار دیتا ہے:
عمرو نے کہا کیا تم جانتے ہو کہ معاویہ اس کے ورثاء میں سے ہے۔
ابو موسیٰ نے کہا ——— ہاں!
عمرو نے لوگوں سے کہا ——— اس بات پر گواہ رہنا جو کچھ ابو موسیٰ نے کہا ہے۔ ابو موسیٰ نے عمرو سے کہا کہ جس بات پر تو نے اور میں نے اتفاق کیا ہے۔ اٹھ اور لوگوں سے بیان کر۔ عمرو نے کہا ———

سبحان اللہ! یہ کس طرح ہو سکتا ہے۔ تجھے اللہ تعالیٰ نے ایمان اور ہجرت میں مجھ سے مقدم رکھا ہے۔ تم اہل یمن کا وفد لیکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے لوٹا تحریک کا وفد لیکر یمنیوں کے پاس گئے تھے۔ تمہاری وجہ سے اللہ تعالیٰ نے انہیں ہدایت دی۔ شرع دین اور سنت نبوی سے تم نے انہیں آگاہ کیا۔ ابو بکر اور عمر کے وقت

مال غنیمت تمہارے پاس ہوتا تھا۔ تم اٹھو اور بیان کرو۔ اس کے بعد میں اٹھوں گا اور بیان کروں گا۔"

ابوموسیٰ اٹھا اور اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کے بعد لوگوں سے کہا کہ:

"بہترین آدمی وہ ہے جو بذاتِ خود بہتر ہو۔ میں اپنے دین کو غیر کی اصلاح کی خاطر برباد نہیں کروں گا۔ اس فتنہ نے عرب کو تباہ کر دیا ہے۔ میں نے اور عمرو نے کافی سوچ بچار کے بعد فیصلہ کیا ہے کہ ہم نے حضرت علی علیہ السلام اور معاویہ کو خلافت سے الگ کر دیا ہے اور عبداللہ بن عمر کو خلیفہ مقرر کرتے ہیں۔ کیونکہ اس نے اس جنگ میں کسی قسم کا حصہ نہیں لیا۔"

عمرو نے کھڑے ہو کر لوگوں سے کہا کہ:

"ابوموسیٰ شیخ المسلمین ہیں۔ اہل عراق کے حکم ہیں۔ یہ وہ شخص ہے جو دین کو دنیا کے عوض فروخت نہیں کرتا۔ اس نے حضرت علی علیہ السلام کو خلافت سے الگ کر دیا ہے۔ میں خلافت پر معاویہ کو قائم رکھتا ہوں۔"

ابوموسیٰ نے کہا: خدا تم پر لعنت کرے تم نے یہ کیا کیا تم تو ہانپتے ہوئے کتے کی مانند زبان نکالتے ہو۔ عمرو نے کہا:

"تم اس گدھے کی مانند ہو جس پر کتابیں لاد دی جائیں۔"

لوگوں میں گڑبڑ مچ گئی۔ حاشیہ پر بحوالہ شرح نہج البلاغہ تحریر ہے کہ سعد بن قیس ہمدانی نے کہا کہ:

"اگر تم نے ہدایت پر اتفاق کر لیا ہے تو ہم اس پر پہلے بھی قائم ہیں۔ تمہاری گمراہی پر عمل کرنا ہمارے لئے لازم نہیں ہے۔ اگر تم حق سے اختلاف کر گئے ہو تو اس عمل کی پابندی ہم پر لازم نہیں ہے۔"

لوگوں نے کہا: خدا کی قسم اگر تم نے یہ صداقت سے اختلاف کیا ہے تو تمہاری فیصلہ پر عمل کرنا ہمارے لئے لازم نہیں ہے۔ ہماری آج بھی وہی پوزیشن ہے جو کل تھی اس چیز کے نتیجہ کو ہم خود دیکھیں گے۔ تم دونوں کی بات نہ تو حق کو مٹا سکتی ہے اور نہ ہی باطل کو زندہ کر سکتی ہے۔"

ابوموسیٰ اور عمرو ایک دوسرے کو سخت سست گالیاں دینے لگے۔ عمرو معاویہ کے پاس چلا گیا اور ابوموسیٰ مکہ چلا گیا۔ لوگ حضرت علی علیہ السلام کے پاس آ گئے۔ عدی بن حاتم نے کہا:

"یا امیر المومنین! آپ نے قرآن کو منصف مقرر کر کے لوگوں کو مؤخر رکھا تھا۔ اور انکے نے آپ نے پہنچایا:

آپ نے فرمایا کہ: "میں نے تو پہلے ہی آگاہ کر دیا تھا کہ یہ بات ہو گی

میں نے پوری کوشش کی تھی کہ ابو موسیٰ کے علاوہ کسی اور کو حکم مقرر کرو۔ لیکن تم نے میری بات ماننے سے انکار کر دیا تھا۔ اب جنگ کے سوا کوئی چارہ کار نہیں ہے۔"

آپ منبر پر تشریف لے گئے اور اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کے بعد اپنے فرزند امام حسن علیہ السلام سے فرمایا کہ ابو موسیٰ اور عمرو کے متعلق بیان کرو۔ امام حسن اٹھے اور لوگوں سے فرمایا۔

"تم نے ابو موسیٰ اور عمرو کے بارے میں بار بار اصرار کیا تھا کہ انہی کو حکم مقرر ہونا چاہیے ان دونوں کو اس لئے بھیجا گیا تھا کہ یہ دونوں خواہشات کو چھوڑتے ہوئے قرآن کے مطابق فیصلہ کریں۔ لیکن انہوں نے قرآن کو چھوڑ دیا اور خواہشات کی پیروی کی۔ جو شخص اس قسم کا ہو وہ حکم نہیں بلکہ محکوم ہوتا ہے۔ ابو موسیٰ نے تین غلطیاں کیں۔ پہلی یہ کہ اس نے عبداللہ بن عمر کو خلیفہ مقرر کیا۔ اس طرح اس نے عبداللہ کے باپ عمر کی مخالفت کی ہے۔ یہ عمر ان کا باپ اسے خلافت کا مستحق نہیں سمجھتا تھا۔ وہ اس کو بہتر سمجھتا تھا اور عمر نے اس کو شوریٰ میں بھی شامل نہیں کیا تھا۔ بلکہ حضرت علی علیہ السلام کو شامل کیا تھا۔ وہ جانتے تھے کہ یہ شوریٰ میں شامل ہونے کے قابل نہیں ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ مہاجرین و انصار نے اس کی بات پر اجماع نہیں کیا۔ جو کہ امامت کا انعقاد کرتے ہیں۔ جو لوگوں پر حکم رہتے ہیں اور تیسری بات یہ ہے کہ کسی ایسے شخص کو خلیفہ نہیں بنایا جاتا۔ جس کے بارے میں یہ علم بھی نہ ہو کہ آیا یہ اس بات کو قبول کرے گا یا رد کرے گا۔"

پھر آپ بیٹھ گئے۔ حضرت علی علیہ السلام نے عبداللہ بن عباس سے فرمایا کہ تم بیان کرو۔ عبداللہ نے لوگوں سے کہا:

"کچھ لوگ حق کے طلبگار ہوتے ہیں جو توفیق و رضا سے حق کو پالیتے ہیں پھر لوگوں کی دو اقسام ہوتی ہیں۔ کچھ حق پر راضی ہو جاتے ہیں اور کچھ حق سے انحراف کرتے ہیں۔ ابو موسیٰ ہدایت سے گمراہی کی طرف دراز ہوا۔ اور عمرو گمراہی سے ہدایت کی طرف۔ جب یہ دونوں اس بات کا فیصلہ قرآن کے مطابق کرتے تو کر سکتے تھے۔ لیکن انہوں نے قرآن کے خلاف اپنی مرضی سے فیصلہ کیا۔"

اس کے بعد وہ بیٹھ گئے۔ پھر حضرت علی علیہ السلام نے عبداللہ بن جعفر سے فرمایا کہ تم اٹھو اور بیان کرو۔ انہوں نے لوگوں سے کہا۔

"حضرت علی علیہ السلام تو اس مسلک کی باریکی کو جانتے تھے۔ اور آپ کسی اور کو حکم مقرر کرنا چاہتے تھے اور تم ابو موسیٰ کو لے آئے۔ اور کہا کہ ہم اس کو اپنا حکم بنانا چاہتے ہیں آپ اس کو حکم بنائیں۔ خدا کی قسم ان دونوں نے شام کے لئے کوئی تعمیری کام نہیں کیا۔ اور نہ ہی اہل عراق کے لئے تخریبی۔ انہوں نے نہ ہی حضرت علی علیہ السلام کے حق کو مردہ اور نہ ہی معاویہ کے باطل کو زندہ کیا ہے۔ کم رائے کی وجہ سے حق ختم نہیں ہوتا اور نہ ہی

شیعوں کی طرف سے جو کہا جاتا ہے کہ ہم تو حضرت علی علیہ السلام کا ساتھ آج بھی اسی طرح دیتے ہیں جیسے کہ کل دیا تھا۔ پھر بچھڑ گئے۔

ابن عمر کا خط ابوموسیٰ کے نام

جب ابن عمر کو ابوموسیٰ اشعری کی رائے کا علم ہوا تو اس نے ابوموسیٰ کو خط لکھا کہ:
"تم نے اس بات سے میرا تقرب حاصل کرنا چاہا جس میں تم کو میری مرضی کا علم نہیں تھا تمہارا خیال یہ ہے کہ میں اس امر کی خاطر ہاتھ بڑھا دوں گا جس کے لئے مجھ عمر نے منع کیا تھا۔ کیا تیرا خیال تھا کہ میں حضرت علی سے آگے بڑھوں گا۔ جو مجھ سے بہتر ہیں اگر میں یہ بات قبول کرتا تو یقیناً میں گھاٹے اور نقصان میں رہتا۔ اور ہدایت یافتہ لوگوں میں نہ رہتا۔ تیرے عمل اور فعل سے حضرت علی علیہ السلام اور معاویہ مجھ سے ناراض ہو گئے ہیں۔ اور اس سے بھی زیادہ بری بات تو یہ ہے کہ تو عمرو بن عاص کے دھوکے میں آگئے ہو۔ حالانکہ تم حامل قرآن ہو۔ اللہ تعالیٰ کے نبیؐ کے پاس یمن کا وفد لیکر آنے والے ہو اور صاحب مناقب ابوبکر و عمر ہو۔ عمرو نے تمہیں دھوکہ دینے کے لئے بات کرنے کو کہا۔ تاکہ تم حضرت علی علیہ السلام کو معاویہ سے پہلے خلافت سے الگ کر دو مجھے میری زندگی کی قسم مجھے حضرت علی علیہ السلام کے بارے میں وہ بات جائز نہ تھی جو عمرو کو معاویہ کے حق میں جائز تھی۔ ہمیں حضرت علی علیہ السلام کے خلاف فیصلہ کرنے کا کوئی حق نہیں تھا۔ حاکم تو وہ ہوتا ہے جو اللہ تعالیٰ کا حکم لوگوں میں نافذ کرے۔"

ابوموسیٰ کا خط عبداللہ بن عمر کے نام

عبداللہ بن عمر کے خط کا جواب ابوموسیٰ نے یوں دیا کہ
"میں تجھے خلیفہ اور تمہاری بیعت تقرب کی وجہ سے نہیں کر رہا تھا۔ بلکہ مجھے اس میں اللہ تعالیٰ کی رضا مندی مطلوب تھی۔ میں نے امت کا یہ کام خوشی سے قبول کیا تھا تاکہ قوم کی انتہائی نازک پوزیشن کو درست کر سکوں۔ میرے ہاتھ میں اس فتنہ کو زندہ رکھنا اور ختم کرنا تھا۔ میں نے اس کو ختم کیا۔ میرا مقصد یہ تھا کہ اگر قوم نے میری بات منظور کر لی تو بہتر ہوگا۔ ورنہ پہلے سے بھی زیادہ عظیم امر میں گرفتار ہو جائیں گے۔ یہ جو حضرت علی علیہ السلام اور معاویہ کو تم سے ناراض کیا ہے تو وہ اس سے پہلے بھی تم سے ناراض ہیں۔ تمہارا یہ کہنا کہ مجھے عمرو نے دھوکا دیا۔ خدا کی قسم عمرو کی دھوکا بازی حضرت علیؑ کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتی اور نہ ہی اس سے معاویہ کو فائدہ ہوگا۔ یہ ایک شرط تھی جس پر اتفاق کر لیا میں نے اس کی مخالفت نہ کی۔ جہاں تک خلافت تمہارے

سپرد کرنے کا مسئلہ تھا۔ اگر یہ تجویز مکمل ہو جاتی تو سب سے زیادہ مجھے اس بات سے تکلیف ہوتی :

معاویہ کا خط ابوموسیٰ کے نام

معاویہ نے حکومت سنبھالنے کے بعد ابوموسیٰ کو خط لکھا۔

"اہل عراق کی نفرت کا جواب نفرت سے دو میرے پاس شام آجاؤ۔ میں تمہارے لئے علی علیہ السلام سے بہتر ہوں۔ والسلام :

ابوموسیٰ کا جواب

مجھے علی علیہ السلام سے کوئی طمع حاصل نہیں کرنا تھا۔ جیسا کہ عمرو کی تم سے غرض وابستہ تھی۔ میں نے جو کچھ کیا اس سے اللہ تعالیٰ کی رضامندی مطلوب تھی۔ اور عمرو نے جو کام کیا وہ تم سے مال و منال کے حصول کے لئے تھا۔ عمرو اور میرے درمیان بھی رضامندی سے چند شرائط طے پائے تھے۔ جب عمرو شرائط سے منحرف ہو گیا تو میں بھی منحرف ہو گیا ہوں۔ اگر حکمین کوئی فیصلہ صادر کریں تو محکوم علیہ کو بھی چوں و چرا کا کوئی حق نہیں۔ یہ بکری اور اونٹ کے حق میں ہے لیکن اس امت کا معاملہ مختلف ہے۔ ان پر زبردستی کوئی فیصلہ مسلط نہیں کیا جا سکتا۔ کسی عاجز کی عاجزی مکاری کی مکاری اور بدکار فاجر کی کوئی چال ان پر مسلط نہیں کی جا سکتی۔ تم نے مجھے شام آنے کی دعوت دی ہے تو شام کہاں اور ابوالانبیاء ابراہیم کے فرزند کی قبر کہاں۔ لہٰذا میں مکہ کو نہیں چھوڑ سکتا :

حضرت علی علیہ السلام کا خط ابوموسیٰ کے نام

حضرت علی علیہ السلام کو جب ابوموسیٰ کا خط ملا تو آپ کو ابوموسیٰ کی حالت پر رحم آیا اور چاہا کہ خط کو سینہ سے لگائیں۔ جواب میں لکھا۔

"تم ایسے آدمی ہو جس کو خواہش نے گمراہ کر دیا۔ تکبر نے تیرا بیڑا غرق کیا۔ اللہ تعالیٰ سے معافی طلب کرو تاکہ وہ تیری لغزش کو معاف کر دے۔ جو اللہ تعالیٰ سے معافی مانگتا ہے وہ اُسے معاف کر دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ بخش دے گا ناراض نہیں ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کو اپنے پرہیزگار بندے زیادہ پسند ہیں :

جب ابوموسیٰ کو آپ کا خط ملا تو چاہا کہ آپ کی خدمت میں آجائے۔ مگر ساتھیوں سے کہا کہ مجھے شرم آتی ہے کہ کس منہ سے علی علیہ السلام کے پاس جاؤں۔ جس میں ذرا برابر بھی حیا ہوگا وہ ایسی جرأت نہیں کرے گا۔ ابوموسیٰ کا جواب جس کا خلاصہ یہ ہے کہ میں اب مکہ میں رہوں گا۔ اب میرا کوئی یار و مددگار نہیں ہے۔

خوارج کا بیان

حکمین کے فیصلے کے بعد خوارج عبداللہ بن وہب راسبی کے گھر جمع ہوئے۔ عبداللہ نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کے بعد لوگوں سے کہا کہ جو قوم اللہ تعالیٰ پر ایمان لائی اور قرآن کو مانتی ہے۔ وہ امر بالمعروف نہی عن المنکر اور حق بات کو چھوڑ کر اگرچہ کتنی ہی کڑوی اور نقصان دہ ہو۔ دنیا کو حاصل کرے دنیا میں تو انسان تکلیف برداشت کرتا ہے۔ قیامت کے روز ثواب حاصل کرے گا۔ جو اللہ تعالیٰ کی رضامندی اور بہشت میں ہمیشہ رہتا ہے۔ میرے ساتھ اس بستی سے نکل چلو جس کے رہنے والے ظالم ہیں۔ بعض اور شہروں کی طرف بدعت اور ناجائز احکام کا ماننے سے انکار کر دو۔

حرقوص بن زہیر نے کہا ——— دنیا کی زندگی بہت کم ہے جلد چھوڑ کر جانا ہوگا۔ دنیا کی خوب صورت اور جاذبیت پر فریفتہ نہ ہو جاؤ۔ کہیں تجھے حق سے روگردان کر دے۔ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کے ساتھ ہے جو متقی ہیں۔ وہ لوگ نیک کام کرتے ہیں اے لوگو! میں آپ کی رائے سے متفق ہوں۔ حق بات وہی ہے جس کا تم نے ذکر کیا ہے۔ اپنا سردار منتخب کرو۔ اس کی انتہائی ضرورت ہے۔ ہمارے کا ہونا ضروری ہے۔ جھنڈے کی ضرورت ہے۔ جس کے گرد جمع ہو سکو اور جس کی طرف لوٹ سکو۔ پھر زید بن حصین طائی کے مکان میں جمع ہوئے اور کہنے لگے۔ اللہ تعالیٰ نے ہم سے عہد اور میثاق لئے ہیں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر اور حق بات کہنے کے لئے اور راستے کو سیدھا کرنے کے لئے جہاد کا حکم دیا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی علیہ السلام سے فرمایا ہے کہ

یا داؤد انا جعلناک خلیفۃ فی الارض

یا داؤد ہم نے تمہیں زمین پر خلیفہ مقرر کیا ہے۔ لوگوں میں حق فیصلہ کرو۔ خواہش کی پیروی نہ کرو۔ یہ تمہیں راہ خدا سے گمراہ کرے گی۔ جو لوگ اللہ تعالیٰ کی راہ سے بھٹک گئے ان کے لئے سخت عذاب ہوگا۔ دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ جن نے اللہ تعالیٰ کی نازل شدہ چیز کے مطابق فیصلہ نہ کیا وہ کافر ہیں۔ ان لوگوں کی حالت دیکھو جنہوں نے ہمیں دعوت دی ہے۔ انہوں نے خواہش کی پیروی کی ہے۔ حکم قرآن کو پس پشت ڈال دیا ہے۔ حکم اور عمل میں ظلم کیا ہے۔ ان سے جہاد کرنا مومنین پر فرض ہے میں اس ذات کی قسم کھاتا ہوں کہ جس کے سامنے چہرے جھک جاتے ہیں اور آنکھیں خیرہ ہو جاتی ہیں۔ اگر میرا کسی نے ساتھ نہ دیا تو میں منکر بدلنے والے اور ظالموں سے اکیلا جنگ کروں گا۔ حتی کہ مر کر اللہ تعالیٰ سے ملاقات کروں گا۔

میرے ساتھ ہو۔ ان لوگوں کی پناہوں اور شہروں کو [illegible] سے خالی کر دو تاکہ

اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہو۔ آپ کو اطاعت گزاروں کا ثواب ملے گا۔ اگر تم قتل کر دیئے گئے
تو اللہ تعالیٰ کی رضامندی اور جنت سے بڑی اور کیا چیز ہو سکتی ہے۔ آپ لوگوں کو علم
ہونا چاہیئے کہ ان لوگوں نے لڑائی کی ابتدا کر دی ہے۔ میرے ساتھ آ ملو اور اکٹھے ہو کر
ان کے خلاف جنگ کی تیاری کریں۔ تم نے اللہ تعالیٰ کی نعمت کو پا لیا ہے۔ تم اہل حق ہو
لوگوں کے درمیان جب تم حق بات کہتے ہو۔ سچی بات کی نصرت پر کمربستہ ہو گئے ہو۔
میرے ساتھ مدائن چلو۔ وہاں کے رہنے والوں کو نکال کر خود سکونت اختیار کریں۔ بصرہ
میں رہنے والے اپنے بھائیوں کو بلائیں تاکہ وہ ہمارے پاس آ جائیں۔

زید بن حصین طائی نے کہا۔ ——— مدائن کے لوگ تمہیں وہاں نہیں گھسنے
دیں گے بہتر تجویز یہ ہے کہ بادرایا اہل بصرہ کو بلاؤ۔ انہیں اپنے خروج سے آگاہ
کر دو۔ مدائن کی راہ لو۔ نہروان کے پل پر اتر جاؤ۔ سب نے سن کر کہا کہ یہ تجویز قوی ہے۔ انہوں
نے اہل بصرہ کو خط لکھا۔ ———

"اہل دعوت نے خدا کے حکم میں لوگوں کو حکم بنایا۔ ظالمین کے حکم کو
مان لیا۔ ہم کو ان کے فیصلہ کی مخالفت کرنی ہے۔ اس کو پس پشت ڈال دیا ہے اس
سے ہمیں اللہ تعالیٰ کا وسیلہ مطلوب ہے۔ نہروان کے پل پر ٹھہر جائیں گے۔ تمہاری اطلاع
کا سخت منتظر ہوں گا۔ تاکہ تم بھی اپنے حصہ کا اجر لے سکو۔ والسلام

جواب

"آپ کا خط ملا۔ ہم آپ کے پیام کو سمجھ گئے ہیں اور آپ سے اتفاق کرتے ہیں
اللہ تعالیٰ آپ کو اپنی اطاعت کی توفیق دے۔ اپنے حکم میں اخلاص اور تمہیں اتفاق بخشے
ہم نے تمہارے پاس جلدی آنے کا فیصلہ کر لیا ہے"

انہوں نے اپنے خروج کی ابتداء حرقوص بن زہیر کے گھر جمعرات کی رات اکٹھے ہو کر کی۔ انہوں نے
کہا کب خروج کریں گے۔ کہا کہ اسی ماہ جمعہ کی رات کو۔ حرقوص نے کہا کہ جمعہ کی رات قیام کرو۔ اللہ کی عبادت
کرو۔ اس میں وصیتیں کرو۔ پھر ہفتہ کو ایک ایک کر کے نکلو۔ تاکہ کسی کو علم نہ ہو سکے۔

حضرت علی علیہ السلام کا خطبہ

تمام خارجی اکٹھے ہو کر نہروان پہنچ گئے۔ آپ نے کوفہ کے منبر پر اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء
کے بعد فرمایا۔ ———

"نصیحت کرنے والے عالم کی نافرمانی حسرت اور ندامت لاتی ہے۔ حالانکہ میں نے
تمہیں ان دو آدمیوں کے بارے میں حکم دیا تھا اور اس حکومت کے بارے میں اپنا خالص

اٹھایا تھا۔ تم نے میری بات کا انکار کر دیا تھا۔ اور اپنی من مانی کی تھی جنہوں نے اس چیز کو زندہ کیا جسے قرآن نے مردہ کر دیا تھا۔ لہذا اس چیز کو مردہ کیا جس کو قرآن نے زندہ کیا تھا ہر ایک نے بغیر دلیل اور سنت ظاہرہ کے اپنی خواہشات کی پیروی کی اپنے حکم اور فیصلہ میں اختلاف کیا، دونوں باتوں میں اللہ تعالیٰ نے ان کی رہنمائی کی۔ اللہ تعالیٰ اس کا رسول اور نیک مومن ان کی دونوں باتوں سے بری ہیں۔ جہاد کے لئے تیار ہو جاؤ اور چلنے کے لئے کمر باندھو۔ سوموار کے دن لشکر لے کر نخیلہ کے مقام پر پہنچ جاؤ۔ ہم نے کہا تھا کہ حکم کو حکم بنایا تھا اگر وہ دونوں کتاب خدا کے مطابق فیصلہ کرتے۔ لیکن تم جانتے ہو کہ انہوں نے کتاب خدا اور سنت رسول کے خلاف حکم دیا ہے۔ خدا کی قسم میں ان سے ضرور جنگ کروں گا۔ اگر چہ مجھے اکیلا ہی کیوں نہ لڑنا پڑے۔ میں خود جہاد کروں گا۔ لوگوں نے عطیات دیئے اور آپ نے جہاد کا ارادہ کیا۔

حضرت علی علیہ السلام کا خط خوارج کی طرف

جب حضرت علی علیہ السلام اور لوگوں میں اتفاق ہو گیا کہ معاویہ کے پاس جنگ کے لئے جانا چاہیے جو صفین میں مقیم تھا۔ معاویہ لشکر تیار کر کے صفین میں گیا۔ جب حضرت علی علیہ السلام کا لشکر تیار ہو چکا تو کسی نے آپ سے کہا یا امیر المومنین ہم میں سے ایک گروہ نافرمان ہو کر نکل گیا ہے۔ آپ نے ان کی طرف خط لکھا۔

"اما بعد! یہ دونوں آدمی ابو موسیٰ اشعری اور عمرو بن عاص فیصلہ کرنے والے حکم تھے۔ جن کو تم نے منتخب کیا تھا۔ دونوں نے کتاب خدا کی مخالفت اور اپنی خواہشات کی پیروی کی ہے سنت رسول پر عمل نہ کیا۔ قرآن کے حکم کو نافذ نہ کیا۔ ان دونوں سے اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول اور صالح مومنین بری ہیں۔ جب میرا خط تمہیں ملے تو میرے پاس آ جاؤ۔ ہم اپنے اور تمہارے مشترک دشمن کے پاس جا رہے ہیں اور ہم پہلے امر پر قائم ہیں۔ والسلام

انہوں نے جواب میں لکھا کہ

"اما بعد! آپ اللہ کے لئے نہیں بلکہ اپنی ذات کے لئے ناراض ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ خیانت کرنے والوں کی چال کو کامیاب نہیں ہونے دیتا۔

آپ نے جب ان کے خط کو ملاحظہ فرمایا تو سخت مایوس ہوئے اور یہ مناسب خیال کیا کہ انہیں چھوڑ دیں اور لوگوں کو لے کر معاویہ کے پاس جائیں اور شامیوں کو بیخ و بن سے اکھاڑ دیں۔ آپ نے خطبہ دیا۔ حمد و ثنا کے بعد فرمایا:

"جس نے جہاد کو چھوڑ دیا اور اللہ تعالیٰ کے حکم میں سستی کی وہ ہلاکت کے کنارے کھڑا ہوا ہے۔ مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ اسے اپنی رحمت سے بچا لے۔ اللہ کے بندو! اللہ سے

ڈرو، مکر خدا سے ڈرو جو اللہ کے نور کو بجھانا چاہتا ہے۔ خطاکاروں سے لڑو جو اولیاء اللہ کے قاتل ہیں۔ اور اللہ کے دین میں تحریف کرنے والے ہیں۔ جو کہ یہ خدا کے تارک ہیں ہیں نہ فقہاء دین اور نہ علماء تفسیر ہیں۔ دین کے لحاظ سے خلافت کے اہل نہیں اور نہ ہی انہیں سبقت سے اسلام حاصل ہے۔ خدا کی قسم اگر وہ تمہارے حاکم بن گئے تو وہ تم میں قیصر و کسریٰ کا عمل کریں گے۔ چلو جہاد کے لئے تیار ہو جاؤ۔ میں نے تمہارے بھائی اہل بصرہ کو خط بھیجا ہے تاکہ وہ تم سے پہلے جمع ہو جائیں۔ جب وہ آجائیں گے اور تم اکٹھے ہو جاؤ گے تو انشاء اللہ ہم دشمن کی طرف کوچ کریں گے۔"

حضرت علی علیہ السلام کا ابن عباس کی طرف خط

آپ نے ابن عباس اور اہل بصرہ کی طرف خط لکھا۔

"اما بعد ہم شامی دشمن سے جنگ کرنے کے لیے روانہ ہو رہے ہیں۔ تم اپنی طرف سے کچھ آدمی میرے پاس بھیج دو اور خود میرے آنے کا انتظار کرو۔ والسلام"

ابن عباس نے اہل بصرہ سے کہا

جب آپ کا خط ابن عباس کو پہنچا تو آپ نے بصریوں کو سنایا اور انہیں حکم دیا کہ وہ احنف بن قیس کے ساتھ روانہ ہو جائیں۔ احنف کے ساتھ پندرہ سو آدمی روانہ ہوئے۔ ابن عباس نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کے بعد کہا:

"اے اہل بصرہ میرے پاس امیرالمومنین علی علیہ السلام کا خط پہنچا ہے انہوں نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تمہیں ان کے پاس بھیجوں۔ میں تمہیں حکم دیتا ہوں کہ تم احنف بن قیس کے ساتھ ان کے ساتھ جاؤ۔ تم میں سے صرف پندرہ سو آدمی جا رہے ہیں۔ حالانکہ تمہاری تعداد رجسٹر حاضری میں ساٹھ ہزار ہے۔ تمہارے بیٹوں اور غلاموں کو چھوڑ کر تم جہاد کے لئے کیوں نہیں جا سکتے۔ کسی کو اپنی ذات پر اختیار نہیں ہے۔ میں تمہیں تنبیہ کرتا ہوں کہ جو حضرت کی خدمت میں نہیں جائے گا۔ وہ اپنے امام کا نافرمان ہوگا۔ خبردار اور وہ ملزم ہوگا۔ میں ابو اسود کو حکم دیتا ہوں کہ وہ تمہیں اس بات پر آمادہ کرے۔ وہ آدمی ملامت کے قابل ہے جو نفس کی پیروی کرے۔"

حضرت علی علیہ السلام نے اہل کوفہ سے کیا فرمایا

جب ابو اسود نے اہل بصرہ کو جمع کیا تو سترہ سو آدمی اور جمع ہوئے۔ پھر وہ احنف بن قیس نخیلہ میں حضرت علی علیہ السلام سے ملے۔ جب آپ نے دیکھا کہ اہل بصرہ میں سے تین ہزار دو سو آدمی

جمع ہو کر آپ کی خدمت میں آ گئے ہیں۔ جن میں علاوہ زہاد اور قراء کے لشکر اور قبائلیوں کے سردار ہیں تو آپ نے خدا تعالیٰ کی حمد و ثنا کے بعد فرمایا:

"اے اہل کوفہ تم میرے بھائی اور مددگار ہو اور حق پر میری مدد کرنے کے لئے میرے قوت بازو ہو۔ جن سے جہاد کرنا چاہتا ہوں۔ ان سے لڑنے کے لئے میرا ساتھ دو میں چاہتا ہوں کہ تمہارے ذریعے مارقین کو اور اطاعت کرنے والوں کو تمہارے ذریعے مکمل اطاعت میں داخل کروں گا۔ میں نے اہل بصرہ کو جہاد کی دعوت دی تھی۔ ان میں سے تین ہزار دو سو آدمی میرے پاس آ گئے ہیں۔ تم خلوص دل سے میری مدد کرو۔ میں اس طرح کا حکم تمہیں دیتا ہوں کہ تم میں سے ہر قوم کا سردار اپنے رشتہ داروں کو جہاد کا حکم دے۔ اور میرے پاس لکھ بھیجے۔ ان کے غلام، موالی اور اولاد جہاد میں شریک ہوں۔ یہ بات میرے پاس لکھ کر دے۔ انشاءاللہ میں اس بارے میں غور کروں گا۔"

سعد بن قیس ہمدانی نے آپ کی خدمت میں عرض کیا کہ یا امیرالمومنینؑ ہمیں آپ کا حکم ہر طرح منظور ہے میں پہلا شخص ہوں جس نے آپ کی دعوت کو قبول کیا۔ پھر عدی بن حاتم، حجر بن عدی اور دیگر قبائل کے اشراف نے اسی قسم کی گفتگو کی اور خطوط لکھ کر آپ کے حوالے کئے۔ یہ چالیس ہزار خطوط تھے جو آپ کی خدمت میں پیش ہوئے۔ جن کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔ سترہ ہزار آزاد مرد، آٹھ ہزار غلام اور موالی ان دنوں لشکر میں ستاون ہزار عرب بستے تھے۔ ان کے غلام اور موالی تعداد میں آٹھ ہزار تھے۔ اہل بصرہ کے تین ہزار دو سو آدمی تھے۔ آپ نے انہیں خطبہ دیا اور فرمایا:

"تمہاری بات مجھے معلوم ہوئی ہے کہ امیرالمومنین ہمیں لے کر اس خارجی گروہ سے لڑنے جا رہے ہیں جس نے ہم پر خروج کیا ہے۔ لیکن مناسب یہی ہے کہ اس خارجی گروہ سے جنگ نہ کی جائے۔ بلکہ اس قوم سے جنگ کرو جو زمین پر جابر و ظالم ہیں مومنین ان کو خدا سمجھتے ہیں اور انہوں نے اللہ کے بندوں کو غلام بنا رکھا ہے۔ خوارج کو چھوڑ دو:"

جب کچھ لوگوں نے یہ بات کہی تو چاروں طرف سے لوگ پکار اٹھے:

"یا امیرالمومنینؑ! جہاں آپ جانا پسند فرمائیں۔ ہم آپ کے ساتھ ہیں۔ ہم آپ کے پیرو اور مددگار ہیں۔ آپ کے دشمن کو دشمن سمجھتے ہیں۔ جو آپ کی طرف آ جائے اسے آپ کا شیعہ سمجھتے ہیں۔ کوئی بھی آپ کا دشمن ہو ہمیں لے کر اس کے پاس چلیں۔ آپ کو ہرگز قلت اور کمزوری کا سامنا نہیں ہوگا۔ آپ کے تمام شیعوں کے دل آپ کی نصرت اور کامیابی کے لئے ایک شخص کے دل کی مانند دھڑکتے ہیں لہذا آپ کے دشمن سے جہاد کرنے کے لئے چلیں۔"

یا امیرالمومنینؑ! آپ کی نصرت کی خاطر ہم، جس گروہ سے آپ لڑنا چاہتے ہیں

جو آپ کے شیعہ ہیں اور آپ کی اطاعت کو باعث سعادت کہتے ہیں۔ آپ کے شیعوں کے لئے خدا
صلہ ثواب ہے کیونکہ وہ آپ کی مدد کرنے پر اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہیں۔ جو آپ کا ساتھ چھوڑے گا وہ
قیامت کے روز سخت عذاب میں ہوگا۔

انہوں نے آپ کی بیعت تسلیم و رضا سے کی۔ آپ نے ان پر کتاب خدا اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پابندی کی شرط عائد کی۔

حضرت علی علیہ السلام نے خثعمی سے فرمایا

حاشیہ پر لکھا ہے کہ خثعمی سے مراد ربیعہ بن ابی شداد خثعمی ہے۔ یہ حضرت کے ساتھ جنگ جمل اور صفین میں شریک ہوا تھا۔ یہ شخص آپ کے پاس آیا۔ آپ نے اس سے فرمایا: ——

"کتاب خدا اور سنت نبیؐ کے مطابق بیعت کرو۔"

اس نے کہا —— نہیں بلکہ میں تو کتاب خدا، سنت نبیؐ اور سنت ابوبکر اور عمر کے مطابق بیعت کروں گا۔

آپ نے فرمایا —— سنت ابوبکر و عمر کتاب خدا اور سنت نبویؐ میں داخل نہیں ہے۔ وہ تو صرف حق پر عمل کرتے تھے۔

خثعمی نے اس بات سے انکار کر دیا اور کہا کہ میں تو سنت ابوبکر و عمر کے مطابق ہی بیعت کروں گا۔

آپ نے فرمایا کہ —— میں تم سے بیعت کتاب خدا اور سنت نبویؐ کے مطابق لوں گا۔ جب اس نے زیادہ اصرار کیا تو آپ نے فرمایا بیعت کرو۔ تو اس نے کہا کہ میں تو انہی دو حضرات کے مطابق بیعت کروں گا۔ آپ نے فرمایا: ——

"خدا کی قسم میں تم کو دیکھ رہا ہوں کہ تم اس فتنے میں شامل ہو گئے ہو جیسے گھوڑے کے سموں نے تیرے چہرے کو روند دیا ہے۔"

وہ شخص چلا گیا اور خارجیوں سے مل گیا۔ نہروان کی جنگ میں قتل ہوا۔ قبیصہ نے کہا:

"میں نے نہروان کی لڑائی میں اس کو اس حالت میں قتل ہوتے دیکھا کہ گھوڑے نے اس کے چہرے کو کچل دیا تھا۔ اس کا سر ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا تھا۔ اور چہرہ بگڑ گیا تھا۔ اس کو دیکھ کر مجھے حضرت علی علیہ السلام کا فرمان یاد آیا اور دل میں کہا اللہ تعالیٰ ابوالحسن علیہ السلام کا بھلا فرمائے۔ وہ جو بات منہ سے نکالتے ہیں پوری ہو جاتی ہے۔"

حضرت علی علیہ السلام کا صفین جانے کیلئے اجتماع

آپ اور لوگ صفین جانے کے لئے جمع ہوئے۔ معاویہ لشکر لے کر صفین پہنچ گیا۔

علی علیہ السلام لوگوں کو ساتھ لے کر چل پڑے اور دیوانی مومنین میں قیام پذیر ہو گئے۔ جو کوفہ سے کئی میل کے فاصلے پر واقع ہے۔ پھر انبار کی طرف سفر شروع کیا۔ خارجی جنہوں نے آپ کے خلاف خروج کیا تھا۔ وہ جا رہے تھے تو ان کی ملاقات ایک ایسے آدمی سے ہوئی جو اپنی عورت کو ایک گدھے پر بٹھا کر لے جا رہا تھا۔ انہوں نے جب ملاقات ہو گئی تو اس شخص سے ملاقات ہوئی۔

خارجی ——— تم کون ہو؟

شخص ——— میں مومن ہوں۔

خارج ——— علی علیہ السلام کے بارے میں کیا عقیدہ ہے؟

مومن ——— آپ امیر المومنین اور اول المسلمین ہیں۔ اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ ایمان لانے والے تھے۔

خوارج ——— تمہارا نام کیا ہے؟

مومن ——— میرا نام عبداللہ بن خباب بن ارت صاحب رسول اللہ ہے۔

خوارج ——— ہم نے تمہیں ڈرا دیا؟

مومن ——— ہاں

خوارج ——— ڈرنے کی کوئی بات نہیں ہے آپ ضرور ہے کہ اپنے باپ کے حوالے سے ہمیں رسول اللہ کی ایک حدیث سنائیے۔ ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے ہمیں کوئی فائدہ دے۔

مومن ——— اچھا میرے باپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حوالے سے یہ حدیث بیان کی تھی کہ آنحضرت نے فرمایا تھا۔

"عنقریب میرے بعد ایک ایسا فتنہ برپا ہوگا۔ جس میں آدمی کا دل اس کے بدن کی موت کی طرح مر جائے گا۔ شام کو مومن ہوگا۔ صبح کو کافر۔"

خوارج ——— یہی حدیث ہم نے پوچھی تھی۔ خدا کی قسم ہم تم کو اس طرح قتل کریں گے کہ ایسا کسی کو قتل نہیں کیا گیا ہوگا۔

انہوں نے اس کو پکڑ لیا اور اس کی مشکیں باندھ لیں۔ اور اس کی حاملہ عورت کو پکڑ کر ایک کھجور کے نیچے ڈیرہ ڈال دیا۔ ایک شخص نے ایک کھجور اٹھا کر اپنے منہ میں ڈال دی۔ ایک خارجی نے کہا ———

بغیر اجازت اور بغیر قیمت لئے کھا گیا؟

یہ سن کر اس نے کھجور باہر نکال دی۔ ایک نے تلوار سے ایک اہل ذمہ کے خنزیر کو مار دیا۔ ان میں سے ایک شخص نے کہا ——— یہ تو زمین میں فساد کا باعث ہے۔ وہ شخص اس کے مالک سے ملا اور اس کو خنزیر پر راضی کر لیا۔

جب عبداللہ بن خباب نے معاملہ دیکھا تو کہا کہ: ———

"جو کچھ میں دیکھ رہا ہوں۔ اگر تم اس میں سچے ہو تو مجھے تم سے کوئی خطرہ نہیں ہے۔ خدا کی قسم میں نے اسلام میں کوئی نئی بات ایجاد نہیں کی۔ میں مومن تھا۔ تم نے مجھے امان دی ہے اور تمہیں اپنے اس کیے پر اس کا لحاظ کرنا چاہیئے۔"

وہ انہیں اور ان کی عورت کو لے گئے اور اس شخص کو خنزیر کی لاش پر لٹا کر چھری سے ذبح کر دیا۔ اس کا خون پانی میں بہہ گیا تھا۔ پھر اس کی عورت کو ذبح کرنے لگے۔ وہ کہنے لگی: ———

"میں تو عورت ہوں۔ تم اللہ سے کیوں نہیں ڈرتے؟"

انہوں نے اس عورت کا پیٹ چاک کر دیا۔ انہوں نے تین عورتیں ذبح کر دیں جن میں ام سنان بھی تھیں جو رسول اللہ کی صحابیہ تھیں۔ جب حضرت علی علیہ السلام کو اس بات کا علم ہوا تو آپ نے حارث بن مرہ کو عبداللہ بن خباب اور عورتوں کے حالات کی تحقیق کے لئے روانہ کیا۔ تاکہ وہ آپ کی خدمت میں صحیح حالات تحریر کرے۔ جب حالات معلوم کرنے کے لئے حارث ان کے پاس پہنچا تو انہوں نے اسے بھی قتل کر دیا۔

لوگوں نے عرض کیا ——— "یا امیر المومنین! آپ اس قوم کو کیوں پیچھے چھوڑتے ہیں؟ یہ تو ہمارے اہل و عیال اور اموال میں رہ جائیں گے۔ پہلے چلئے ان کا خاتمہ کریں۔ ان سے فارغ ہونے کے بعد اپنے شامی دشمن سے جہاد کے لئے چلیں گے۔"

حضرت علی کا خوارج کے پاس جانا اور انہیں نصیحت کرنا

حضرت علی علیہ السلام مسلسل آگے روانہ ہو کر مقام نہروان پہنچے۔ آپ نے ایک آدمی کے ذریعے خارجیوں کے پاس پیغام بھیجا کہ ———

"ہمارے ساتھیوں کے قاتلین کو ہمارے سپرد کر دو۔ ہم انہیں قتل کر دیں گے اور پھر چلے جائیں گے۔ ہمارا تم سے کوئی واسطہ نہیں ہوگا۔"

اسی دوران خارجیوں نے ایک آدمی بھیجا اور کہا: ———

"ہم تمام نے انہیں قتل کیا ہے اور ہم تمہارا اور ان کا خون بہانا جائز سمجھتے ہیں۔"

اس کے بعد حضرت علی علیہ السلام ان کے پاس [illegible] ———

[illegible]

[illegible] قرآن [illegible]

میں ان کو بچپن اور جوانی سے جانتا ہوں۔ یہ بچپن اور جوانی میں کیسے تھے۔ یہ مکار اور غدار ہیں۔ تم نے مجھے چھوڑ دیا۔ میری بات سننے کی پرواہ نہ کی۔ تم نے مجھے چھوڑ دیا اور احتیاط کی پرواہ نہ کی۔ میری نافرمانی کی اور مجھے تحکیم کے ماننے پر مجبور کیا۔ میں نے ان کو شرائط کے ساتھ تمہارے کہنے کے مطابق مان لیا۔ اور میں نے حکمین پر یہ شرط عائد کر دی کہ وہ دونوں اس چیز کو زندہ کریں گے جس کو قرآن نے زندہ کیا اور اس چیز کو ماریں گے جس کو قرآن نے مارا۔ انہوں نے شرائط کی خلاف ورزی کی۔ خدا کی کتاب اور سنت رسول کی مخالفت اور خواہشات کی پیروی کی۔ ہم ان کی تجویز کو ٹھکراتے ہیں۔ ہم اپنے پہلے موقف پر قائم ہیں تمہاری کیا حجت ہے تم کہاں سے آ گئے ہو؟

انہوں نے کہا کہ —— جب ہم نے دو آدمیوں کو حکم بنایا تو غلطی کی اور کافر ہو گئے ہم نے اس بات سے توبہ کر لی ہے۔ آپ بھی توبہ کریں کہ آپ کافر ہو گئے ہیں۔ اگر آپ نے یہ اقرار کر لیا کہ میں نے کفر کیا اور اسی طرح توبہ کریں جس طرح ہم نے کی تو پھر ہم آپ کا ساتھ دیں گے۔ ورنہ آپ سے الگ ہو جائیں گے۔ اگر آپ نے اس بات سے انکار کیا۔ تو ہم آپ کو ختم کر دیں گے۔

آپ نے فرمایا —— کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ایمان لانے ہجرت کرنے اور رسول اللہ کے ساتھ جہاد کرنے کے بعد اس بات کا اقرار کر دوں اور اپنے نفس کے لئے کفر کی گواہی دوں کہ میں گمراہ ہو گیا ہوں اور میں ہدایت یافتہ نہیں ہوں۔ تمہاری عقلوں پر افسوس ہے۔ اس کے بعد تم نے ہم سے روٹھ جانا ضروری سمجھا اور ہماری جماعت سے نکل گئے۔ دو آدمیوں کو ہم نے منصف بنایا تھا اور ان سے کہا تھا کہ مفاد عامہ کے مطابق حق فیصلہ کرنا اور ایک آدمی کو معزول کیا جائے اور دوسرے کو برقرار رکھا جائے۔ کیا یہ تمہارے لئے جائز ہے۔ تلواروں کو کندھوں پر اٹھا رکھو اور لوگوں کی گردنیں اڑاؤ اور ان کا خون بہاؤ۔ یہ تو کھلا ہوا گھاٹا ہے۔ جنگ کے لئے تیار ہو جاؤ اور جنت کی طرف کوچ کرو۔

خوارج کو قتل کرنا

حضرت علی علیہ السلام واپس تشریف لائے اور اصحاب کو جنگ کے لئے تیار کیا۔ لشکر کے دائیں حصے پر حجر بن عدی اور بائیں حصے پر شبث بن ربعی، گھوڑ سواروں پر ابو ایوب انصاری، پیادہ پر ابو قتادہ اور اہل مدینہ جن کی تعداد سات سو تھی ان پر قیس بن سعد بن عبادہ کو مقرر کیا۔ تب لشکر کی کمان آپ نے خود سنبھالی۔ [illegible] ابو ایوب انصاری [illegible] —— [illegible]

[illegible]

گمان میں ہوگا۔ ہمیں تمہارا خون بہانے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

راوی کا بیان ہے کہ ——— گھوڑوں والی فوج آگے بڑھی۔ دونوں نے گھوڑوں کی دو صفیں بنالیں۔ تیر اندازوں نے صفوں کے پیچھے صف بنالی۔ حضرت نے اپنے اصحاب سے کہا کہ

"ان سے اس وقت تک جنگ نہ کرو۔ جب تک یہ ابتدا نہ کریں۔"

خوارج جب قریب آئے تو انہوں نے باآوازِ بلند کہا ———

"اللہ کے سوا کوئی حکم نہیں ہے۔"

کتاب کے حاشیہ پر تحریر ہے کہ جب آپ نے ان کی آواز سنی تو فرمایا کہ ———

"اللہ کے سوا کوئی حکم نہیں ہے۔ یہ کلمہ تو انصاف والا ہے۔ لیکن اس سے مراد ان کا ظلم کرنا ہے۔ یہ حضرت کے لئے کہتے ہیں کہ حکومت کس کی ہوگی یا ٹھیک۔"

خارجیوں نے آواز دے کر دوسروں سے کہا ———

"جنت کی طرف چلو۔"

حضرت علی علیہ السلام کے اصحاب نے ایک کری کی مانند بھرپور حملہ کر دیا۔ گھوڑوں والا لشکر پیدل لشکر کے آگے تھا۔ تیر اندازوں نے سواروں کے چہروں پر تیروں کی بارش کر دی اور انہیں ٹھنڈا کر دیا۔ ثعلبہ کا بیان ہے کہ ———

"میں نے خوارج کو دیکھا کہ جب نیزے اور تیر ان کا استقبال کر رہے تھے۔ گویا کہ وہ بکری کی مانند تھی جس نے اپنے سینگوں سے بارش سے پناہ لی پھر حضرت کے گھڑ سواروں نے دائیں بائیں سے انہیں گھیر لیا۔ آپ نے قلب لشکر میں تلواروں اور نیزوں سے حملہ کر دیا حتیٰ کہ ان میں سے ایک بھی نہ بچا۔ تمام کو اللہ تعالیٰ نے ختم کر دیا۔ گویا کہ ان سے کہا جاتا تھا کہ مر جاؤ اور وہ مر جاتے تھے۔"

حضرت علی علیہ السلام نے ان کے لشکر کا تمام مال لے لیا۔ ہتھیار اور جانور ہمیں تقسیم کر دیئے۔ سامان، غلام اور لونڈیاں جب کوفہ پہنچیں تو مالکوں کو تقسیم کر دیں۔ جب آپ نہروان سے واپس تشریف لائے تو خطبہ ارشاد فرمایا کہ ———

"اللہ تعالیٰ نے تمہارا اچھی طرح امتحان لیا اور تمہیں نصرت کی عزت دی۔ اب جلدی معاویہ اور اس کے تمام ساتھیوں سے جہاد کے لئے روانہ ہو جاؤ۔ جنہوں نے کتاب خدا کو پس پشت ڈال دیا ہے اور بہت تھوڑی قیمت لے لی ہے۔"

عرض کیا ——— یا امیر المومنین ہمارے نیزے ختم ہو گئے ہیں اور ہماری کمانیں ڈھیلی ہو گئی ہیں۔ تلواریں کند ہو چکی ہیں اور تیروں سے پھل نکل چکے ہیں۔ واپس تشریف لے چلئے تاکہ ہم اچھی طرح تیاری کر لیں۔ ممکن ہے کہ آپ ہماری تیاری میں مزید اضافہ کریں تاکہ ہم [illegible] جلدی [illegible]

آپ نے لوگوں کو نخیلہ میں قیام فرمایا۔ اور لشکر وہیں جمع کیا۔ اور لوگوں کو حکم دیا کہ آپ کے لشکر میں شامل ہو جائیں اور جہاد کے لئے تیار ہو جائیں۔ اپنے بیوی بچوں سے مل لیں۔ پھر شام کی دشمن کی طرف کوچ کریں۔ کچھ روز تک وہاں قیام کیا۔ پھر لوگ کوفہ میں گھسنے۔ لوگ اپنے بیوی بچوں میں گھل مل گئے اور حضرت علی علیہ السلام کو اکیلا چھوڑ دیا۔ آپ کے پاس چیدہ لوگ رہ گئے اور چھاؤنی خالی ہو گئی۔

حضرت علی علیہ السلام کا خطبہ

آپ منبر پر تشریف لائے اور اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کے بعد لوگوں سے فرمایا۔ دشمن سے جہاد کرنے کے لئے تیار ہو چلو۔ اللہ تعالیٰ کا قرب اور وسیلہ حاصل کرنے کی خاطر

فاعدوا لهم ما استطعتم من قوة ومن رباط الخیل

اللہ تعالیٰ پر توکل کرو۔ اس کا وکیل ہونا کافی ہے۔ لیکن لوگوں نے ان کو چھوڑ دیا۔ ان کے سردار اور سرداروں کو بلایا ان کی رائے معلوم کی کچھ لوگ ان میں ثابت قدم رہنے والے۔ کچھ حیلہ بہانہ کرنے والے کچھ ناپسند کرنے والے اور بہت کم تھے جو خوشی خوشی جہاد کے لئے تیار تھے۔

آپ نے فرمایا ——— اللہ کے بندو! تمہیں کیا ہو گیا ہے۔ جب میں تم کو اللہ کی راہ میں جہاد کی دعوت دیتا ہوں تو تم زمین پر بیٹھ جاتے ہو۔ کیا تم آخرت کی زندگی کے بدلے دنیا کی زندگی پر راضی ہو۔ کیا تم عزت کی زندگی کے بجائے ذلت اور رسوائی کی زندگی پر راضی ہو۔ جب میں تمہیں جہاد کی دعوت دیتا ہوں تو تمہاری آنکھیں اس طرح گھومنے لگ جاتی ہیں جس طرح تم پر سکرات کی موت طاری ہو۔ تمہارے دل نافرمان ہو جاتے ہیں اور تم عقل سے محروم ہو۔ تمہاری آنکھوں پر پردے پڑ جاتے ہیں تم اندھے ہو گئے۔ خدا کے لئے تمہیں کیا ہو گیا ہے تم لوگوں کے نزدیک [illegible] بیٹھے [illegible] والی [illegible] جو تم پھنسائے جاتے ہو۔ بچانے نہیں ہو۔ تمہارے [illegible] جاتے ہیں اور تم [illegible] نہیں ہوتے۔ تم غفلت میں پڑے ہوئے ہو جنگ [illegible] بیدار رہتا ہے۔ میرے تم پر اور تمہارے مجھ پر کچھ حقوق ہیں۔ تمہارے حقوق یہ ہیں کہ میں اللہ تعالیٰ کے بارے میں تمہیں نصیحت کروں۔ مال غنیمت تمہیں پورا دوں۔ تم کو تعلیم دوں تاکہ تم جاہل نہ رہو اور تمہیں ادب سکھاؤں تاکہ تم مہذب بنو۔ میرا حق تم پر یہ ہے کہ تم بیعت پر قائم رہو۔ جب میں تم کو دعوت دوں تو اس کو بجا لاؤ۔ جو حکم دوں اس کی پیروی کرو تاکہ اللہ تعالیٰ تمہارے لئے بھلائی چاہے۔ اور اس بات کو دیکھو جس کو میں ناپسند کرتا ہوں اس بات کی طرف رخ نہ کرو جس کو میں ناپسند کرتا ہوں۔ [illegible] وہ خیر پاؤ جس کو تم چاہتے ہو۔ اور وہ حاصل کرو جس کے تم خواہش مند ہو۔ [illegible] تم [illegible] ہیں۔ لیکن خواہشات مختلف ہیں۔ تمہاری بات [illegible] ہے جو [illegible]

تو گردش کرتی ہے۔ اور عالم تمہارا ایسا ہوتا ہے کہ جیسے تمہارا دشمن تم پر حملہ کرتا ہے۔ جب میں تم کو جہاد کے لئے چلنے کا حکم دیتا ہوں تو تم ایسے ویسے بہانے کرتے ہو۔ اور بیہودہ باتیں بناتے ہو۔ افسوس کا مقام ہے کہ جو کوشش اور صبر سے حاصل ہوتا ہے۔ اس کو ترک کر کے تم کس گھر کی حفاظت کرو گے اور میرے بعد کس امام کی بیعت میں جہاد کرو گے۔ خدا کی قسم جس کو تم دھوکا دیتے ہو۔ وہ دھوکا کھا جاتا ہے۔ جو تمہارے ذریعے کامیاب ہوا اس نے گھاٹے کا سودا کیا۔ میں اس حالت میں رہتا ہوں کہ تمہاری مدد کا یقین نہیں ہوتی۔ مجھے تمہاری بات کا یقین نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ تمہارے اور میرے درمیان جدائی ڈال دے۔ مجھے تمہارے بدلے میں وہ اشخاص دے جو میرے لئے بہتر ثابت ہوں۔ اور میرے بعد تم کو وہ حاکم دے جو تمہارے لئے بہت برا ہو۔ میرے بعد تم ذلت و رسوائی میں گرفتار ہو جاؤ گے۔ تلوار سے تمہیں قتل کیا جائے گا اور ایک ایسی رسم پڑ جائے گی۔ جس کو میرے بعد ظالم سنت قرار دیں گے۔ تمہارا اتفاق ختم ہو جائے گا۔ تمہاری آنکھیں روتی رہیں گی۔ تمہارے گھروں میں غربت داخل ہو جائے گی۔ خدا کی قسم میرے بعد تم تلواروں کے سائے دیکھو اور میری مدد کرو۔ عنقریب تمہیں پیش آنے والا ہے اس کی حقیقت کا علم ہو جائے گا۔ میں تم کو جہاد کے لئے آمادہ کرتا ہوں تم آمادہ نہیں ہوتے۔ میں تم کو نصیحت کرتا ہوں تم قبول نہیں کرتے۔ میں تمہارے کانوں تک باتیں پہنچاتا ہوں تم سن نہیں سکتے۔ تمہارا ہونا اور نہ ہونا برابر ہے۔ تم کان تو رکھتے ہو لیکن بہرے ہو۔ میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں۔ تم قبول نہیں کرتے۔ میں تمہیں مفید سود مند کی نصیحت کرتا۔ میں تمہیں ان کے خلاف جہاد پر آمادہ کرتا ہوں۔ جن سے جہاد کرنا واجب ہے۔ وہ ظالم اور باغی ہیں۔ میں ابھی بات پوری نہیں کرتا کہ تم منتشر ہو جاتے ہو جب میں تمہیں چھوڑ دیتا ہوں تم اپنے مشاغل میں چلے جاتے ہو۔ پھر باتیں بناتے ہو۔ شاید تم بہانے بناتے ہو۔ [illegible] پیتے ہو۔ تمہارے ہاتھ خون آلودہ ہیں تم جنگ اور اس کی تیاری کو بھول گئے ہو۔ تم اس حالت میں صبح کرتے ہو کہ تمہیں جنگ کی تیاری کا کوئی خیال نہیں ہوتا۔ تم بال بچوں اور گھروں کی دیکھ بھال میں مصروف ہو جاتے ہو۔ افسوس ہے تم پر کہ دشمن کے تم پر حملہ کرنے سے قبل تم دشمن پر ٹوٹ پڑو۔ خدا کی قسم جو قوم اپنے گھر میں پٹ جاتی ہے ذلیل ہو جاتی ہے

خدا کی قسم میرے دل میں یہ خیال نہیں تھا کہ تمہارے ساتھ یہ سلوک ہو گا۔ لیکن وہ بات تمہارے ساتھ ہو چکی ہے۔ خدا کی قسم میں اس بات کو پسند کرتا ہوں کہ میں خدا سے [illegible] مشغول ہے اپنی نیت اور بصیرت کے مطابق ملاقات کرنا چاہتا ہوں [illegible] تمہارے ملک سے نجات پا جاؤں۔ خدا کی قسم [illegible]

تو وہ دوسری جانب منتشر ہو جائیں گے۔ خدا کی قسم میں دیکھ رہا ہوں کہ جنگ کی چکی گرم ہو چکی ہے تم ان سے اس طرح الگ ہو گئے ہو جس طرح سر جسم سے الگ ہو جاتا ہے یا بچہ رحم سے خارج ہو جاتا ہے۔"

اشعث بن قیس کندی نے کھڑے ہو کر کہا کہ آپ وہ کیوں نہیں کرتے جو عثمان نے کیا۔ آپ نے فرمایا کہ:۔ ــــــــ

تم پر افسوس ہے کہ میں ایسا کروں جیسا عثمان نے کیا۔ وہ تو ذلت کا باعث ہے جس کا کوئی دین نہ ہو۔ اور جس کے پاس کوئی دلیل نہ ہو۔ میں عثمان کا کام کیسے کر سکتا ہوں۔ میرے پاس تو میرے رب کی دلیل موجود ہے۔ اور حق میرے ساتھ ہے۔

قسم ہے۔ خدا کی قسم جس شخص نے اپنے پر دشمن کو قدرت دی تو وہ اس کی ہڈیاں توڑ دے گا اور اس کا خون بہائے گا۔ یہ اس کی بڑی عاجزی اور کمزوری کی علامت ہوگی۔ اے قیس کے بیٹے تم ویسے بن جاؤ۔ لیکن میں تو خدا کی قسم تیز دھار تلوار کے ذریعے فیصلہ کروں گا جس کے ذریعے سر کے پرخچے اڑیں گے۔ جس سے ہاتھوں کی انگلیاں کٹ جائیں گی۔ اس کے بعد اللہ جو چاہے گا۔ کرے گا۔ خدا کی قسم اے اہل عراق میرا یہ خیال ہے کہ شامی تم پر غالب ہوں گے۔

انہوں نے کہا ــــــ یا امیر المومنین یہ کس علم کے ذریعے کہہ رہے ہیں۔ فرمایا مجھے قسم ہے اس ذات کی جس نے دانے میں شگاف ڈالا اور روح کو پیدا کیا۔ میں ان کا معاملہ بلند ہوتے دیکھ رہا ہوں اور تمہارے کام کو سست۔ وہ باطل کو پروان چڑھا رہے ہیں اور تم حق میں سستی دکھا رہے ہو۔ ان کی آراء متحد ہیں اور تمہاری آراء مختلف ہیں۔ وہ اپنے ساتھی معاویہ کے اطاعت گزار ہیں۔ اور تم میرے نافرمان ہو۔ خدا کی قسم اگر وہ میرے بعد تم پر غالب آ گئے۔ تم انہیں برے حاکم پاؤ گے۔ گویا کہ وہ عنقریب تمہارے شہروں میں شریک ہو جائیں گے اور تمہارے شہر تم سے چھین لیں گے۔

گویا کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ تم اس طرح ہاتھ پاؤں مار رہے ہو۔ جس طرح کہ گوہ ماری ہاتھ پاؤں ملتا ہے۔ اور تم اللہ کا حق ادا نہیں کرتے اور نہ اس کی حرمت کی حفاظت کرتے ہو۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ تمہارے نیک لوگوں کو قتل کیا جا رہا ہے اور علماء کو ڈرایا جاتا ہے کہ انہیں حق سے محروم کر دیا جائے۔ اور تمہارا حق نہیں دینے سے گریز کرتے ہیں۔ تمہیں دور رکھتے ہیں۔ اور لوگوں کا گروہ بہرے ہیں تم بدنصیبی میں گرفتار ہو ذلت اور رسوائی تم پر مسلط ہو چکی ہے۔ تلوار تمہارے سروں پر مسلط ہو چکی ہے۔ خوف تم پر نازل ہو چکا ہے۔ تم ٹھٹھر چکے ہو۔ اور تمہیں اس بات پر افسوس ہے کہ تم نے دشمن سے جنگ کرنے میں کیوں کوتاہی کی تم اپنے باپ دادا کو یاد کرنے لگو گے تمہارا اس وقت کا یاد کرنا تمہیں کوئی فائدہ نہیں دے گا۔

لوگوں نے عرض کیا ——— آپ کی تمام باتیں اور تمام الفاظ حق ہیں کیا آپ دیکھ رہے ہیں کہ معاویہ ہمارا امیر ہو گیا؟

آپ نے فرمایا ——— تم معاویہ کی حکومت کو ناپسند نہ کرو کہ اس کی حکومت عافیت کی حکومت ہے۔ اگر وہ مر گیا تو تم لوگوں کے سروں کو کندھوں سے اس طرح الگ دیکھو گے گویا وہ حنظل ہے۔ یہ وعدہ ہے۔ یہ بات ہو کر رہے گی۔ مجھے معاویہ کی حکومت کے شر کا خوف نہیں ہے۔ لیکن اس کے بعد جو واقعات ہوں گے نہایت خطرناک اور تکلیف دہ ہوں گے۔

ابوایوب انصاری کا کلام

ابوایوب انصاری نے عرض کیا ———

اللہ تعالیٰ نے امیرالمومنین علیہ السلام کو عزت بخشی ہے اور ان کی بات وہ شخص قبول کرے گا جس کو اللہ تعالیٰ نے یاد کرنے والا کان اور محفوظ رکھنے والا دل عطا کیا ہو۔ اللہ تعالیٰ نے تم کو آپ کے ذریعے ایسی عزت و عظمت عطا کی ہے۔ جس کو تم نے اچھی طرح قبول نہیں کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے چچازاد تمہارے ہاں موجود ہیں تمام مسلمین سے افضل اور ان کے سردار ہیں وہ تمہیں دین کی باتیں بتائیں گے اور جہاد کی دعوت دیں گے۔ خدا کی قسم تم بات نہیں سنتے اور تمہارے دلوں پر پردے پڑ چکے ہیں۔ اس لئے تم بات کو قبول نہیں کرتے۔ اللہ کے بندو کیا تمہارا گذشتہ زمانہ ظلم و نافرمانی میں نہیں گزرا جس میں اللہ کے بندے قتل ہوتے اور اسلام میں یہ بات پھیل گئی اور صاحب حق محروم ہوا۔ اس کی عزت کا کوئی لحاظ نہ ہوا صحابہ رسول کی بے حرمتی ہوئی۔ جس کی لغت کو زخمی کیا گیا۔ چہرے پر طمانچے مارے گئے اس کا پیٹ مثلہ کیا گیا۔ اور اسے لق و دق بیابان یا کھلے میدان میں پھینک دیا گیا۔ جب امیرالمومنین علیہ السلام نے اظہار حق کیا۔ انصاف کو پھیلایا۔ کتاب خدا پر عمل کیا۔ اللہ تعالیٰ کی نعمت کا شکریہ ادا کرو۔ مجرموں کی طرح پشت نہ پھیرو اور ان لوگوں کی مانند ہو جاؤ جنہوں نے کہا کہ ہم آپ کی بات کو سنتے ہیں حالانکہ وہ نہیں سنتے۔ تلواروں کو تیز کرو، جنگ کا سامان کرو اور جہاد کے لئے تیار ہو جاؤ۔ جب تمہیں بلایا جائے تو آجاؤ اور جب تمہیں حکم دیا جائے تو اطاعت کرو۔ ان خصوصیات کی بنا پر تمہارا شمار صادقین میں ہوگا۔

حضرت علی علیہ السلام کے اصحاب میں سے کچھ اصحاب کھڑے ہو گئے اور عرض کیا یا امیرالمومنین ان لوگوں کو مال عطا کیجئے۔ پھر ان میں سے کسی کی جدائی کا خوف نہیں رہے گا۔ معاویہ یہی کرتا ہے کہ جو کوئی اس کے پاس جاتا ہے وہ اسے مال دیتا ہے۔ عام لوگ دنیا کی خواہش کرتے ہیں [illegible] اور اس کے لئے دشمن سے [illegible] مال [illegible] جب آپ [illegible] حق ہے

کھانا بھی پکا لیا جائے۔

آپ نے فرمایا ——— میں ظلم کے ذریعے مدد طلب کروں کیا اسلام کی یہی خصوصیت ہے؟ خدا کی قسم میں ہرگز ایسا نہ کروں گا جب تک کہ آسمان پر ایک ستارہ بھی چمکتا رہے گا۔ خدا کی قسم اگر یہ مال میرا ہوتا تو میں ان میں برابر تقسیم کر دیتا کیونکہ یہ تو ان کا مال ہے۔

ایک شخص نے عرض کی ——— یا امیرالمومنینؑ! موت نازل ہونے والی ہے ہمیں کچھ پتہ نہیں ہے آپ کے بعد ہمارا خلیفہ کون ہے؟

آپ نے فرمایا ——— میں اپنے دل کی بات تمہیں بتاتا ہوں کہ امام حسن علیہ السلام صاحب سخاوت اور نوجوان ہیں، اگر وہ بہادروں کی زد میں یا پس میں مل جائیں تو نہیں جنگ میں چڑیا کا گھونسلا کوئی فائدہ نہ دے گا۔ جہاں تک حسینؑ اور محمدؑ کا تعلق ہے وہ مجھ سے ہیں اور میں ان سے ہوں۔ میرا بھتیجا عبداللہ بن جعفر امیرانہ مزاج کا شخص ہے۔ خدا کی قسم میں اس بات کو پسند کرتا ہوں کہ یہ لوگ تمہارے مقابلے میں تم سے تبدیل کر لئے جائیں کیونکہ وہ تو اپنی زمین کی اصلاح کرتے ہیں اور تم اپنی زمین میں فساد کرتے ہو۔ وہ معاویہ کی امانت کو ادا کرتے ہیں اور تم میرے ساتھ خیانت کرتے ہو۔ وہ اس کی اطاعت کرتے ہیں اور تم میری نافرمانی کرتے ہو۔ وہ باطل پر متحد ہو گئے ہیں اور تم اپنے حق سے روگردانی کرتے ہو۔ خدا کی قسم میرے بعد تمہاری عزت محفوظ نہیں رہے گی۔ کوئی ظالم حکمران اور میدان خالی نہیں ہو گا حتیٰ کہ اس میں ظلم و جبر پھیل چکا ہو گا۔ حتیٰ کہ ایسا وقت آ جائے گا کہ تم لوگ اپنے دین و دنیا کی خاطر ڈرتے رہو گے۔ تمہاری یہ حالت ہو جائے گی کہ تم ایک دوسرے کی ایسی مدد کرو گے جیسے غلام اپنے مالک کی مدد کرتا ہے۔ جب مالک موجود ہوتا ہے تو اس کی اطاعت کرتا ہے۔ جب مالک چلا جاتا ہے تو گالیاں دیتا ہے۔

ایک شخص نے عرض کیا ——— یا امیرالمومنینؑ! کیا آپ کا گمان ہے کہ یہ بات ضرور ہو کر رہے گی؟

فرمایا ——— گمان نہیں بلکہ یہ بات یقیناً ہو گی۔

حضرت علی علیہ السلام نے اہل عراق کو خط لکھا

حجر بن عدی، عمرو بن حمق اور عبداللہ بن وہب راسبی آپ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور آپ سے ابوبکر اور عمر کے بارے میں پوچھا۔ کہ آپ کا ان کے متعلق کیا اعتقاد ہے۔ ان کے عثمان کے بارے میں اپنے نظریات ظاہر کیجئے۔

آپ نے فرمایا ——— کیا تم اس کام سے فارغ ہو گئے ہو اور مصر کا شہر فتح ہو گیا ہے اور میرے شیعہ قتل کئے گئے ہیں۔ میں تمہارے سامنے ایک مکتوب پیش کرتا ہوں

مجھ پر تمہارے سوال کا جواب ہوگا۔ دیکھو میرے شیعوں پر پڑھو۔ پھر ایک کتاب نکالی جس میں یہ عبارت تحریر تھی۔

"اما بعد: اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تمام کائنات کے لئے ڈرانے والا، تنزیل کا امین اور اس امت کا نگران بنایا۔ اے گروہ عرب اس وقت تمہاری حالت یہ تھی کہ تمہارا کوئی دین نہ تھا تم پتھروں میں آباد تھے۔ اپنا خون بہاتے تھے۔ اپنی اولاد کو قتل کرتے تھے۔ قطع رحمی کرتے تھے۔ اور ایک دوسرے کا مال ناجائز طریقے سے کھاتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے تم پر احسان کیا کہ تمہاری زبان میں مبعوث فرمایا۔ تم مومن تھے رسول تم ہی میں سے تھے۔ تم اس کے حسب نسب کو جانتے تھے۔ اس نے تمہیں کتاب حکمت سنت اور فرائض کی تعلیم دی صلہ رحمی کا حکم دیا۔ خون بہانے سے منع کیا۔ تمہارے آپس میں صلح کرائی اور یہ کہ مستحقین کو ان کی امانت ادا کرو، وعدہ پورا کرو۔ آپس میں مہربانی سے پیش آؤ۔ اور ایک دوسرے سے نیکی کرو اور آپس میں رحم کرو، ایک دوسرے پر ظلم کرنے۔ حسد کرنے تہمت لگانے، بغاوت کرنے، جرائم پیچنے اور کم تولنے ناپنے سے منع فرمایا اور تمہارے سامنے وہ چیز پیش کی جو اللہ تعالیٰ نے تم پر نازل کی۔ زنا نہ کرو، ناجائز طور پر یتیموں کا مال نہ کھاؤ۔ ہر بھلائی تمہیں دوزخ سے بچانے والی کی ماسوا ہے پر تمہیں آمادہ کیا اور ہر بری چیز تمہیں جنت سے دور رکھے گی۔ اس سے منع فرمایا۔ جب آنحضرت نے دنیا میں رہنے کی اپنی مدت پوری کر لی۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو وفات دی۔ وہاں سے اور ان کے عمل سے راضی تھا۔ بہترین طریقہ پر ان کو اٹھایا۔ آپ کی وفات کے بعد مصائب ٹوٹ پڑے۔ خاص طور پر قریبی رشتہ داروں اور عام طور پر مومنین پر۔ خدا کی قسم آپ کے انتقال کے بعد خلافت کے معاملہ میں ایسا جھگڑا اٹھ کھڑا ہوا کہ میرے وہم وگمان میں بھی نہ تھا کہ عرب والے خلافت کو مجھ سے لے جائیں گے۔ میرے خیال میں بھی یہ بات نہ تھی مگر لوگ ابوبکر کے پاس چلے گئے اور اس پر ٹوٹ پڑے۔ میں نے ابوبکر کی بیعت نہ کی اور یہ جانتا تھا کہ جس شخص کو خلافت دی گئی میں محمدؐ کے واسطے سے خلافت کا زیادہ حق دار ہوں۔ جتنا عرصہ اللہ کو منظور ہوا میں نے اس کی بیعت نہ کی۔ پھر میں نے دیکھا کہ اکثر لوگوں کے منہ موڑنے تو اسلام سے منہ موڑنے کے مترادف ہے جو دین محمدؐ اور ملت ابراہیم کو مٹانے کی دعوت دیتے ہیں۔ یہ دیکھ کر میں ڈر گیا کہ میں اسلام اور اہل اسلام کی کوئی مدد نہ کر سکوں گا کہ میں اسلام کو برباد ہوتا ہوا دیکھوں۔ یہ مصیبت حکومت کے فوت ہونے سے زیادہ تھی دنیاوی حکومت تو چند دنوں کے لئے ہوتی ہے اور پھر اس طرح گم ہو جاتی ہے جیسے سراب اسی سلسلہ میں ابوبکر کے پاس گیا اور اس کی بیعت کر لی۔ اور تمام حوادث میں آپ کا ساتھ دیا حتیٰ کہ باطل مٹ گیا۔ اللہ تعالیٰ کا کلمہ بلند ہوا۔ کافروں کی رسوائی ہوئی ... ابوبکر یہ کام سرانجام دیتا رہا۔ میں اسے نشیب وفراز سے آگاہ کرتا رہا۔ میں نے

صرف ان باتوں میں اس کی ہاں میں ہاں ملائی جو اللہ تعالیٰ کے نزدیک صحیح تھیں۔ جب اس کی موت کا وقت قریب آیا تو اس نے عمر کو بلا کر خلیفہ بنا دیا۔ ہم نے اس کی بات منظور کر لی میں عمر کو بھی قبیح افعال سے آگاہ کرتا رہا۔ جب اس کی موت کا وقت قریب آیا تو میں نے سوچا کہ اب خلافت مجھ سے الگ نہیں ہوگی۔ عمر نے خلافت کے بارے میں شوریٰ قائم کیا اور مجھے اس میں چھٹا آدمی قرار دیا۔ وہ لوگ میرے لئے خلافت کو سب سے زیادہ ناپسند کرتے تھے کیونکہ وہ لوگ مجھ سے یہ بات سن چکے تھے کہ میں نے خلافت کے بارے میں ابوبکر سے احتجاج کیا تھا۔ اور میں نے کہا تھا کہ اے گروہ عرب میں تم سب سے زیادہ خلافت کا مستحق ہوں۔ مجھ سے زیادہ قرآن اور سنت کو کون جانتا ہے۔ یہ سن کر وہ ڈر گئے کہ میں ان کا خلیفہ بن جاؤں اور ان کو خلافت میں کوئی حصہ نہ ملے انہوں نے متفق ہو کر ایک شخص کی بیعت کر لی اور مجھے خلافت سے الگ کر دیا اور عثمان کو خلیفہ بنا لیا پھر اس کے بعد مجھے کہا کہ تم عثمان کی بیعت کیوں نہیں کرتے۔ اگر تم نے بیعت نہ کی تو ہم تمہارے خلاف جہاد کریں گے۔ میں نے مجبوراً بیعت کر لی، انتہائی مجبوری میں صبر کیا۔ ان میں سے ایک آدمی نے کہا اے ابوطالب کے فرزند آپ خلافت کے بہت حریص ہیں میں نے انہیں کہا کہ تم زیادہ لالچی ہو۔ میں نے اپنے بھائی کی میراث اور حق طلب کیا تم نے میرے اور ان کے درمیان خواہ مخواہ مداخلت کی۔ تم مجھے رسول اکرم کی میراث سے محروم رکھنا چاہتے ہو۔

اے معبود! میں تجھ سے دعا مانگتا ہوں قریش پر غلبہ پانے کی کیونکہ انہوں نے میرے رحم کو قطع کر دیا ہے اور میری بیعت، میری منزلت اور فضیلت کو حقیر سمجھا۔ میرے ساتھ جھگڑا کرنے پر اتحاد کر لیا۔ میرے حق میں احتجاج کرکے جھگڑا کیا۔ حالانکہ میں اولیٰ بالحق ہی تھا۔ جس کو انہوں نے چھین لیا۔ پھر کہنے لگے۔ صبر کے کڑوے گھونٹ پیتے رہو افسوس کرتے ہوئے زندہ رہو۔ میں نے دیکھا کہ میرے اہل بیت کے سوا کوئی میرا مددگار نہیں تھا۔ اور مجھے ان کی ہلاکت کا خطرہ تھا۔ میں نے چشم پوشی کی لیکن میری آنکھوں میں خس و خاشاک کے تنکے میں غم کے کڑوے گھونٹ پیتا رہا۔ اور میرے گلے میں اچھو تھا۔ غصہ پیتے ہوئے میں نے صبر کیا جو حنظل سے زیادہ کڑوا تھا۔ اور دل کے لئے ذبح کی چھری سے زیادہ تکلیف دہ تھا۔ جب تم نے عثمان کی مخالفت شروع کی اور اسے گھر جا کر قتل کر دیا پھر میرے پاس آ کے میری بیعت کرنا چاہی۔ میں نے انکار کر دیا۔ تم نے اس بات کا برا منایا۔ تم نے میرے ساتھ جھگڑا کیا لیکن میں نے بیعت کے لئے ہاتھ نہ بڑھایا پھر تم نے مجھ پر دھاوا کر دیا حتیٰ کہ مجھے گمان ہوا کہ تم ایک دوسرے کو قتل کرتے ہو۔ لہذا مجھے بھی قتل کرنا چاہتے ہو۔ تم نے کہا کہ ہم آپ کے سوا کسی کو نہیں چاہتے آپ کے سوا کسی

پر راضی نہیں ہیں اور ہم آپ کی بیعت کرنا چاہتے ہیں نہ ہم آپ سے جدا ہوں گے اور نہ ہی آپ سے اختلاف کریں گے۔ میں نے ان سے بیعت لے لی۔ تم نے لوگوں کو میری بیعت کی دعوت دی۔ جس نے خوشی سے بیعت کی میں نے اس سے بیعت لے لی اور جس نے انکار کیا میں نے اسے چھوڑ دیا۔

سب سے پہلے میری بیعت طلحہ اور زبیر نے کی۔ اگر وہ انکار کرتے تو میں انہیں مجبور نہ کرتا جیسا کہ دوسروں کو مجبور نہیں کیا تھا۔ بہت تھوڑا عرصہ بیعت پر قائم رہے پھر بیعت توڑ کر ایک لشکر لیکر بصرہ چلے گئے۔ ان میں سے ہر شخص نے میری بیعت و اطاعت کی تھی وہ بصرہ میں میرے عامل کے خلاف ہو گئے اور بیت المال کے خزانوں کو لوٹ لیا اہل مصر کے خلاف ہو گئے حالانکہ ان تمام نے میری بیعت کی تھی۔ پھر میرے شیعوں کے خلاف ہو گئے اور انہیں منتشر کر دیا۔ انہوں نے اکٹھے ہو کر میرے خلاف فساد برپا کر دیا۔ پھر میرے شیعوں پر حملہ شروع کر دیا اور غداری کرتے ہوئے ان میں سے ایک گروہ کو قتل کر دیا ایک گروہ نے صبر کیا اور ایک گروہ نے اپنی حفاظت کے لئے تلواریں نکال لیں اور جہاد کیا حتیٰ کہ صبر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے جا ملے۔

خدا کی قسم اگر وہ میرے صرف ایک آدمی کو بھی قتل کر دیتے تو تب بھی اس کے بدلے میں میرے لئے تمام لشکر کا قتل کر دینا جائز تھا۔ اس کے باوجود انہوں نے مسلمانوں کی کثیر تعداد کو قتل کیا۔ اللہ تعالیٰ ان سے بدلے ظالم قوم کے لئے دوری ہے۔ اس کے بعد میں نے اہل شام کی طرف رخ کیا۔ اس میں دیہاتی، گنوار، اعراب والے، لالچی، ظالم اور باغی موجود تھے اور ہر طرف سے جمع ہو گئے تھے۔ جو ان کا خلیفہ بنا چاہتا تھا اس کے ہاتھ پر بیعت کرنا چاہتے تھے۔ لوگ انصار، مہاجرین اور تابعین میں سے نہیں تھے۔ میں ان کے پاس گیا۔ ان کو اتحاد و اطاعت کی دعوت دی۔ انہوں نے نافرمانی کرتے ہوئے نفاق کی وجہ سے میری دعوت قبول نہ کی۔ انہوں نے انصار، مہاجرین اور تابعین کو تیروں اور نیزوں سے زخمی اور گھائل کیا۔ جب یہ حالت ہو گئی میں نے ان کے خلاف اعلان جہاد کر کے جہاد کیا۔ جب ہتھیاروں نے ان کا کچومر نکال اور زخموں کی تکلیف محسوس ہوئی تو انہوں نے قرآن مجید کو نیزوں پر بلند کر کے اس کے مطابق فیصلے کی دعوت دی۔ میں نے تمہیں آگاہ کر دیا تھا کہ انہوں نے قرآن کو محض دھوکا بازی اور فریب کی خاطر بلند کیا ہے ان کا کوئی دین ایمان نہیں اور نہ ہی یہ قرآن کو مانتے ہیں تم ان سے جہاد جاری رکھو مگر تم نے میری ایک نہ سنی اتنا مجھ پر دباؤ ڈالنے لگے کہ میں ان کی بات مان لوں۔ اگر وہ لوگ کتاب خدا اور سنت کو مانتے ہیں تو ان کا اور ہمارا کوئی اختلاف نہ ہوتا۔ ہم دونوں حق پر قائم ہو جاتے۔ اگر وہ کتاب خدا اور سنت کو نہ مانیں گے تو ان پر حجت تمام ہو جائے گی

(مجبوری کے عالم میں) ان کی تجویز منظور کر لی۔

میں ان سے الگ ہو گیا۔ تمہارے ان دونوں آدمیوں کے درمیان جن کو تم نے حکم بنایا تھا یہ طے ہوا تھا کہ وہ اس بات کے پابند رہیں گے کہ وہ صرف اس چیز کو زندہ کریں گے جس کو قرآن نے زندہ کیا۔ اس چیز کو مردہ قرار دیں گے جس کو قرآن نے مردہ قرار دیا۔ دونوں نے رائے اور حکم میں اختلاف کیا انہوں نے قرآن کو پس پشت ڈال کر کتاب خدا کی مخالفت سے بغیر ہدایت کے خواہش کی پیروی کی۔ اللہ تعالیٰ نے دونوں کو سیدھے راستے سے الگ اور گمراہی کے چکر میں مبتلا کر دیا۔ وہ اسی ہلاکت کے سزاوار تھے۔ ان کا ایک گروہ جس طرح سب سے الگ ہوا۔ اسی طرح ان سے بھی الگ ہو گیا۔ انہوں نے زمین پر فساد برپا کیا اور مومنین کو قتل کیا۔

میں نے ان سے مطالبہ کیا کہ ہمارے بھائیوں کے قاتلوں کو ہمارے حوالے کر دو۔ وہ کہنے لگے کہ ہم سب نے ان کو قتل کیا ہے اور ہم سب ان کا اور آپ کا خون بہانا حلال تصور کرتے ہیں۔ انہوں نے پیدل اور سوار فوج کے ذریعے ہم پر سخت حملہ کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو ظالم قوموں کی طرح سزا دی اور وہ تباہ ہو گئے۔ میں نے تم سے کہا تھا کہ اس دشمن (معاویہ) کی طرف جلدی جہاد کرنے کے لیے روانہ ہو جاؤ۔ تم اس سے زیادہ چالاک اور مکار ہو۔ تم کہنے لگے کہ ہماری لڑائی تلواروں نے ہمیں زخمی کر دیا ہے۔ ہمارے تیر ختم ہو گئے ہیں اور ہماری نیزوں سے پھل نکل چکے ہیں ہمیں اجازت دیجئے تاکہ ہم گھر جا کر اچھی طرح تیاری کریں دوبارہ رفقہ تعداد میں اور دشمن کے مقابلے آئیں گے۔ میں تمہاری بات مان لی تم کو دیں جب طویل عرصہ تک قیام پذیر رہے تو میں نے تم کو حکم دیا کہ اپنی چھاؤنیوں میں پہلے جاؤ تیاریوں سے اور جہاد کے لیے آ جاؤ عورتوں اور بچوں سے زیادہ میل ملاپ نہ رکھو اس سے تمہارے دل نرم پڑ جائیں گے اور تمہیں جہاد پر جانے سے باز رکھیں گے کیونکہ وہ تم کو رات کی بیداری اور دن کی بھوک پیاس تکلیف نہیں دیتی گی کہ وہ بدلے دیتے ہیں اور اپنا مطلب پیدا کر لیتے ہیں۔

تم میں سے ایک گروہ اپنی تعبیروں کی مخالفت کرتا ہوا میرے ساتھ شامل ہوا۔ تمہارا دوسرا گروہ میری نافرمانی کرتا ہوا مصر میں داخل ہوا۔ جو گروہ میرے ساتھ شامل ہوا اس نے صبر اور ثابت قدمی کا ثبوت نہ دیا اور جو مصر میں داخل ہوا وہ میرے پاس لوٹ کر نہ آیا۔ ان حالات میں اب نا سے ظاہر کیا جا سکتا تو ان میں کام کے صرف پچاس آدمی نکلے تمہیں آج تک قدرت حاصل نہیں ہوئی کہ دشمن کے خلاف جہاد کرنے میرے ساتھ چلتے۔

اللہ تعالیٰ تمہارے باپ دادا کا بھلا کرے۔ کس بات کا انتظار ہے تمہارے ملک کی سرحدیں ملک کی حدود میں ہی مصر فتح ہو چکا ہے تم کو صبر آتا ہے ہو۔ تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ تمہارے دشمن متحد ہو چکے ہیں تم اختلاف اور پراگندگی کی لعنت میں گرفتار ہو۔ اگر تم متحد ہو تو مقصد حاصل کرتے اور نیک بخت بنتے۔ اللہ تعالیٰ تم پر رحم کرے۔ غفلت کی نیند سے

جاؤ دشمن سے جنگ کرنے کے لئے متحد ہو جاؤ۔ تم تیار کر وہ جہاں ہوں اور ان کی امداد کرتے
رہتے ہو۔ وہ لوگ مجبوراً مسلمان ہوئے تھے۔ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے
جنگ کی تھی۔ یہ سنت اور قرآن کے دشمن اور اہل احزاب ہیں۔ جو حق ہیں، دین میں نئی باتیں
داخل کرنے والے ہیں جو ان کے جھٹلانے ہیں آگئے وہ دین سے منحرف ہو گئے۔ حرام خور ہیں دنیا کے
بندے ہیں مجھے معلوم ہوا ہے کہ زن باغیہ کا فرزند معاویہ کی بیعت ابھی وقت تک نہیں
کرے گا۔ جب تک کہ وہ اسے پہلے کی نسبت بڑی سلطنت نہ دے دے۔ دین کے بدلے
دین بیچنے والے کا ہاتھ خالی ہو۔ خرید کرنے والے کا ہاتھ خاک آلودہ ہو۔ جو غدار اور فاسق
کی حمایت لوگوں کے مال خرید لیتا ہے ان لوگوں میں وہ شخص ہے۔ اس نے شراب اس
وقت تک پی تھی۔ جب شراب تھی۔ اسلام کی رو سے اسے کوڑے لگائے گئے تھے
یہ لوگ قوم کے راہنما بنے ہوئے ہیں۔ اگر یہ لوگ تم پر غالب آگئے تو تم سے خوب بدلہ
لیں گے جبراً تم پر مسلط رہیں گے۔ خوفناک انتقام لیں گے۔ زمین پر فساد پھیلائیں
گے جو خواہش کی پیروی نہ کرو انصاف سے کام لو۔ تم میں نمازگزار، فقیہا، حاملان
قرآن، نماز شب پڑھنے والے اور بہت عبادت گزار زاہد، مساجد بنانے والے
اور قرآن کے قاری موجود ہیں۔ تم کیوں ناراض نہیں ہوتے اور تم ان لوگوں سے بدلہ کیوں
نہیں لیتے۔ جب کہ معروف رذیل اور شریر ہیں۔ اور تمہاری حکومت میں تم سے جھگڑا
کرتے ہیں میں جو بات کروں اس پر عمل کریں۔ جو حکم دوں اس کو بجا لاؤ۔ جب نصیحت
کروں اس پر عمل کرو۔ میرے عزم اور حزم پر اعتقاد اور التزام رکھو۔ جب میں جنگ
کے لئے کھڑا ہو جاؤں تم بھی کھڑے ہو جاؤ۔ جس کی زرہ پر میں تلوار چلاؤں تو تم بھی تلوار
چلاؤ اگر تم نے میری نافرمانی کی۔ متحد نہ ہوتے جنگ کے لئے سامان اور اسباب
مہیا نہ کئے۔ جب کہ ایسی آگ بھڑک اٹھی ہے۔ اور اس کے شعلے بلند ہو چکے ہیں
تو دشمن تم کو اس میں گھسیٹ کر لے جائیں گے۔ تاکہ اللہ تعالیٰ کے نور کو بجھا دیں۔ تم پر
ظلم کریں۔ اللہ تعالیٰ کے نور کو بجھا دیں۔ تم پر ظلم کریں۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ لوگ
تمہارے دوست ہیں۔ لالچی ہیں۔ ظالم ہیں یہ لوگ گمراہی اور باطل کی ترویج
میں پوری کوشش کر رہے ہیں بہ نسبت اہل حق اور ترا ہنت کے کیونکہ یہ لوگ حق کی ترویج
میں سستی سے کام لیتے ہیں۔ رب کی اطاعت میں کاہلی اور اپنے امام کی نصیحت پر کان
نہیں دھرتے۔

ان لوگوں کی موجودگی میں بھی میں اکیلا ہوں، مجھے اگر کسی چیز کا خوف ہے تو ان
کی گمراہی کا ہے میں بذات خود ہدایت اور اپنے رب کی دلیل پر قائم ہوں۔ میں اپنے
رب سے ملاقات کا مشتاق ہوں۔ اس کے حسین ثواب کا منتظر اور امیدوار ہوں۔

مجھے جس بات کا افسوس ہے وہ یہ ہے کہ امت کے حاکم وہ لوگ ہیں جو بے وقوف اور فاجر ہیں۔ جو اللہ تعالیٰ کے مال کو اپنا مال، اللہ کے بندوں کو غلام اور نیک بندوں کو جنگ کا نشانہ اور فاسقوں کو اپنا گروہ بنا لیں گے۔ خدا کی قسم اگر مجھے اس بات کا خوف نہ ہوتا تو میں بار بار تمہیں انکار و اختلاف کی دعوت اور جنگ پر آمادہ نہ کرتا اور تمہیں چھوڑ دیتا۔ خدا کی قسم میں حق پر ہوں اور شہادت کی بات کو دوست رکھتا ہوں۔ میں انہیں جنگ کے لئے جمع کرنا چاہتا ہوں خوشی سے پہلے پانا خوشی ہے۔ اپنے مال اور جان سے اللہ کی راہ میں جہاد کرو اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

حضرت علی علیہ السلام کی شہادت

مدائنی کا بیان ہے کہ کچھ خارجیوں نے سنہ ۳۸ھ میں حج کیا، حج کے بعد وہ لوگ مکہ میں ٹھہر گئے اور کہنے لگے کہ ——

یہ گھر جاہلیت میں کتنا عزت والا اور اسلام میں کتنا جلیل الشان تھا۔ ان لوگوں نے اس کی حرمت ضائع کر دی ہے۔ اگر لوگ اپنے نفسوں کو فروخت کر دیں۔ ان دو آدمیوں کو قتل کریں۔ جنہوں نے زمین پر فساد پھیلایا ہے اور اس گھر کی حرمت کو برباد کیا ہے تو امت آرام کی زندگی بسر کرے گی۔ تیسرے ساتھی کو امام بنا لیا۔

عبدالرحمن بن ملجم مرادی لعنۃ اللہ نے کہا —— حضرت علی علیہ السلام کو قتل کرنا میرے ذمہ رہا۔

حجاج بن عبداللہ صریمی جس کو برک کہتے ہیں اس نے کہا کہ —— معاویہ کو میں قتل کروں گا۔ زادویہ غلام بنی عنبر جس کا نام عمرو بن بکر تھا نے عمرو بن عاص کو قتل کرنے کی ذمہ داری لی۔ پھر انہوں نے معاہدہ کیا کہ وہ ایک ہی دن اور وقت پر حضرت علی علیہ السلام، معاویہ اور عمرو کو قتل کریں گے۔ پھر انہوں نے تلوار کو زہر آلود کیا اور ہر ایک اپنے مشن کو پورا کرنے کے لئے روانہ ہو گیا۔ ابن ملجم کوفہ آیا اور اپنے کام کو پوشیدہ رکھا۔ ایک عورت قطام بنت شجنہ سے عشق کیا۔ جو خارجیہ تھی اور جس کے بھائی کو حضرت علی علیہ السلام نے جنگ نہروان میں قتل کیا تھا۔ اس نے ابن ملجم سے اس شرط پر شادی کی کہ وہ علی علیہ السلام کو قتل کرے گا۔

حاشیہ یہ ہے کہ جب ابن ملجم نے اسے نکاح کا پیغام دیا۔ تو وہ کہنے لگی کہ اس وقت تک میں تیرے ساتھ شادی نہیں کروں گی۔ جب تک کہ تو میرے دل کو ٹھنڈا نہیں کرے گا۔ ابن ملجم نے پوچھا کیا چاہتی ہو؟ اس نے کہا تین ہزار درہم، غلام، کنیز اور حضرت علی علیہ السلام کا قتل کرنا۔ ابن ملجم نے کہا حضرت علی کے قتل کے سوا تمام باتیں منظور ہیں۔ کہنے لگی میں اس وقت تک شادی نہیں کروں گی جب تک تم یہ بات پوری نہ کرو۔ ابن ملجم قطام کے پاس ایک مدت تک رہا۔ وہ چھپا ہوا تھا۔ قطام نے اس کو ایک

مذاق کیا کہ تو ایسی بیوی کے پاس کوئی مرد رہا ہے اور جس مقصد کے لئے آیا تھا وہ پورا نہیں کرتا۔

اس نے کہا کہ ——— میں نے ایک وقت مقرر کر رکھا ہے جس کا میں نے اپنے ساتھیوں سے وعدہ کر رکھا ہے۔ میں اس سے تجاوز نہیں کروں گا۔

مقررہ دن اللہ کا دشمن نکلا اور صبح سویرے جا کر اس راستہ پر بیٹھ گیا۔ جس راستے سے آپ صبح کی نماز پڑھنے کے لیے جاتے تھے۔ یہ ۱۹ رمضان سنہ ۴۰ھ کا واقعہ ہے (صحیح ۲۱ رمضان کی شب ہے)۔ جب آپ نماز کے لئے نکلے تو اس نے حملہ کر دیا۔ آپ کے سر کے اگلے حصہ پر اپنی تلوار سے ضرب لگائی۔ آپ نے فرمایا ———

"رب کعبہ کی قسم میں اپنے مشن میں کامیاب ہو گیا۔"

پھر فرمایا کہ یہ شخص جانے نہ پائے۔ لوگوں نے دوڑ کر اسے پکڑ لیا۔ حضرت علی علیہ السلام گندمی رنگ، درمیانے، موٹے پیٹ، بھاری آنکھوں والے، سر کے آگے کے حصہ پر بال کم تھے۔ آپ کے دونوں جانب بال گھنے تھے اور درمیانہ قد تھا۔ ابن ملجم پورا مہینہ اپنی تلوار کو تیز کرتا تھا اور اس میں جو کمی تھی اس کو دور کرتا تھا۔ جب حضرت کو قتل کر چکا تو کہنے لگا: ———

"میں اپنی تلوار کو فلاں فلاں طریقوں سے تیز کرتا تھا۔ اور اس کو فلاں طریقے سے زہر آلود کیا۔ میں نے حضرت علی کو ایسی ضرب لگائی کہ اگر وہ ضرب اہل مصر پر پڑتی تو انہیں ختم کر دیتی۔"

امام حسن علیہ السلام کا بیان ہے کہ جب میں اپنے والد بزرگوار کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا کہ ———

"مجھے نیند آئی تو میں نے خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا اور عرض کیا کہ آپ کی امت نے ہمارے ساتھ کیا سلوک کیا ہے۔ وہ ہمارے ساتھ روز جھگڑتی ہے۔ آپ نے فرمایا انہیں بددعا دیجئے۔ میں نے دعا کی بار الٰہا! مجھے ان سے اچھے ساتھی عطا فرما اور انہیں برا امام عطا کر۔"

ایک روایت ہے کہ جس وقت ابن ملجم آپ کی خدمت میں پیش ہوا تو آپ نے فرمایا اے اللہ کے دشمن تو نے یہ کام کیوں کیا؟ کہنے لگا کہ میں اپنی تلوار کو چالیس روز تک تیز کرتا رہا اور اللہ تعالیٰ سے التجا کی کہ میں اس سے بدترین آدمی کو قتل کروں گا۔ آپ نے فرمایا ———

"میں تمہیں اسی تلوار سے قتل کیا ہوا دیکھتا ہوں۔ تم اللہ تعالیٰ کی بدترین مخلوق ہو۔ پھر فرمایا نفس کا بدلہ نفس۔ اگر میں فوت ہو جاؤں تو اسے اسی طرح قتل کرنا جس طرح اس نے مجھے قتل کیا ہے۔ مثلہ نہ کرنا۔ میں نے رسول اللہ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ کسی کا مثلہ نہیں کرنا چاہیے۔"

جب نماز کے لئے تشریف لے گئے تو ابن ملجم نے آپ پر حملہ کر دیا۔ جب ابن ملجم گرفتار ہوا اور آپ کے سامنے پیش کیا گیا تو آپ نے فرمایا ——

اس کو کھانا اچھا دینا۔ بستر نرم دینا۔ میں زندہ رہا تو خود اپنے خون کا فیصلہ کروں گا۔ خواہ معاف کروں یا قصاص لوں۔ اگر میں مر جاؤں تو اس کو قتل کر دینا اور زیادتی نہ کرنا۔ اللہ تعالیٰ زیادتی کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا:

ام کلثوم رونے لگیں اور ابن ملجم سے فرمایا —— اے اللہ کے دشمن تم نے امیر المومنین کو قتل کیا!

اس نے کہا —— میں نے امیر المومنینؑ کو قتل نہیں کیا۔ بلکہ تمہارے باپ کو قتل کیا ہے

ام کلثوم نے فرمایا —— مجھے امید ہے کہ حضرت پر کوئی تکلیف نہیں ہوگی۔

اس نے کہا —— پھر تم کیوں رو رہی ہو! خدا کی قسم میں نے تلوار کو تیز کیا اور خوف کی رعایت نہ کی، موت کو دعوت دی۔ امیدیں کاٹ دیں اور ایسا وار کیا کہ تمام اہل مشرق پر پڑتا تو وہ ختم ہو جاتے۔

حضرت علی علیہ السلام جمعہ اور ہفتہ کے درمیان کی رات تک زندہ رہے اور انتقال فرمایا۔ حسن علیہ السلام حسین علیہ السلام محمد بن حنفیہ اور عبد اللہ بن جعفر نے آپ کو غسل دیا اور تین کپڑوں کا آپ کو کفن دیا جس میں قمیص نہیں تھی۔ آپ کے فرزند امام حسن علیہ السلام نے نماز جنازہ پڑھی اور قصر الامارۃ کوفہ میں دفن کیا۔ اور آپ کی قبر کو پوشیدہ رکھا گیا۔ یہ اس بات کا خوف تھا کہ کہیں خارجی قبر اکھاڑ کر آپ کی لاش نہ نکال لیں۔ ایک روایت یہ بھی ہے کہ معاویہ اور امام حسن علیہ السلام کی صلح کے بعد آپ کی لاش کو مدینے لایا گیا۔

ابن ملجم سے قصاص لیا گیا۔ اس کے دونوں ہاتھ پاؤں ناک اور کان کاٹے گئے اور جب لوگ اس کی زبان کاٹنا چاہتے تھے تو وہ چلانے لگا۔ انہوں نے کہا کہ جب تیرے اور اعضاء کاٹے گئے تو تو بولا نہیں اور جب زبان کاٹنے لگے تو چلانے لگا۔

کہنے لگا کہ —— اس سے میں اللہ کو یاد کرتا تھا۔ میرے نزدیک اسے قطع کرنا آسان نہیں ہے:

سہ صحیح روایت یہ ہے کہ حضرت علی علیہ السلام کو مقام غری میں دفن کیا گیا جس کو اب نجف اشرف کہتے ہیں۔ اور جہاں اس وقت آپ کا روضہ مقدس ہے۔ یہ قصر الامارۃ والی روایت غلط ہے یہ کوفیوں کا ایجاد کردہ ہے۔ اگر آپ کے دفن کے بارے میں تفصیلات ملاحظہ فرمانا چاہتے ہیں تو علامہ غیاث الدین کی کتاب فرحت الغری فی تعیین قبر علی علیہ السلام مطبوعہ نجف اشرف ملاحظہ فرمائیں۔ جس کا اس گنہگار نے ترجمہ اردو میں کر دیا ہے۔

یہ کتاب شائع ہو گئی ہے۔ ۱۲۰

شکر کرنے کے بعد اُسے قتل کر دیا گیا۔ حضرت علی علیہ السلام نے چار سال نو ماہ خلافت کی۔ شہادت کے وقت آپ کی عمر ۶۳ سال تھی۔

برک مقررہ رات معاویہ کے قتل کے لئے نکلا۔ جب معاویہ صبح کی نماز کے لئے نکلا تو اس نے معاویہ پر حملہ کر دیا۔ معاویہ نے دم دبائی اس نے خصیہ پر حملہ کر دیا جس سے وہ ٹکڑے ہو گیا۔ تلوار کافی گوشت میں چلی گئی۔ برک گرفتار ہوا اور معاویہ سے کہنے لگا کہ ———

"میرے پاس تمہارے لئے ایک خوش خبری ہے۔ آج رات علی علیہ السلام شہید کر دیئے گئے ہیں"

اور پورا واقعہ سنایا۔ معاویہ علاج کے بعد ٹھیک ہو گیا۔ برک کے قتل کا حکم دیا گیا۔

ایک روایت میں ہے کہ اس نے معاویہ پر اس وقت ضرب لگائی۔ جب وہ سجدہ میں تھا عمرو عاص مقررہ رات گھر سے نہ نکلا کیونکہ اس کے پیٹ میں درد تھا۔ خارجہ بن حزافہ عدوی نے لوگوں کو نماز پڑھائی۔ خارجی نے اُسے عمرو عاص سمجھ کر قتل کر دیا۔ گرفتار ہو کر عمرو عاص کے سامنے پیش ہوا۔ جب اس کو دیکھا تو کہنے لگا کہ ——— کون قتل ہوا؟

لوگوں نے کہا ——— خارجہ!

اس نے کہا کہ ——— میں نے عمرو کو قتل کرنے کا ارادہ کیا تھا اللہ تعالیٰ کو خارجہ کا قتل کرانا مقصود تھا۔ اس نے عمرو کو پورا واقعہ سنایا۔ عمرو نے اس کے قتل کرنے کا حکم دیا حضرت علی علیہ السلام کی شہادت کے بعد اہل شام نے لوگوں کو معاویہ کی بیعت کی دعوت دی عبدالرحمن بن خالد بن ولید نے کہا کہ ہم ملک عرب میں اور آپ سارے امیر ہیں۔ اس نے اور لوگوں نے ۲۸ شوال کو معاویہ کی بیعت کی۔

فصل

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ نے حضرت علی علیہ السلام سے فرمایا کہ اولین و آخرین میں سے بدبخت کون شخص ہے؟ عرض کیا اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں فرمایا ———

"اولین میں زیادہ بدبخت اونٹنی کی ٹانگیں کاٹنے والا تھا اور آخرین میں زیادہ بدبخت وہ شخص ہے جو تجھے علی تمہیں وار لگائے گا"

آنحضرتؐ نے حضرت علی کی اس جگہ کی طرف اشارہ کیا جہاں وار لگنے والا تھا۔ روایت ہے کہ علی علیہ السلام شہادت کی رات یہ اشعار پڑھتے ہوئے گھر سے نکلے ؎

اشدد حیازیمک للموت فان الموت لاقیکا
ولا تجزع من الموت اذا حل بوادیکا

"موت کے لئے کمر کو مضبوط باندھ لے، موت تمہیں آنے والی ہے موت کے اس وقت

مت گیا جب وہ تمہاری وادی میں نازل ہو چکی ہے :

عمیرو بن بشیر کا بیان ہے کہ میں نے امام حسن علیہ السلام کو خطبہ میں اپنے باپ کی فضیلت بیان کرتے ہوئے سنا جس میں وہ اپنے باپ کی فضیلت اور سبقت فی الاسلام بیان فرما رہے تھے

" میرے والد نے چاندی سونے کی کوئی چیز میراث میں نہیں چھوڑی صرف سات سو درہم صدقہ کرنے سے بچ گئے تھے۔ جن سے ایک غلام خریدنا چاہتے تھے "

بنو مراد کا ایک شخص حضرت علی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا کہنے لگا۔ ———

" یا امیر المومنینؑ! اپنی حفاظت کے لیے نگران مقرر فرمایئے۔ یہاں کچھ ایسے لوگ بھی ہیں جو آپ کو قتل کرنا چاہتے ہیں "

آپ نے فرمایا ——— اللہ نے ہر انسان کے لیے دو فرشتے مقرر کئے ہیں۔ جو اس کی حفاظت کرتے ہیں اور جب موت کا وقت آتا ہے تو وہ اسے چھوڑ کر چلے جاتے ہیں

حضرت علی علیہ السلام نے ابن ملجم کے حملے کے بعد اپنی اولاد کو وصیت فرمائی کہ " میں تمہیں اللہ تعالیٰ کے تقویٰ اور اطاعت کی وصیت کرتا ہوں تم ان باتوں میں گزشتہ کوتاہیوں پر افسوس کیوں نہیں کرتے اپنے رب کی عبادت کے لئے کمربستہ ہو جاؤ۔ بخشش کے تمام طریقے بروئے کار لاؤ۔ زمین پر دو چیزیں کو ذہن [illegible] جس سے تم پر ذلت اور رسوائی مسلط ہو جاتی ہے۔

اے حسن! ان کو یعنی میری اولاد کو ہدایت پر جمع کرنا۔ میں اولاد کو خدا کے سپرد کرتا ہوں آخرت کو دنیا کے مقابلہ میں جانے اور ان کے لئے بہترین جگہ تلاش کرے والسلام!

اللھم تقبل منا انک انت السمیع العلیم بجاہ محمد وآلہ الطاہرین المعصومین علیہم السلام ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

محمد شریف عفا اللہ عنہ وعن والدیہ